

الفِرقَنَا  
(اَرُوو)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

المکتابۃ السلفیۃ

شیش محلہ روڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

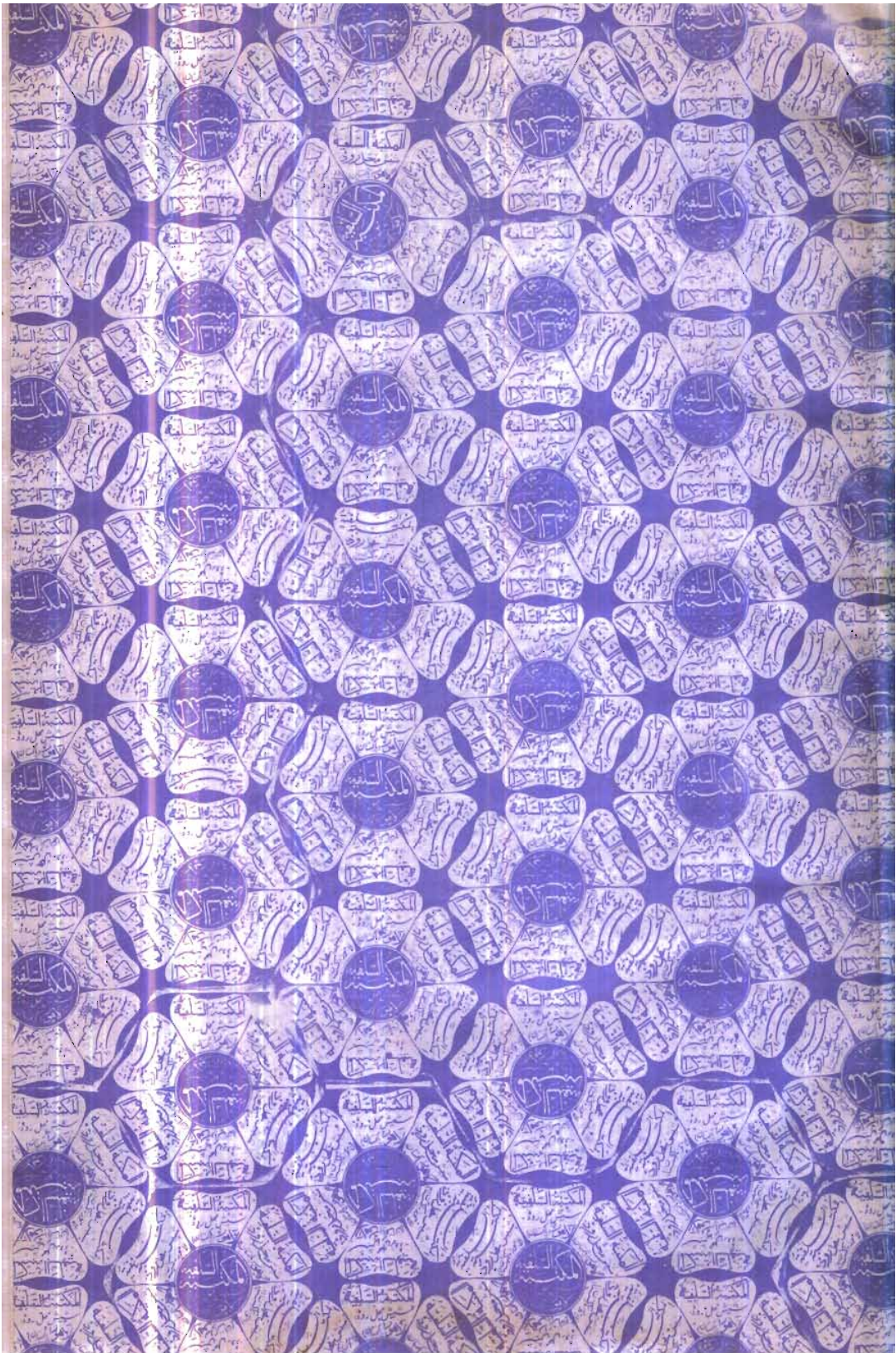
← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



# الفرقنا

بین

أولياء الرحمن وأولياء الشيطان  
(أردو)

تالیف

شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبد سلیم ابن تمیمیہ قادری

ترجمہ

مولانا غلام ربانی مرحوم

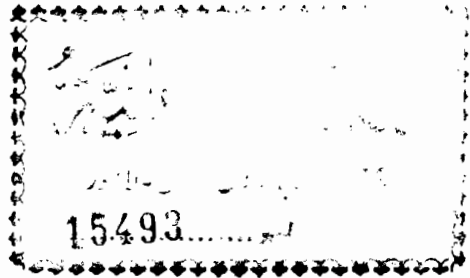
المکتبۃ السلفیۃ شیش محلہ اودھو

پاکستان

265  
الف - الف

الطبعة الاولى — (1100)  
ناشر — المكتبة التلفية بلاهور  
اهتم بطبعه ونشره — احمد شاكر  
طبع في — كاسموبرينتند بلاهور

رجب المرجب 1398 هـ  
جولائ 1948



# فہرست مضامین الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۴۰	مقربین	۵	حمد و ثناء
۴۱	مقتصدین	۶	پسے اور جھوٹے اولیاء میں تمیز آیات {
۴۱	انبیاء کی دو قسمیں - عید و رسول { اور ملک و نبی {	۱۲	شریعت سے فصل
۴۳	اولیاء اللہ کے درجے	۱۲	اولیاء اللہ کے اوصاف و احادیث سے
۴۴	حقیقت ایمان و کفر	۱۵	ولی کے لغوی اور اصطلاحی معنی
۴۸	ایمان مفصل و مجمل کی تعریف	۱۶	افضل اولیاء اللہ کون ہیں؟
۴۹	بعض اہل جنت کی بعض خصوصیات	۱۸	ولی کی تعریف حسن بصری کی زبان سے
۵۳	مخزون ولی نہیں ہو سکتا	۲۱	اطاعت رسول سے کوئی شخص { مستثنیٰ نہیں {
۵۵	اتباع رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں {	۲۲	اصحابِ صفہ کے متعلق غلط فہمیاں
۵۶	عزت لوگ مخلوق کے اندر ہی { چھپے رہتے ہیں {	۲۳	انصار اہل صفہ میں سے نہیں تھے
۵۷	صوفی کی وجہ تسمیہ	۲۵	عالم انبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ { کا جزوی ایمان {
۵۸	فضیلت کا معیار تقویٰ ہی ہے	۲۶	ایمان کی شرطیں
۵۹	لفظ فقر کی تحقیق	۲۸	توسل رسول کی حدود
۶۰	جہاد و صغر و جہاد اکبر	۲۸	سکندریں قیلقوس اور ذوالقرنین
۶۳	معاذ پر انوار نبوی کی بارانِ رحمت	۲۹	ایمان کے بغیر اجتناب واجب { فلاح نہیں ہو سکتا {
۶۵	داعیٰ عمومی ممنوع ہے	۲۹	شیطانِ شہیدے
۶۶	اولیاء اللہ معلوم نہیں ہو سکتے	۳۰	ذکر الہی کی تعریف
۶۸	الہام کی صحت کا معیار	۳۱	ایمان کے جسم میں نفاق { کے جراثیم {
۶۹	غلط اہتمام و یا غلط الہام ولایت { کا منافی نہیں {	۳۲	اولیاء اللہ کے دو طبقے
۷۲	صدیق کو محدث پر کہیں ترجیح حاصل ہے		
۷۳	انبیاء اور اولیاء میں فرق		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۳	منصیت کی صحیح تعریف	۷۷	حضرت سلیمان وارانہ کا قول
۱۱۹	لفظ صحیح کا منطوق	۷۷	حضرت جنید کا قول
۱۲۲	حقائق دینیہ و کونیہ	۷۷	ابو عثمان نیشاپوری کا قول
۱۳۰	مشہد تعذیر	۸۳	مبذوب نجاست سے پرہیز نہیں کرتا
۱۳۷	محبشر بیوں کی تین قسمیں	۸۶	تمام انبیاء کا دین واحد ہے
۱۳۹	ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام	۹۱	خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء
۱۴۰	اولیاء اللہ اور اعدائے اللہ میں فرق	۹۲	انبیاء اولیاء سے افضل ہیں
۱۵۷	معجزات نبی صلعم	۹۳	دو مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ کے سے بدتر ہیں
۱۵۸	کرامات صحابہ و تابعین	۹۳	خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ
۱۶۱	ابو سلم خولانی کی کرامات	۹۴	عقول عشرہ کی حقیقت
۱۶۱	عامر بن قیس کی کرامات	۹۵	نبوت کی فلسفیانہ تشریح
۱۶۲	صلہ بن شمیم کی کرامات	۹۶	اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے
۱۶۳	انفراوی کرامات نقص دلالت کی علامت ہیں	۹۸	فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی
۱۶۵	چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں	۱۰۰	مسئلہ شفاعت
۱۶۶	شیطان کو بھگانے والی آیت	۱۰۷	شیطانی وحی
۱۶۷	شیطانی شعبہات	۱۰۸	ابن عربی اور حضرت جنید
۱۶۸	کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق	۱۰۹	فلسفی صوفیوں کی انہماک بے باکی
۱۷۹	قوالی	۱۱۰	صدر قزوینی کی نئی چال
۱۸۵	اشس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے	۱۱۱	طلول اور اتحاد
		۱۱۳	معصیت کی غلط تعریف

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمد و نعت

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت کے طالب ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی راستے پر لگانے والا نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اس نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دوزخوں پر غالب رکھے۔ اور اس دین کی سچائی کے لئے خدا کا کافی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرب نیامت میں انعامات الہی کی بشارت دی ہے اور عذاب قہاری سے ڈرانے کے لئے بھیجا۔ اور اس لئے بھیجا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ الغرض آپ وہ چرخ عالم افروز ہیں جن کے وجود و سعادت کی بدولت کائنات کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا۔ سو اس کے ذریعے سے اپنے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر چلایا۔ اندھنوں سے نجات دلا کر بینا کر دیا اور بُرائی کے گڑھوں سے نکال کر بھلائی کی مبارک بلندیوں پر پہنچایا۔ اندھی آنکھیں کھلنے لگیں۔ بہرے کان سننے لگے۔ چین دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے وہ حقان کی بصیرت افروز اور نورانی فضا میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اسی دین کے ذریعے سے آپ نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھا دیا، ہدایت اور گمراہی، نیکی اور بُرائی۔ مومنین اور کفار۔ نیک بخت اہل جنت اور بد بخت اہل دوزخ میں امتیاز پیدا



کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں فرق بتا دیا۔ چنانچہ جس کیلئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو وہ بے شک رحمن کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے تو وہ شیطان کا دوست ہے۔

سچے اور جھوٹے اولیاء میں تیز آیات شریفہ سے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیان فرما رہا ہے کہ لوگوں میں سے خدا کے دوست بھی ہیں اور شیطان کے دوست بھی۔ اور اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے مابین جو فرق ہے وہ بھی ظاہر کر دیا فرمایا۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نزلتِ خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آرزوہ خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا یہی بڑی کامیابی ہے۔

الْاٰیٰتِ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ لَا تَخُوْتُ عَلَيْهِمْ  
وَلَا هُمْ يَخۡفَوْنَ نُوۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا  
وَكَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰی  
فِی الْحَیٰوٰتِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا  
تُجَدِّیۡلُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِکَ  
مُوۡلَاۡئُ الْعَظِیۡمِ۔

(پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انہیں تباہیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے حامی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ وہی دوزخی ہیں اور وہی دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

اللّٰهُ وَرِیۡحِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخْرِجُهُم مِّنَ  
الظُّلُمٰتِ اِلَی النَّوْرِ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا  
اُدۡرِیَآءُ هُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخْرِجُوۡنَهُم مِّنَ النَّوْرِ  
اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمُ  
فِیۡهَا حٰلِدُوۡنَ۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا

لوگ تمہاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم سے کوئی ان کو دوست بنا گیا تو بیشک وہ بھی انہی میں کا ایک ہے۔ کیونکہ خدا سے ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ تو اسے پیغمبر جن لوگوں کے دل میں بے ایمانی کا روگ ہے۔ تم ان کو کچھ کرنا کہنے دوست بنانے میں بڑی جلدی کرتے ہیں کتنے کیا ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹھے بیٹھائے ہم کسی مصیبت کے پھیر میں آجائیں۔ سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ مسلمانوں کی فتح یا کوئی امر اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔ تو اس وقت یہ منافق اس بدگمانی پر جو اسلام کے مخالفوں کی صداقت کی نسبت پسینے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہونگے اور اس سے مسلمانوں پر ان کا نفاق کھل جائیگا۔ تو مسلمان ان کے حال پر افسوس کرتے آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے شہ کی تمسین کھاتے اور ہم سے کما کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اندہ اندہ یہود کی تائید میں کوشش کرتے تھے۔ تو ان کا سارا کیا دھرا ضائع ہوا اور سراسر نقصان میں آگئے۔ مسلمانو تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام سے پھر جائے تو خدا کو اس کی ذمہ داری پر واہ نہیں۔ وہ ایسے لوگ لا موجود کر گیا جو کہ وہ دوست رکھتا ہو گا اور وہ اس کو دوست رکھنے ہونگے۔ مسلمانوں کے ساتھ نرم کا دل کیساتھ کرے۔

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ  
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ  
مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ، إِنَّ اللَّهَ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - فَتَرَى  
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ  
يَسَاءِرُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَحْشَى  
أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ  
أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ  
عِنْدِهِ يَكْفُرُ أَصْحَابُهَا  
فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ - وَيَعْتَوِلُ  
الَّذِينَ آمَنُوا أَهْلَ الْأَيْمَنِ  
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ جَهْدَ  
أَيْمَانِهِمْ إِتْمَعُوا  
لَعَلَّكُمْ تَحِبُّوا أَعْمَالَهُمْ  
فَأَصْبَحُوا حَاكِمِينَ - يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ  
مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ  
يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ  
وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى  
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى  
الْكَافِرِينَ - يُجَاهِدُونَ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَّخِذُونَ  
لِذَاتِهِمْ سَبِيلًا ذَلِكَ  
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ  
يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - إِنَّمَا  
وَدَّيْتُكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ  
يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دینے۔ اور کسی طاقت  
کرنیوالے کی طاقت کا کچھ باک نہیں کھینکے۔ جو بھی  
خدا کا ایک فضل ہے جسکو چاہے دے۔ اور اللہ  
کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور وہ سب کے حال

الزَّكَاةَ وَهُمْ ذَاكِرُونَ - وَمَنْ يَتَوَلَّ  
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ  
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ -  
(پہ ۱۲)

سے واقف ہے۔ مسلمانوں تمہارے تو یہی دوست ہیں اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ  
مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کے لگے جھکے رہتے  
ہیں۔ اور جو اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو گا وہی لگا۔ تو وہ اللہ  
والا ہے۔ اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہے۔

اور فرمایا:-

اس سے ثابت ہو گا کہ سب اختیار خدا کے ہر حق ہی  
کو حاصل ہے وہی اچھا تو اب دینے والا اور آخر کار  
وہی اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

هٰذَاكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقُّ هُوَ خَيْرٌ  
ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا -  
(پہ ۱۳)

شیطان کے دوستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے خدا کی  
پناہ مانگ لیا کرو ایمان والوں اور اپنے پروردگار  
پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا قابو نہیں چلتا اس  
کا قابو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی پیدا  
کرتے ہیں اور جو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے  
ہیں۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ  
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ  
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانُ  
عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ  
يُشْرِكُونَ - ۱ پہ ۱۹

اور فرمایا:-

جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے  
ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں  
اس لئے شیطان کے دوستوں کے ساتھ خوب

الَّذِينَ آمَنُوا يَتَوَكَّلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَيْمَانًا تَتَوَكَّلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ

لوگو۔ شیطان کی تدریس میں بودی ہیں۔

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا۔ (پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ کیا۔ ابلیس جنات کی قسم سے تھا اپنے پرورگا کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا اسے اور اس کی نسل کو اپنے دوست بناتے ہو اور مجھے چھوڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کو پہلے بدل ملتا ہے

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدَاوَةٌ بِئْسَ إِصْحَابَ الَّذِينَ يَدَّبَلُوا۔

(پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح گھاٹے میں آگیا۔

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُبِينًا (پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بھی زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ اور اس کے فضل سے واپس آئے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی

الَّذِينَ قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ دِيَارِهِمْ فَأَتَىٰ آلَهُمْ وَهُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ (پ ۷ ع)

کی جستجو کی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ شیطان ہی تمہیں اپنے دوستوں کا

ڈراوا دکھاتا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرو

اور فرمایا:-

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ  
لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ، وَإِذَا فَعَلُوا  
فَاجِسَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا  
وَاللَّهُ أَمْرًا بِهَا قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ  
بِالْغَيْبِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا  
تَعْمَلُونَ - قُلْ أَمْرٌ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَ  
اقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ  
وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ - كَمَا  
بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقًا هَدَى  
وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةَ إِنَّهُمْ  
اِخْتَارُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ  
دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ  
مُتَّبَعُونَ - (پ ۱۰ ع)

ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا یار بنا !  
ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب کبھی کسی  
بیجا حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں  
کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طریقے پر چلنے  
پایا۔ اور اللہ نے ہم کو اس کی اجازت دی  
ہے۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اللہ تو بجا  
کام کی اجازت دیتا نہیں آیت تم لوگ بے سوچے  
مجھے خدا پر جھوٹ بولتے ہو۔ اے پیغمبر ان لوگوں  
سے کہو کہ میرے پروردگار نے تو ہمیشہ  
ٹھیک اور بجا کام کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا  
ہے کہ ہر ایک نماز کے وقت تم سب خدا  
کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ اور خالص اسی کی  
تائیداری میں نظر رکھ کر اس کو پکارو۔ جس طرح

تم کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح تم دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔ اسی نے ایک فریق کو  
ہدایت دی اور ایک فریق ہے کہ گمراہی ان کے سر پر سوار رہے۔ ان لوگوں نے  
خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور بائیں ہر سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست

پر ہیں

اور فرمایا:-

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى  
أَوْلِيَاءِهِمْ لِيُعْجِدُوا كُفْرًا -  
(پ ۱۰ ع)

شیطان تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں  
میں دوسرے ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے  
کج بھجی کریں

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا:

اے میرے باپ مجھے ڈر ہے کہ میں آپ خدا  
کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں اور شیطان  
کے دوست نہ بن جائیں۔

يَا اَبَتِ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ  
عَذَابُكَ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنُ لِلشَّيْطٰنِ  
رَبِيًّا - (پ ۱۵)

اور فرمایا:-

مسلمانو اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور  
ہماری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے  
وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں  
کو دوست نہ بناؤ۔ کہ لگوان کی طرف دوستی  
کے نامہ و پیام دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس  
جو خدا کی طرف سے دین حق آیا ہے وہ اس سے  
انکار ہی کر چکے ہیں۔ وہ تو صرف اتنی بات پر  
کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو۔ رسول  
کو اور تم کو گھروں سے نکال رہے ہیں اور تم  
چپکے چپکے ان کی طرف دوستی کے پیام دوڑا رہے  
ہو۔ اور جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ اور جو ظاہر طور  
کرتے ہو ہم سب کو خوب جانتے ہیں۔ اور جو  
تم میں سے ایسا کرے گا۔ تو سمجھ لو کہ وہ سیدھے  
راستے سے بھٹک گیا۔ یہ کافر اگر کہیں تم پر قابو  
پا جائیں۔ تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں  
اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ  
برائی کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور ان کی اصلی  
تنہا یہ ہے کہ کاش تم بھی انہی کی طرح کافر ہو جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ  
إِلَيْهِمُ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا  
جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ  
وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ  
إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَهُمْ كَمَا دَأَفِي سَبِيلِي  
وَأَبْتَعَاءَ مَرْضَاتِي يُسْرِتُونَ إِلَيْهِمْ  
بِالْمُؤَدَّةِ وَآنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ  
وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ  
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ - اِنْ  
يَتَّخِفُوكُمْ يُكُونُوا كَكُمْ أَعْدَاءً وَ  
يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنْتُكُمْ  
بِالسُّوْرِ دَوْدُ وَالْوَالُوْا تُكْفِرُونَ لَنْ  
تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَرَاللَّهِ  
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ - قَدْ كَانَتْ لَكُمْ  
أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ  
مَعَهُ إِذْ قَالُوْا اقْبُرِيْهِمْ هَٰذَا بَرٌّ

قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں ہی تمہارے  
کچھ کام آئیگی اور نہ تمہاری اولاد ہی کچھ کام  
آئیگی۔ اس دن خدا ہی تم میں حق و باطل کا فیصلہ  
کریگا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ خدا اس کو دیکھ  
رہا ہے۔ مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ  
تھے تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا  
ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے  
کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے  
جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ بھی  
سروکار نہیں۔ ہم تم لوگوں کے عقیدہ و نکتو باطل  
نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کلمہ کھلا عداوت

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ  
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى  
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ إِلَّا قَوْلَ  
إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا أُغْفِرُكَ لَكَ  
وَمَا أُمِرْتُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ  
وَبَنَّا عَلَيْكَ قَوْلًا تَلْمِزًا وَإِلَيْكَ  
أَتَيْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ رَبَّنَا لَا  
تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا  
وَاعْفُفْنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ۔ (پیشا ع)

اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے رسیلی جب تک کہ تم ایسے خدا پر ایمان  
نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے اپنے آپ سے اتنی بات تو بے شک کہی کہ تمہارے لئے ضرور  
سفرت کی دعا کروں گا اور یوں تمہارے لئے خدا کے آگے میرا کچھ زور تو چلتا نہیں  
لے پروردگار ہم تجھی پر سہم دوسرے کہتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور  
تیری ہی طرف میں لوٹ کر جاتا ہے لے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے زور  
و ظلم کا تجربہ مشق نہ بنا۔ اور لے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر بے شک تو  
زبردست اور حکمت والا ہے۔

## فصل

جب یہ معلوم ہو گیا کہ لوگوں میں رحمن کے دوست بھی ہوتے ہیں اور شیطان  
کے بھی تو ضرور ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان دونوں میں فرق

بتایا ہے۔ اسی طرح ان میں امتیاز قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزر وہ خاطر ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

الْآيَةُ اَوْ يَأْتِ اللّٰهَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ -

(پک ۱۲)

اولیاء اللہ کے اوصاف احادیث سے

اور صحیح حدیث میں آیا ہے جسے بخاری وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرا دست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ ٹھکان لی۔ اور فرمایا کہ میں نفس سے جنگ کا اعلان کر دیاں اور جو کچھ میں اپنے بندے پر فرض کر دوں اور وہ اسے ادا کر کے میرا قرب حاصل کرے۔ اور پھر تظلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرتا چلا جائے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا لاقین بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے چنانچہ وہ مجھ سے سنتا مجھ سے دیکھتا مجھ سے پکڑتا اور مجھ سے

يَقُولُ اللّٰهُ مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ  
بَادَى لِيْ بِالْحُكْمِ اَوْ فَقَدْ اذْنَتْهُ  
بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ  
اَوْ اِيَّ مَا فَتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ  
عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالتَّوَابِ حَتَّى  
اُحِبَّهُ يَا ذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمِعَهُ  
الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ  
بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَيَرْجُلُهُ  
الَّتِي يَمْشِيْ بِهَا فَيَسْمَعُ وَ يَرَى وَيُبْصِرُ  
وَيَرِي يَبْطِشُ وَيَرِي يَمْسِكُ وَالَّذِينَ سَأَلْتَنِي  
لَا عَظِيْمَةَ وَالَّذِينَ اسْتَعَاذْنِي لَا عِيْدَةَ  
وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاَعِيْدُهُ  
تَرَدَّدْتَنِيْ عَنْ قَبِيْحٍ نَفْسِ عَبْدِيْ  
الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ اَكْرَهُهُ



مَسَاكِنَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ - | چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں  
ضرور دیتا ہوں اگر مجھ سے پناہ مانگے تو

(بخاری وغیرہ) | اسے پناہ دیتا ہوں میں نے کبھی کسی ایسے فعل سے جسے کہ مجھ کو کرنا ہو اس وجہ ترذیل  
کیا جتنا کہ اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے سے نہ دیکرنا ہوں جسے موت پسند  
ہو اور مجھے اس کو تکلیف دینا پسند ہو حالانکہ موت سے اسے چھٹکارا بھی نہیں

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے میں  
آئی ہیں رسولی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے کہ بس نے میرے دوست سے  
دشمنی کی اس نے مجھے اعلان جنگ دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے:-

وَاتِي لَا تَأْرِي وَلَا يَأْرِي كَمَا يَتَأْر | میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح  
الذئب الحرب۔ | ایک غضبناک شیر بدلہ لیتا ہے۔

یعنی جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس سے نہیں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں  
جس طرح شیر شکاریں اپنا بدلہ لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہوتے  
ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے دوستی کرتے ہیں چنانچہ اسی بات کو پسند کرتے ہیں جسے  
وہ پسند کرے اور اس بات کو پسند کرتے ہیں جو اسے پسند ہو جس چیز سے وہ راضی ہو اس  
سے وہ بھی راضی اور جس پر وہ ناراض ہو اس پر وہ بھی ناراض ہوتے ہیں۔ اسی بات کا حکم کرتے  
ہیں جس کا حکم وہ کرے اور اس بات سے منع کرتے ہیں جو اس نے منع کر دی ہو۔ اسی کو دیتے ہیں  
جسے دینا اس کو پسند ہو اور اس کو دینے سے باز رہتے ہیں جس کو نہ دینا ہی اسے پسند ہو جیسا کہ ترمذی  
وغیرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے:-

أَوْثَقُ الْعُرَامِي فِي الْإِيْمَانِ | ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ تعالیٰ کے  
الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَالْبُعْضُ فِي اللَّهِ - | لئے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ناراض  
ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جسے الوداؤ نے روایت کیا ہے فرمایا:  
مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْغَضَ لِلَّهِ وَ | جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض کی

کچھ دیا تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو دینے سے روکا تو اللہ  
تعالیٰ ہی کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو اس شخص نے  
اپنا ایمان کامل کر لیا۔

## ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی

ولایت عداوت کی ضد ہے۔ ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں۔ عداوت  
غصے اور دوری کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ولی کو اس لئے ولی کہا جاتا ہے کہ وہ طاعات سے  
موالات کرتا یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا  
ہے جو قریب ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "هَذَا أَيْلِي هَذَا" یعنی یہ چیز اس چیز کے قریب ہے۔ اور  
اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مروی ہے: الْحَقُّوْا الْفِرَاقَ بِنَاصِيَةِ الْفِرَاقِ  
فَمَا أَبْقَتْ "میراث پہلے اصحاب الفروض کو دو جو باقی رہے وہ اس مرد کے  
لئے ہو گا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ ذِجْلُ كَالْفَرْدِ" تاکہ یہ بات کھل کر بیان ہو جائے  
اس کے ساتھ تاکبیت کے لئے ذِکْرُ (مرد) کا لفظ زیادہ فرمایا تاکہ یہ بات کھل کر بیان ہو جائے  
کہ یہ علم مردوں کے ساتھ مختص ہے اور امیں مرد اور عورتیں ہر دو شریک نہیں ہیں جیسا کہ زکوٰۃ  
کے بارے میں فرمایا: تَابِنُ لَبُونٌ ذَكَرَ "ابن لبون کا لفظ خود مذکر ہے۔ تاہم تاکبیت کے لئے  
پھر ذِکْرُ کا لفظ زیادہ کر دیا۔

جب ولی اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور غصہ و ناراضگی میں اسی کا تابع رہے جو بات  
اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کا حکم کرے اور جو نا پسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ  
کا دشمن ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَا تَتَّخِذْ دُعَادِي وَعَدْوِي وَعَدُوَّكُمْ  
أَوْلِيَاءَ تَلْفُؤْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ (پ) ع

جس نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور  
جس نے اس سے دشمنی کی وہ اس سے برسرِ پیکار ہوا۔ اس لئے فرمایا: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا  
فَقَدْ بَادَى لِي بِالْمُحَادَّةِ "جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلان

جنگ کیا)

## افضل اولیاء اللہ کون لوگ ہیں

اولیاء اللہ میں سے سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کو حاصل ہے اور انبیاء میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں۔ اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اور العزم رسول نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ طہیر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا۔ اور تمہاری طرف بھی ہم نے ہدایت کی وہی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ کو حکم دیا تھا۔ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

كَمُوحٍ تَكْمُرُ مِنَ الْاَيِّتِ مَا وَصَّيْ بِهٖ  
نُوْحًا وَّ الَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَّمَا  
وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَّمُوسٰى  
وَعِيسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا  
بِهٖۤ (پہلا ج)

اور فرمایا:-

جب ہم نے پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کا وعدہ لیا اور خاص کر تم سے اور نوح اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سے پکا وعدہ لیا تاکہ خدا قیامت کے دن سچے لوگوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے عذاب و رذناک طیار کر رکھا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ الْقَبِيْلٰتِ مِيْثَاقَهُمْ  
وَمِنْكَ وَّمِنْ نُّوحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ  
وَّمُوسٰى وَعِيسٰى اِبْنِ مَرْيَمَ وَّ  
اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّثَاقًا غَلِيْظًا لِّيَمْتَسِلَ  
الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِيْدٍ قِيْهٍ وَّ اَعَدَّ  
لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (پہلا ج)

اور اولاء العزم رسولوں میں سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور امام المتقین ہیں جو اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔ قیامت کو جب انبیاء اکٹھے ہونگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے امام ہونگے۔ جب ان کا وفد نبیگاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خطیب ہونگے۔ آپ اس مقام محمود والے ہیں تو پہلی اور پھیلی انتوں کے لئے مرکز تہا و آرزو ہے۔ الحمد کے جھنڈے والے معوض کوڑے کے ساتھی۔ قیامت

کے دن لوگوں کی شفاعت کرنے والے اور صاحب وسیلہ و فضیلت حضور مجتبیٰ اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ فضیلت والی کتاب دے کر بھیجا۔ اور جن کے لئے دین کے راستوں میں سب سے زیادہ فضیلت کا راستہ مخصوص فرمایا جسکی امت کو بہترین امت قرار دیا جو لوگوں کے فائدے کے لئے بعوث کی گئی ہے۔ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے وہ فضائل و محاسن جمع کر دئے جن کی وجہ سے وہ تمام پہلی امتوں سے ممتاز ہو گئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پیدا تو سب سے آخر میں ہوئی لیکن بعوث سب امتوں سے پہلے ہوئی، چنانچہ صحیح حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک ہے:-

ہم آخر میں آنے والے قیامت کے دن آگے جانے والے ہونگے فرق صرف اس قدر ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلی دی گئی اور ہمیں ان سے پیچھے دی گئی۔ یہ ان کا وہی ہے جس میں ان کا اختلاف پڑ گیا اراد جمعۃ المبارک ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دن جاویا۔ آپ لوگ اس بات میں بھی ہم سے پیچھے ہوں۔ ہمارا جمعہ ہے۔ ان کا شنبہ جو جمعہ کے دوسرے دن آتا ہے اور نصاب لے کا ایک شنبہ ہے جو جمعہ کے تیسرے دن آتا ہے +

مَنْ الْأَخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ بَيَدِ اللَّهِ أَوْ تَوَالِيكَاتِ  
مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ  
فَهَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي اخْتَلَفُوا  
فِيهِ بَعْثِي الْجُمُعَةَ فَهَذَا نَأْتِي  
اللَّهُ لَكِنَّ النَّاسَ لَنَا تَبِعُ فِيهِ  
عَدَا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ عَنِي  
لِلنَّصَارَى -

نیز فرمایا:

سب سے پہلے زمین قیامت کے دن میرے سامنے سے پھینکی۔

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ  
الْأَرْضُ -

نیز فرمایا:

میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ سنتری کہیگا کہ آپ کون ہیں میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں وہ کہیگا کہ آپ ہی کا مجھے حکم

إِنِّي بَابِ الْجَمَّةِ فَاسْتَفْتِحْ  
فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ ؟  
فَأَقُولُ أَنَا مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ

أَمَرْتُ أَنْ لَا تَفْخَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ“ فرمایا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے روزہ نہ  
(الحدیث) کھولوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے فضائل بہت ہیں۔ اور جب سے  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق  
بنانے کا ذمہ دار کیا۔ اس لئے کوئی شخص اس وقت تک فخریم مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے۔ اور ظاہر و باطن ان  
کا اتباع نہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا دعوے کرے۔ اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ جو ان سے مخالفت ہو  
وہ تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور شیطان کے دوستوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي | لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ  
يُحِبُّبِكُمْ اللَّهُ“ (پت ۱۲) میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

### ولی کی تعریف حسن بصریؒ کی زبان سے

حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعوئے کیا کہ ہم اللہ سے محبت  
کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کے لئے نازل فرمائی۔ اور اس میں یہ  
بیان کر دیا کہ جو شخص رسول کا اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ  
تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ سے  
غائب ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ دل میں اپنے متعلق یا کسی اور کے  
متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں سے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اولیاء اللہ نہیں  
ہوتے۔ یہود و نصاریٰ بھی تو اس کے دعویٰ ہیں کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب ہیں اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ  
بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ۔  
لے رسول ان سے کہو کہ اگر تم خدا کے جیسے ہی  
پیارے ہو تو تمہیں ہزارے گناہوں کے عوض عذاب  
کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم خدائی مخلوقات میں بشر کے النوع میں سے ایک  
(پت ۷)

نوع ہوا اور بس -

اور فرمایا:-

وَقَالُوا لَنْ نَبْدُخُلَ الْجَنَّةَ  
إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى  
يَتْلُكَ مَا يَتْلُوهُمْ، قُلْ هَاتُوا  
بُرْهَانَ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ  
بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ  
فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا  
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
(پا ۱۳)

اور یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ جیسے ہیں کہ  
نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی نہیں جاسے پائے گا۔ یہ ان  
کے اپنے خیالی پلاؤ ہیں۔ اسے پیغمبران سے کہہ دو کہ اگرچہ  
ہر تو اپنی دلیل پیش کر دو۔ بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے  
خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ نیکو کار بھی ہے تو اس  
کیلئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں موجود ہے۔ اور  
آخرت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہو گا اور  
نہ وہ کسی طرح آزرہ خاطر ہونگے۔

مشرکین عرب کا یہ دعوے تھا کہ مکہ میں رہنے اور بیت اللہ کے پڑوسی ہونے  
کی وجہ سے ہم خدا کا کلبہ ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں پر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے جیسا  
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ہماری آئیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور تم اڑے  
اڑے قرآن کا شغف بناتے ہوئے یہودہ کو اس کرتے  
اٹے پاؤں بھاگتے تھے۔

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُسْتَلَىٰ عَلَيْكُمْ  
لَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ  
مُسْتَلِينَ بِهَا بِهَا تُمَجِّدُونَهَا  
۱۳

اور فرمایا:-

اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے  
تھے۔ تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا تم کو مار ڈالیں۔ یا تم  
کو جلا وطن کر دیں۔ اور حال یہ تھا کہ کافر اپنا داؤ کرتے  
تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔ اور اللہ سب داؤ کرتے  
والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ اور جب ہماری  
آیات ان کافروں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہاں

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ  
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ  
الْمَا كَرِينِ - وَإِذْ آتَيْنَاكَ الْوَحْيَ  
أَيُّهَا قَالُوا اتَّبِعْنَا لَعَلَّ  
نَسَاءُ نَفَلَتْ أَيْشَلْ هَذَا إِنْ هَذَا

جی ہاں ہم نے سن تو لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کا توفیق  
 کہہ لیں۔ یہ تو لمحے لوگوں کی کمائیاں ہیں اور بس اور بس  
 پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب ان کافروں نے دعا مانگی تھی  
 کہ یا اللہ اگر یہ دین اسلام ہی دین حق ہے اور تیری طرف  
 سے ارتداد ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے یا ہم پر کوئی  
 اور عذاب دردناک لانا نازل کر اور خدا ایسا نہیں ہے  
 کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو۔ اور وہ تمہارے ہوتے  
 ان لوگوں کو عذاب دے۔ اور خدا ایسا بھی نہیں ہے  
 کہ بعض لوگ گناہوں کی معافی خدا سے مانگتے رہیں اور  
 وہ ان سب کو عذاب دے۔ اور اب کہ تم مدینے  
 ہجرت کر کے چلے آئے تو ان کفار مکہ کا کیا استحقاق رہا۔  
 کہ یہ تو خانہ کعبہ کے جلنے سے مسلمانوں کو روکیں اور  
 خدا ان کو عذاب نہ دے۔ حالانکہ یہ لوگ خدا کے

إِلَّا سَاطِئِرُ الْآوَالِيْنَ وَإِذْ قَالُوا  
 اللَّهُمَّ إِن كَانَتْ هَذِهِ هُوَ الْحَقُّ  
 مِن عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً  
 مِنَ السَّمَاءِ أَوِ اثْبِتْ بِعَذَابِ  
 إِلَيْهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ  
 وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ  
 مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لَا يَسْتَخْفِرُونَ  
 وَمَا لَهُمُ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ  
 اللَّهُ وَهُمْ يَصِدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ  
 الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ  
 إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ  
 وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ  
 (پ ۱۸ ع)

دوست نہیں ہیں۔ خدا کے دوست صرف وہ ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں لیکن

ان میں کے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا کہ مشرکین میرے دوست نہیں ہیں میرے

دوست متقی لوگ ہیں۔

صحیح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا اور آپ پوشیدہ جگہ میں نہیں بگڑے اور بلندی و آواز سے فرما رہے تھے کہ فلاں  
 لوگ (مختار نے اپنے اقارب و اعزہ کی ایک جماعت کی طرف اشارہ فرمایا) میرے دوست نہیں  
 ہیں میرے دوست اللہ ہے۔ اور نیکو کار اہل ایمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَحِبُّ الْمُؤْمِنِينَ  
 صَاحِحُ الْمُؤْمِنِينَ : (پ ۱۹ ع)

مومن اس کے دوست ہیں

صلح الومنین سے مراد وہ شخص ہے جو اہل ایمان میں سے ہو اور نیک کام کر نیوالا ہو۔ اور مومن واقعی اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور وہ تمام لوگ داخل ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کا فخر حاصل کیا تھا۔ یہ لوگ تعداد میں چودہ سوتھے اور وہ سب سختی ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْمَنَادُ أَحَدًا بِأَيْعِ تَحْتِ الشَّجَرَةِ۔

بھی درخت میں نہ جائیگا۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَاءِ وِى الْمُتَّقُوْنَ اَيْنَ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا۔  
 (میرے دوست تقی لوگ ہیں کوئی بھی ہو یا کہیں بھی ہو)  
اطاعتِ رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

کفار میں سے بھی بعض آدمی اس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے دلی ہیں۔ حالانکہ وہ دلی نہیں بلکہ اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح منافقین میں سے بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ اور بظاہر لالا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں بلکہ انسان اور جن دونوں کی طرف بھیجے گئے ہیں جلاںکہ باطن میں ان کا عقیدہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے بلکہ انہیں دوسرے بادشاہوں کی جنس سے ایک بادشاہ سمجھتے ہیں جس کی لوگ اطاعت کرتے تھے وہ لوگوں پر اپنی رائے سے وہد بہر جاتا تھا۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ تو ہیں لیکن ان پر پڑھ لوگوں کی طرف نہ کہ اہل کتاب کی طرف بہت سی ہوں نصاریٰ بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جو خاص دوست ہیں ان کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ وہ اولیاء اللہ ان کی رسالت کے محتاج ہیں۔ ان کو خدا کی طرف جانے کا جو راستہ معلوم ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت سے علیحدہ ہے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کی راہ موصل علیہ السلام سے علیحدہ تھی۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وہ تمام چیزیں بلا واسطہ حاصل کر لیتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہو اور ان سے فائدہ ٹھانے ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری احکام دے کر بھیجے گئے ہیں۔ ان



ظاہری احکام میں تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ ربیے باطنی حقائق سو یہ نہ انہیں دے گئے اور نہ وہ ان سے آگاہ تھے۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کی بہ نسبت ان حقائق کے زیادہ واقف ہیں۔ یا اتنے ہی واقف ہیں جتنے کہ رسول اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ کی راہ پر چلتے کے بغیر ہی واقف ہو گئے ہیں۔

### اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں

ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحق تھے۔ اور ان کی طرف آپ بھیجے ہی نہیں گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باطنی طور پر اہل صفہ کو وہ سب کچھ وحی کے ذریعے سے بتا دیا تھا جو کہ آپ کو معراج کی رات کو وحی کے ذریعے سے بتایا گیا تھا۔ اس لئے اہل صفہ انکے ہم تہہ ہو گئے۔

ان لوگوں کو فطر جہالت سے یہ سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کہ واقعہ اسرار تو کمب میں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

<p>وہ خدا مجرور و در ماندگی کے عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کر رکھی تھیں۔</p>	<p>سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ</p> <p>(پہلا آیت)</p>
--	---

اور صفہ مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے شمال کی طرف تھا اس میں وہ مسافر اتر کر تے تھے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا تھا اور نہ کوئی دوست ہوتے تھے جن کے ہاں وہ ہمان ٹھہریں۔ مومنین ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا کرتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر جب کسی مکان میں کوئی فروکش ہو سکتا ہوتا اور جس کی کوئی جگہ نہ ہوتی تھی وہ مسجد میں اترتا تھا۔ اور جب تک اسے کوئی ایسی جگہ نہ ملتی تھی۔ وہیں ٹھہر رہتا تھا اور اگر جگہ مل جاتی تو وہاں سے چلا جاتا تھا۔ اہل صفہ کوئی معین آدمی نہ تھے جو ہمیشہ صفہ ہی پر رہتے ہوں بلکہ وہ کبھی تھوڑے سے ہو جاتے تھے کبھی زیادہ ہو جاتے تھے۔ ایک شخص کچھ مدت کیلئے وہاں رہتا تھا پھر وہاں سے چلا جاتا تھا اور جو لوگ صفہ میں اترتے تھے وہ تمام مسلمانوں کی جنس سے ہوتے تھے۔ انہیں علم یا دین میں کوئی

استیاری حثیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ان میں تو ایسے لوگ بھی تھے جو بعد میں اسلام سے چمکے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ عربی قبیلہ کے آدمی مدینہ میں اتر پڑے۔ اب وہ ہونا موافق آئی اور بیمار ہو گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دودھ دینے والی اونٹنیاں منگوائیں۔ اور فرمایا کہ ان کا دودھ اور پینٹاب پیا کر وچنا پھر اس علاج سے وہ تندرست ہو گئے۔ اور جب تندرست ہو گئے۔ تو ساربان کو قتل کر دیا اور اونٹنیوں کو ہانک لے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش کیلئے آدمی بھیجے۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے۔ ان کی آنکھوں میں لوبے کی جلی ہوئی۔ سلاخیں ڈالی گئیں۔ اور انہیں تپتے ہوئے ریگستان میں چھوڑ دیا گیا۔ پانی مانگتے تھے تو نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کا قصہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ صفحہ میں اترے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفحہ میں انہی طرح کے لوگ بھی اترتے تھے۔ اور ان میں سعد بن ابی وقاص جیسے اچھے مسلمان بھی اترتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص صفحہ میں اترنے والوں میں سب سے زیادہ افضل تھے۔ پھر وہ چلے گئے تھے اور ابو ہریرہ اور دیگر حضرات علیہم الرضوان انہی جا آگئے تھے۔ ابو عبد الرحمن سہلی نے اصحاب صفحہ کی تاریخ مرتب کی ہے جس سے اس موضوع پر تفصیلی بحث ہے۔

### انصار اہل صفحہ میں سے نہیں تھے

انصار اصحاب صفحہ نہیں تھے۔ اور بڑے بڑے صحابہ میں مثلاً ابو بکر عمر عثمان۔ علی طلحہ زبیر۔ عبد الرحمن بن عوف۔ ابو عبیدہ وغیرہم علیہم الرضوان صفحہ پر کبھی فروکش ہوئے۔ ایک روایت ہے کہ منیرہ ابن شعبہ کا ایک لڑکا صفحہ میں اتر گیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ لڑکاسات اکابر اقطاب میں سے ہے۔ مگر اس حدیث کے جھوٹا ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ گو ابو نعیم نے اسے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح جنتی حدیثیں بھی اولیاء ایماں۔ نجار اذناد اور اقطاب کی تعداد کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔ مگر جن میں ان کی تعداد چار یا سات یا بارہ یا چالیس یا ستر یا تین سو یا تین سو تیرہ بتائی گئی ہے یا یہ بتایا گیا ہے کہ قطب ایک ہے۔ ان میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا ثابت ہو۔ اور ان الفاظ میں سے کوئی بھی بجز لفظ ہلال کے سلف صالحین کی زبان پر نہیں آیا۔

ان کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں۔ اور وہ شام میں ہیں۔ یہ مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے۔ اور یہ منقطع ہے اس کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ مسلم ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کے رفقاء جو کہ صحابہ میں سے تھے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے افضل تھے۔ یہ تو ہونیں سکتا کہ تمام لوگوں میں جو آدمی افضل ہوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں نہ ہوں اور حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں ہوں۔ صحیحین میں ابو سعید کی روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے کہ حضور نے فرمایا:۔۔۔

<p>جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گا تو ایک گروہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیگا جس طرح تیرکان سے نکل جاتا ہے ان دین سے نکلنے والوں کو وہ جماعت قتل کی گئی جو حق سے قریب تر ہوگی۔</p>	<p>تَمَرُّقُ مَا رَقَّتْ مِنْ الدِّينِ عَلَى حِينَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَفْتُلُهُمْ أُولَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ (صحیحین)</p>
--	--

یہ بارقین فرقہ جو ریبہ کے خوارج تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں مسلمانوں کے باہر اختلاف پیدا ہوا تو یہ دین سے نکل گئے۔ تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ حدیث صحیح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں کی یہ نسبت حق سے زیادہ قریب تھے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابدال علیؑ کیمپ کو چھوڑ کر اونے کیمپ میں ملک شام میں شامل ہو جائیں۔ اسی طرح وہ حدیث ہے جسے بعض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یعنی یہ کہ کسی شخص نے یہ شعر پڑھے:۔

<p>لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةٌ اَهْمَوِي كَيْدِي اِلَّا الْجَبِيْبَ الَّذِي شَخَفْتُ بِهِ</p>	<p>فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا سَاقِ فَعِنْدَكَ دُنْيِي وَتَرْبِيَّتِي</p>
---	---

محبت کا سانپ میرے جگر کو ڈس گیا ہے۔ اس کا علاج نہ طیب ہے۔ ہو سکتا ہے اور نہ تعویذ گنتہ لکھنے والے سے۔ ان اگلاس کا علاج کرنے والا کوئی ہے تو وہ محبوب ہے جو میری شہداء میں ہے۔ اسی کے پاس میرا بھارا پھونک ہے۔ لہذا وہ میرے نہ بھلائی ہے اور ان شعروں کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وجد طاری ہو گیا جسے کہ چاد حضور کے

دوش مبارک سے گریزی۔

علم حدیث کے جاننے والوں نے بہ اتفاق اس حدیث کو جھوٹا کہا ہے اور اس سے بھی زیادہ جھوٹی روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ان میں سے ایک ٹکڑا حبیبیل علیہ السلام نے اٹھا کر عرش پر لٹکا دیا۔ یہ اور اس طرح کی حدیثیں ایسی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و واقفیت رکھنے والے آدمیوں کے نزدیک سفید ترین جھوٹ ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما ہم باتیں کر رہے تھے! میں ان دونوں میں زہمی کی طرح تھا یہ جھوٹ اور بناؤٹی حدیث ہے۔ علماء حدیث اس کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں۔“

مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ جو شخص رسالت عامہ کا ظاہر میں اقرار کرے اور باطن میں اس کا عقیدہ اسکے مخالف ہو تو وہ منافق ہو گا۔ اور اگر وہ باطن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا منکر ہونے کے باوجود اپنے یا اپنی طرح کے دوسرے آدمیوں کو اولیاء اللہ سمجھتا تو اس کی وجہ یا تو عناد ہو گا یا جہالت ہو گی۔

**خاتم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ کا جزوی ایمان**

چنانچہ بعض یہود و نصاریٰ کے عقیدہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ لیکن کتنے ہیں کہ آپ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ ہم پر ان کا اتباع ضروری نہیں اس لئے کہ ہماری طرف ان سے پہلے رسول آچکے ہیں۔ سو یہ تمام لوگ اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہو چکے باوجود سب کے سب کفار ہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس قول سے فرمادی ہے:-

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَأَخْوَفُ | ياد رکھو کہ خدا کے دوست ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان پر خوف طاری ہو گا اور نہ وہ کسی طرح آزرہ خاطر ہو گئے

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

وَمَا كُنُوا يَتَّقُونَ (پ ۱۲ ع)

## ایمان کی شرطیں

ایمان کی ضروری شرطیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان ہو جو رسول بھی خدا کا بھیجا ہوا ہو اور جو کتاب بھی خدا کی نازل کی ہوئی ہو سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مسلمانو! تم یہ ہو دو وضارے کو یہ جواب دو کہ تم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور موسیٰ و عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔ تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس ماہ راست پر آگئے۔ اور اگر انحراف کریں۔ تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری ضد پر ہیں۔ تو لے پیغمبران کے شر سے خدا کا حفظ و امان تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور وہ سننے والا اور ہر ایک کمال سمجھتا ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نَفِرُّ بَيْنَ أَحَدٍ تَمِيمٌ وَغَنُ لَكُمْ مَسْلُوبُونَ۔ قَانَ امْنُوا بِمِثْلِ مَا امْتَنَعْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَشَاؤُا فَاِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيَكُمْ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

(پ ۱۲ ع)

اور فرمایا:-

ہمارے یہ پیغمبر محمدؐ اس کتاب کو ماننے میں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی اور دوسرے مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو ماننے میں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ نیز کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار تیری مغفرت درکار

اَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ لَا يَكْفِيكَ اللهُ نَفْسًا

ہے۔ اور نیز ہی طرف پھر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے مطابق۔ اچھے کام کرے گا تو اسی کا فائدہ ہے اور برے کام کرے گا تو ان کا وبال اسی پر لگا لے ہمارے پروردگار ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں اس کا مواخذہ نہ کرے۔ اسے ہمارے پروردگار ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ لے ہمارے پروردگار اور ہم پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈال جیسا کھانے کی ہمیں طاقت نہ ہو ہمیں محاف کر ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحمت کرے تو ہمارا آفا ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر۔

إِلَّا دُسِعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ  
عَلَيْهَا مَا كَتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا  
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا  
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ  
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا  
تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ  
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا  
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى  
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ  
رپ ۵۷

اور اسی سورہ کے اول حصے میں فرمایا:-

آلہم یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پر سب گاروں کی راہ نما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اسے پیغمبر جو کتاب تم پر اتاری اور جو تم سے پہلے اتریں۔ ان سب پر ایمان لائے۔ اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائینگے۔

أَلَمْ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى  
لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ  
الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ  
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا  
أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَيَا أَلْخِرَةَ هُمْ  
يُؤْتُونَ، وَأُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ  
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ  
رپ ۵۷

پس ایمان کیلئے یہ مانتا ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام گروہوں جنہوں اور آدمیوں کی طرف بھیجا ہے۔ جو شخص ان کے لئے ہوئے شرائع و احکام پر ایمان نہ لائے۔ وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے۔ چو جائیکہ اللہ تعالیٰ کے نفعی اولیاء میں سے ہو۔ اور جو شخص ان کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے مومن نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض حصے کو ماننے میں اور بعض کو نہیں ماننے اور چاہتے ہیں کہ لنگے درمیان کی کوئی راہ اختیار کریں۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب طیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو چھینیں سمجھتے۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جلد ان کا اجر دے دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (پٹ ۱۷)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ  
وَرِيدُونَ أَنْ يُقَرَّبُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ  
وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ  
وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ  
سَبِيلًا، أُولَٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ حَقًّا  
وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا۔ وَ  
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِمْ  
وَمَا كَفَرُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ  
أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمُ  
أُجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

### توسل رسول کی حدود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان لانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان انہیں اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے مابین اور امر و نہی۔ وعدہ و وعید اور حلال و حرام کی تبلیغ کا وسیلہ سمجھے جلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کا رسول حلال قرار دے اور حرام وہ جس کو اللہ اور اس کا رسول حرام ٹھہرائے دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے شروع کیا ہو جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی دلی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی راہ معلوم ہے تو وہ کافر ہے۔ اور شیطان کا دوست۔

رب اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا انہیں روزی دینا۔ ان کی دعائیں قبول کرنا ان کے دلوں کو ہدایت کرنا۔ و دشمنوں پر انہیں فتح دینا اور دیگر تمام امور جو نافع حاصل کرنے اور نفع کا بین دور کرنے سے متعلق رکھتے ہیں۔ سو یہ تمام باتیں ایک اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہیں۔ ان کو جن اسباب سے چاہے مہیا کر دیتا ہے۔ اس طرح کی چیزوں میں پیغمبروں کی وساطت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔

### سکندر بن قیس اور ذوالقرنین

پھر خواہ کوئی شخص زہد عبادت اور علم میں کتنی ہی بلندی پر کیوں پہنچ جائے۔ لیکن جب

تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سکتا ہے۔ علماء یہود و نصاریٰ میں بڑے بڑے علماء اور رؤس تھے۔ عبادت گزار تھے۔ اسی طرح عرب۔ ترکی اور ہندوستان وغیرہ کے مشرکین میں بھی علماء اور عبادت گزار لوگ تھے۔ ہندوستان اور ترکی میں بڑے بڑے حکما ہو گزرے ہیں۔ جو صاحب علم بھی تھے اور اپنے طریق نہر عبادت کا بھی خوب شغل رکھتے تھے۔ لیکن اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے ایک ذرے کے بھی منکر ہیں تو وہ کافر ہیں اور خدا کے دشمن ہیں۔ خواہ کوئی جماعت انہیں ولی ہی کیوں نہ سمجھتی تھی۔ فارس کے حکما کفار مجوس تھے۔ یونان کے حکما ارسطو وغیرہ منکر اور بتوں اور ستاروں کے پوجنے والے تھے۔ ارسطو مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے ہو گزرے ہیں۔ سکندر بن فیلقوس مقدونی کا وزیر تھا اس کے حالات روم و یونان اور یہود و نصاریٰ کے مؤرخین نے لکھے ہیں۔ یہ وہ ذوالقرنین نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کو گمان ہو گا کہ ارسطو ذوالقرنین کا وزیر تھا۔ چونکہ ذوالقرنین کو بھی کبھی کبھی سکندر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسلئے ان لوگوں کو دھوکا لگا کہ سکندر مقدونی ہی سکندر ذوالقرنین ہے۔ ابن سینا اور اسکی جماعت اسی رائے پر ہے۔ حالانکہ یہ رائے غلط ہے۔ یہ سکندر جس کا وزیر ارسطو تھا۔ شرک تھا۔ اور ذوالقرنین سے بعد کے زمانے کا ہے۔ اس نے نہ دیوار بنائی نہ بیروج و ماجوج کے ملک میں پہنچا۔ اور اس کے حالات روم کی مشہور تاریخ میں درج ہیں۔

ایمان کے بغیر اجتناد موجب فلاح نہیں ہو سکتا

عرب۔ ہند۔ ترک اور یونان وغیرہ کے بعض مشرکین علم۔ زہد اور عبادت میں اجتناد کے سبب تک پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن پتھروں کے منج نہیں تھے۔ اور نہ ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو مانتے تھے جو خیر انہیں دی جاتی تھی اس میں وہ پتھروں کو سچا نہیں سمجھتے تھے۔ جو حکم انہیں دیا جاتا تھا۔ اس کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔ اور نہ اولیاء اللہ ہیں۔

شیطانی شعبہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان دار بھی نہیں ہیں تو پھر ان سے وہ خارق عادت افعال کس طرح صادر ہو جاتے ہیں جنہیں لوگ کرامات کہتے ہیں۔ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان ان



کے ساتھ یا را نہ گانٹھ لیتے ہیں، اور ان پر نازل ہو ہو کر بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جن میں وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں، ان لوگوں کے یہ خارق عادت تصرفات سحر کی جنس سے ہیں۔ اور وہ خود ان کا بنوں اور ساحروں کی جنس سے ہیں جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ؟ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْتُرُوهُمْ كَاذِبُونَ (پط ۵۸)

اے پیغمبر! لوگوں سے کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیطان نازل کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اتار کرتے ہیں سنی سنائی بات کا زینہ ڈال دیتے ہیں اور انہیں سے اکثر توڑے جھوٹے ہی ہیں۔

اور وہ تمام لوگ جو مکاشفات اور خوارق عادت کے معنی ہیں جب پیغمبروں کے متبع نہ ہوں تو ضرور ہی ہے کہ وہ جھوٹ بولا کریں، اور ان کے شیطان ان سے جھوٹی باتیں کہا کریں، ان کے اعمال کا شرک، ظلم، فواحش، غلو اور بدعت فی العبادت ایسے فسق و فجور سے آلودہ ہونا لازمی ہے، اسی وجہ سے ان پر شیطان اترتے ہیں۔ اور ان کے دوست بن جاتے ہیں سو وہ شیطان کے اولیاء میں سے ہوئے نہ کہ رحمن کے اولیاء میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَتَّخِذْ عِنْدَ الرَّحْمَنِ نُقِيضًا لَهُ شَيْطَانًا نَّافِعًا لَهُ، قَرِينٌ (پط ۶۰)

اور جو شخص ذکر خدا سے اغراض کیا کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں اور وہ اسکے ساتھ رہتا ہے۔

### ذکر الہی کی تعریف

اور ذکر خدا اسی ذکر کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا کر لائے ہیں اور وہ قرآن کریم ہے۔ جو شخص قرآن کو نہ مانے اسکی باتوں کو سچا نہ سمجھے۔ اور اسکے حکم کو واجب نہ سمجھے وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔ اسلئے اس پر شیطان تعینات ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ. (پط ۷۶)

اور یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا۔

اور فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اسکی زندگی بھلی میں گزرے گی۔ اور قیامت کے دن بھی ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے

وہ کیلئے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں دکھایا  
اور میں تو دنیا میں اچھا خاصا دیکھتا بھالنا تھا! اللہ تعالیٰ فرمایا کہ  
اسی طرح ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں ترے پاس ہماری آیتیں آئیں  
مگر تو نے انکی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی  
جا ئیگی۔

اَعْمَى - قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمَى  
وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا - قَالَ كَذَلِكِ  
اَتَتْكَ اَيَّاكُنَا فَخَسِيْتَهَا وَ  
كَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْفَسَى  
(پتہ ۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آیتیں ہیں۔ اسی لئے اگر  
کوئی شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کلمات دن ہیشہ ذکر کرتا رہے۔ اور ساتھ ہی اتنا دجہ کا زاہد اور عابد  
بھی ہو۔ اور عبادت میں مجتہد بھی بن جائے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کا اتباع نہ کرے جو  
کہ اس نے نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ تو وہ شخص شیطان کے دوستوں میں سے  
ہے خواہ وہ ہو ایسا اٹا تا پھرے اور پانی پر چلا کرے۔ کیونکہ ہوا میں بھی تو اسے شیطان ہی اڑا  
کرے جاتا ہے۔ اور اس موضوع پر کسی دوسری جگہ مفصل بحث کی گئی ہے۔

## فصل

### ایمان کے جسم میں نفاق کے جراثیم

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں ایمان تو ہوتا ہے لیکن ان میں ایک شعبہ نفاق  
کا بھی ہونا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس آدمی میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور  
جس میں ان میں کی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت  
ہے تا انکرا سے ترک کر دے جب بات کرے تو جھوٹی کرے  
اور جب وعدہ کرے تو عمل اسکے خلاف کرے اور جب اس

اَدْبَعُ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَتْ مُنَافِقًا  
خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ  
مِنْهُمْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ  
النِّفَاقِ حَتَّى يَدَّعِيَهَا اِذَا حَدَّثَ

كَذَّابٌ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا نُذِّمَ  
خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب  
معاہدہ کرے تو دھوڑے۔

اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:-

الْإِيمَانُ يَضَعُ وَيُسْتَوْنُ أَوْ يَضَعُ وَيَسْبَعُونَ  
شُعْبَةً أَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ  
أَدْنَاهَا مَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيفِ وَ  
الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ -

ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ یا فرمایا ستر سے کچھ زیادہ شاخیں  
ہیں سب سے زیادہ بلند اعلیٰ کلمہ کنا ہے اور سب سے اونٹے  
رستے سے ٹکھن کی چیز کو دور کر دینا ہے اور میا، ایمان  
کی ایک شاخ ہے۔

اور چند چیزیں بیان کرنے سے فرمایا کہ جس شخص میں انہیں سے کوئی خصلت ہو اس میں نقا  
کی خصلت ہے تا آنکہ اسے ترک کر دے صحیحین میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ بہترین مومنوں میں سے تھے فرمایا کہ تم میں جاہلیت کا اثر ہے  
اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس درجہ عمر رسیدہ ہونے کے بعد  
بھی مجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں  
اور صحیح حدیث ہے کہ حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَذْبَحَ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ  
أَنْفَعُ وَالْأَخْسَابُ وَالطَّنُّ وَالْأَسَابُ  
وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيْتِ وَالْإِسْتِغَاءُ بِاللَّيْثِ

میری امت میں چار خصلتیں جاہلیت کے اثر سے میں  
تاہلیتوں پر فخر کرنا۔ نسب کا طعنہ دینا میت پر نوحہ کرنا  
اور سناؤں کے ذریعہ پانی مانگنا۔

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَمَّةُ الْمُتَأَفِّقِ تَلْكَ إِذَا حَذَّ كَذَّبَ وَ  
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا نُذِّمَ خَانَ -

متافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ  
کرے تو خلاف کرے اور جب اسے نیا یا ایمان کا تو خیانت کرے۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے ساتھ اس ٹکڑے کا بھی اضافہ ہے وَأَنْ صَامَ وَصَلَّى  
وَنَزَمَ اللَّهُ مُسْلِمًا (اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور ہنگامی اس امر کا ہو کہ وہ مسلم ہے)

بخاری میں ابن ابی ملیکہ کا یہ قول مذکور ہے: "أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّهُمْ يَخَافُ الْفِئَاءَ عَلَى نَفْسِهِ. یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تیس کے ساتھ مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک خائف رہتا تھا کہ کہیں مجھ میں نفاق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجُجَعَانِ فَيَا ذِي  
اللَّهِ وَبِئْسَ مَا لَمْ يَلْمِ اللَّهُ الْكُفْرَ وَاللَّيْمَانَ  
تَأْتَقُوا وَتَقِيلُ نَعْمَ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا قَاتِلُوا لَوْ نَعَلِمُ قِتَالًا  
لَا أَتَيْنَاكُمْ هُمْ يَلْكُفْرًا يَوْمَئِذٍ أَتْرَبُ  
مِنْهُمْ يَلْيَسْتَأْنِ (پ ۷)

اور جس دن دو جماعتیں بھرا گئیں اور تم کو مصیبت پہنچی تو خدا کا حکم یوں ہی تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا ایمان والوں کو معلوم کئے اور منافقوں کو بھی معلوم کئے اور منافقوں سے کہا گیا کہ اے اللہ کے راستے میں لڑو یا دشمن کو ہٹا دو۔ تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم سمجھتے کہ آج لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ لوگ اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔

سوائے لوگوں کو یہ نسبت ایمان کے کفر سے قریب تر قرار دیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ انہیں کفر اور ایمان ملاحظہ ہے۔ اور ان کا کفر قوی تر ہے۔ اور بعض میں کفر و ایمان ملاحظہ ہوتا ہے۔ لیکن ان کا ایمان قوی تر ہوتا ہے۔ اور جب اولیاء اللہ مومنین متعین ہی ٹھہرے۔ تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقویٰ جس قدر زیادہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اسکی ولایت بڑھیں گی۔ پس جو شخص ایمان و تقویٰ میں کامل تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی دوستی اور ولایت کامل تر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بعض لوگ دوسرے لوگوں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان و تقویٰ میں حاصل ہو۔ اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے خدا سے دشمنی رکھنے میں بھی اتنے ہی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں جتنے کہ وہ کفر و نفاق میں بڑھے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ  
أَنكُم زَادَتْ هَذِهِ آيَاتُنَا فَأَمَّا  
الَّذِينَ آمَنُوا أَنزَادَهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ  
يَسْتَبْشِرُونَ. وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
مَرَضٌ فَرَأَدْتَهُمْ رَجْسًا إِلَى رَجْسِهِمْ

اور جو وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے بعض لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ بھلا اس سورت نے تمہیں سے کہ ایمان بڑھا دیا ہو جو پہلے سے ایمان رکھتے ہیں اس سورت نے انکا تو ایمان بڑھا دیا وہ اپنی جگہ خوشیاں مناتے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے اس سورت نے انکی بھی جنابت پر ایک

مَاتُوا دَهُمُ كَأَفْرُوتٍ“ (پ ۱۵) | خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔

اور فرمایا:-

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ“ (پ ۱۶) | مینوں کا سرکار دینا مزید کفر ہے

اور فرمایا:-

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ“ (پ ۱۷) | اور جو لوگ رو بہ رہے ہیں قرآن سننے سے انکو زیادہ ہدایت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پر سرپرستگاری کی توفیق دیتا ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:-

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا“ (پ ۱۸) | ان کے دلوں میں بیماری پہلے سے تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انہی بیماری کو زیادہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص میں اسکے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اور اسی میں اس کے کفر و نفاق کے باعث اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا“ (پ ۱۹) | ان باتوں سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان بڑھاتا ہے جو میں پہلے سے ایمان ہو۔

اور فرمایا:-

لِيَزِدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ“ (پ ۲۰) | تاکہ انکے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

# فصل

## اولیاء اللہ کے دو طبقے

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں سابقین مقررین اور اصحاب یمن مقتصدین۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر فرمایا ہے۔ سورہ واقعہ کے اول میں اور اسکے آخر میں سورہ دہر میں

سورہ مطففین میں اور سورہ فاطر میں۔ سورہ واقعیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کبرئے کا ذکر پہلے حصے میں فرمایا اور قیامت صغریٰ کا ذکر آخر حصے میں فرمایا۔ پہلے حصے میں فرمایا:

جب قیامت جو ضرور ہو نیوالی ہے۔ واقع ہوگی اور اسکے واقع ہونے میں کچھ بھی خلافت نہیں اسوقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہوگا۔ بعض لوگوں کو نجات دکھائی۔ اور بعضوں کے درجے بلند کریں گے۔ اور واقع ہوگی اس وقت جبکہ جن بڑے زور سے بلند کیے گئے۔ اور پہاڑ ٹکرائے جیسے زینے زینے ہو جائیں گے۔ جیسے درے بڑے اڑ رہے ہیں۔ اور اسوقت تم لوگوں کو جو جن میں ہونے میں ہونے۔ ایک تو اپنے ہاتھ والے سودا بنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا ہے۔ اور ایک بائیں ہاتھ والے سو بائیں ہاتھ والوں کا کیا ہی بڑا ہڈا ہے۔ اور تیسرے جو سب آگے سامنے بٹھائے گئے ہیں۔ سو یہ آگے ہی بٹھانے کے قابل ہیں۔ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں۔ انکو بہشت کے آرام نشا

إِذَا رَفَعَتُ الْوَاقِعَةَ لَيْسَ لَوْفَعَتِهَا  
كَأَذْبَنًا فِضَّةً نَّارِيَةً إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ  
رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا كَأَنَّهُ  
هَبَاءٌ مُنْتَبَهًا وَكُنُفٌ أَرْوَاهَا  
ثَلَاثَةٌ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ  
الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمِ مَا  
أَصْحَابُ الْمَشْأَمِ وَالسَّابِقُونَ  
السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي  
جَنَّةِ النَّعِيمِ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ  
قَدِيلٌ مِنَ الْأَخْيَارِ (پکا ۳۷)

کے بانوں میں جگہ دی جائیگی۔ اس گروہ میں سب تو لگے لوگوں میں سے ہونگے اور تصور سے بھولوں سے بھی۔

جب قیامت کبرئے قائم ہوگی تو لوگوں کی تقسیم اسی طریق پر ہوگی۔ اس قیامت کبرئے میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع کر دیکار جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کئی جگہوں میں فرمایا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ کے آخر میں فرمایا:

تو کیا جب جان بدن سے کچھ لگے ہیں پنیچے اور تم اسوقت کو فکر پرشے دیکھا کرو اور کچھ نہ کر سکو اور ہم تمہارا دل کی نسبت اس بار جان بلب سے زیادہ نزدیک میں مگر تم کو دکھائی نہیں دیتا۔ ماں گم کسی کے دہل نہیں بستے اور غوا احتیامی کے دعویٰ میں پچھے ہو۔ تو جان کے گلے میں سے پچھے اسکو بدن میں لٹائیوں نہیں لاتے اگر بارگاہ خداوندی کے مقربوں میں سے ہے تو اسکے

فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ وَأَنْتُمْ  
حَيِّئِينَ تَنْظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ  
مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ فَلَوْ لَا  
إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ  
كُنْتُمْ صَادِقِينَ قَاتِلَانِ كَانَ مِنَ  
الْمُقَرَّبِينَ فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ وَجَنَّةٌ

لئے آرام و آسائش ہے اور فراغت روزی اور نمہ کی بہشت ہے۔ اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ تھخص جو داہنے ہاتھ والوں میں ہے تجھ پر سلام، اور اگر چھلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو بھلستے پانی کی ضیاء ہے۔ اور آخر کار جنہم میں حکیم دنیا میں کثرت کا یہ حال جو بیان کیا گیا باطل سچ اور حق باطل

نَعِيمٌ وَمَا إِنْ كَانَ مِنْ أَحْصِيَاءِ الْعَالَمِينَ  
فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَحْصِيَاءِ الْعَالَمِينَ وَمَا إِنْ  
كَانَ مِنَ الْمَكَلَّدِ بَيْنَ الصَّالِينَ فَزُلْ مِنْ  
حَمِيمٍ وَتَصْلِيَةٌ مِنْ حَمِيمٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ  
الْبَيِّنَاتِ فَيَسْمِعُ يَا سَمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (پ ۱۶)

سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ہم نے اسکو دین کا راستہ بھی دکھایا پھر اب دو قسم کے آدمی ہیں۔ یا تو فکر گزار ہیں یعنی مسلمان یا ناسکر یعنی کافر ہم نے کافروں کے لئے زمینیں اور طوق اور دروزت کی وصفت چھوٹی آگ پر چڑھیں طیار کر رکھی ہیں ہیشک جو لوگ ٹوک لاپس آگرت میں ایسی شرت کے جام پہنکے جس میں کافور کے پانی کی آمیزش ہوگی اور کافور کے پانی کا لیک چڑھ ہوگا جسکا پانی اللہ کے خاص بندے پہنکے گا اور جہاں جہاں لیکے اس چٹے کو ہائے جہاننگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کئے ہیں اور اس روز قیامت سے ڈرتے ہیں جبکہ مصیبت عام سب طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور خدا کا لب کر کے محتاج اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان کو جہاں بھی دیتے ہیں۔ کہ ہم تو نکلو صرف خدا کا ذکر کے کھاتے ہیں، حکومت سے نہ کچھ بدلہ دے گا رہے نہ شکر گزاری ہو کپلے پروردگار سے اس دن کا درگاہ رہے جب لوگ اسے بیچ کے نہ بٹائے تیوری چڑھنے ہو گئے۔ خدا نے بھی اُس دن کی مصیبت ان کو بچایا اور انکو تازہ روئی اور خوش وقتی سے لالایا اور جیسا انہوں نے دنیا میں جھپکا تھا سبکے بلے میں بچنے کو بہشت اور پھنے کو ریشمی پوشاک عنایت کی۔

إِنَّا هَدَيْنَاكَ السَّبِيلَ إِنَّمَا سَأَلْنَا  
وَمَا كَفُورًا إِنَّا عَتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ  
سَلَامًا وَأَعْلَىٰ وَسَعِيرًا -  
إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ  
مِزَاجُهَا كَافُورًا - عَيْنًا يَشْرَبُ  
بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا -  
يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا  
كَانَ أَشْرَكًا مُسْتَطِيرًا وَيَطْعَمُونَ  
الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْثُ مَسَكِنَتْنَا وَيَتِيمًا  
وَأَسِيرًا - إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ  
اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا  
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَطَطًا  
قَوْمَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ  
نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاءً مِمَّا صَبَرُوا  
بِحَنَّةٍ وَأَخْوَرَ - (پ ۱۶)

اسی طرح سورہ مطفقین میں فرمایا:-

سنو ہی باہر کاروگو نکلے نامہ اعمال قیدیوں کے جڑ میں دہن ہوتے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَارِ لَكُنْى سَجِينٍ

رہتے ہیں اور لے سونیم کیا سمجھ کر قیدیوں کا جبر ہے کیا چیز وہ۔  
 ایک کتاب ہے جس میں وقتاً فوقتاً لکھا جاتا ہے اس دن جھٹلاؤ لو  
 کی تباہی ہے جو روزِ جزا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس کو وہی جھوٹ  
 جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہو اور یہ ہو جب اسپر ہماری آئینس پر  
 جائیں تو کئے کرانگے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ رکھو سب سے نہیں بلکان  
 کے دلوں پر لگ ہی کہ اعمال بد کے رنگ بظہر گئے ہیں۔ سونجی ہی لوگ  
 ہیں جو آسوں اپنے سرور و دگار کے سامنے آئے پائینگے۔ پھر یہ لوگ  
 ضرور جہنم میں داخل ہونگے پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہ تو وہ چیز ہے  
 جسکو تم دنیا میں جھوٹ جانتے تھے۔ سونجی نیک لوگوں کے ہمارے اعمال  
 عالی مرتبہ لوگوں کے۔ سب پر سرج ہوتے رہتے ہیں۔ اہل اسے پیغمبر کیا  
 سمجھے کہ عالی مرتبہ لوگوں کا جبر ہے کیا چیز وہ ایک کتاب جسکی وقتاً  
 فوقتاً خانہ پر سی ہوتی رہتی ہے۔ اسپر مقرب فرشتے تعینات ہیں۔  
 بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہونگے۔ محتول پرٹھہ بشت کی  
 سیر دیکھ رہے ہونگے۔ لے مخاطب تو انکو دیکھے تو انکے چہروں سے  
 خوشحالی کی تازگی کی صاف پہچان لے انکو شرابِ خالص سر بند چلائی  
 جائیگی جس کی بوتل کی نرسر شک کی ہوگی۔ اور ریس کرینڈالوں کو  
 چاہئے کہ اس کی ریس کیا کریں۔ اور اس شراب میں تسنیم کے پانی  
 کی ملونی ہوگی۔ تسنیم بشت کا ایک چشمہ ہے جس میں سے خاص کر  
 مقرب لوگ پیئینگے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ، كِتَابٌ  
 مَّرْقُومٌ، وَيَلُّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ  
 الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ  
 وَمَا يُكْذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ  
 أَثِيمٍ إِذَا اسْتُلِيَ عَلَيْهِ آيَاتُنَا  
 قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ، كَلَّا بَلْ رَانَ  
 عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ  
 كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ  
 لَّمَحْجُوبُونَ، ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْكَلْبِ  
 ثُمَّ يُعَالِ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ  
 تُكَذِّبُونَ۔ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْإِنْرَارِ  
 لِنَعَىٰ عَلَيْهِمْ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عَلَيْهِمْ  
 كِتَابٌ مَّرْقُومٌ، تَشْهَدُهُ الْمُرَقَّبُونَ إِنَّ  
 الْإِنْرَارَ لَنِعْمِ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ  
 تَعْرِتُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ  
 يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ  
 مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَرِ الْمُنَافِسُونَ  
 وَمِزَاجُهُمْ مِنْ تَسْنِيمٍ عَيْنًا لَّيْمَشْرَبُ  
 بِهَا الْمُرَقَّبُونَ (پت ۷)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے سلف صالحین سے مروی ہے  
 آپ فرماتے ہیں تسنیم کا پانی صحابہ میں کیلئے ملا یا جالیگا۔ اور مقربین اسے بغیر ملونی کے پیئینگے۔  
 اللہ تعالیٰ نے (يَشْرَبُ بِهَا) فرمایا اور (يَشْرَبُ مِنْهَا) نہیں فرمایا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 قول يَشْرَبُ کے ساتھ یُورِثُ بِهَا (سیر ہو کر پیئینگا) کا معنی بھی ملا دیا۔ کیونکہ شراب (پینے والا) کبھی



پینا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور جب (شیرب منہا) کہا جائے تو اس سے سیر ہونے پر دلالت  
 تہیں ہوتی اور جب (شیرب بہا) کہا جائے۔ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسے سیر ہو کر پیتے  
 ہیں۔ سو مقررین اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ اور اس کے جوتے ساتے انہیں اور کسی پینے کی  
 چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلئے وہ اسے بغیر آمیزش کے پیتے ہیں۔ اسکے خلاف اصحاب  
 یمن کیلئے اس شراب میں آمیزش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر میں فرمایا  
 كَانَ تَزَاجُهَا كَأَفُورًا عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا  
 عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (پہ ۱۹)

عِبَادُ اللَّهِ سے مراد مقررین ہیں جبکا ذکر اسی سورت میں آیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے  
 کہ بدلہ خیر و شر کا عمل کی جنس کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
 مَن نَشَى عَنْ مَوْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبٍ  
 اللَّهُ نِيَا نَفْسٍ اللَّهُ عِنْدَ ثَرْوَةٍ مِنْ كُرْبٍ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ تَسَاءَلَى عَلَى مَعْسِيَةٍ لَيْسَ  
 اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَدَّ  
 سُبُلًا سَدَّ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
 وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبِيدِ مَا كَانَ الْغَلْبُ فِي  
 عَوْنِ آخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ  
 فِيهَا عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى  
 الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ  
 بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَ  
 بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّلَامَةُ وَوَعَدْتُهُمُ  
 الرِّحْمَةَ وَحَفَمَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ  
 اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ  
 لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ رَدَاةً سَلَّمَ فِي صِحْحِهِ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:-

أَزْجَحُونَ بِرَحْمَةِ الرَّحْمَنِ إِدْحَاقًا مِّنْ فِي  
الْأَرْضِ يَرْحَلُ مَن فِي السَّمَاءِ (ترمذی)

جو کہ زمینوں پر رحمت کرنا ہے۔ رحمت کرو تم اہل زمین پر تاکہ اللہ  
تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے:-

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا الرَّحْمَنُ  
خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا  
مِّنْ إِسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَتْهُ  
وَمَنْ قَطَعَهَا بَنَتْهُ «

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں رحمن ہوں میں نے رشتے پیدا کئے ہیں  
اور انکا نام اپنے نام سے مشتق کر کے رکھ لیا ہے جو شخص صلہ  
رحمی کرے گا میں اُسکو ملائے رکھوں گا۔ اور جو رشتوں کو توڑ ڈالے گا  
میں اسے توڑ ڈالوں گا۔

اور فرمایا:-

مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ  
قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ «

جس نے ان (رشتوں) کو ملا یا۔ اللہ تعالیٰ اسے ملا تا ہے۔ اور  
جو ان کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توڑ دیتا ہے۔

اور اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں

اور اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں بقرہ میں اور اصحابِ یحییٰ کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہر دو قسم اولیاء کے اعمال کی تشریح کر دی ہے۔ فرمایا:-

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَن عَادَ إِلَيَّ وَلِيًّا  
فَقَدْ بَادَرَنِي بِالْمَحَارَبَةِ وَمَا  
تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِمِثْلِ آدَاءِ مَا  
أَفْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي  
يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَّابِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ  
فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي  
يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ  
بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَ  
رِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا «

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی  
اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا اور کوئی بندہ فرانس ادا  
کرنے لے جس قدر میرے قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور ذریعہ سے  
نہیں ہوتا اور میرا بندہ نوافل ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں نوافل  
کے ذریعہ سے اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں  
اس سے محبت کروں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا  
ہے۔ اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن  
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں  
جس سے وہ چلتا ہے۔

ابراہیم یا صحابہ الیمین بنکو کاروں میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو نوافل کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ غیر ضروری حاجات سے باز رہتے ہیں۔

### مُفْرَئِمِین

سابقین مفزبین وہ لوگ ہیں جو فرض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ واجب اور مستحب کام کرتے ہیں۔ حرام اور مکروہ کاموں کو چھوڑتے ہیں۔ جب وہ ان تمام وسائل کے ذریعہ سے جو کہ انہیں محبوب ہوئے ہیں اور جن پر انہیں قدرت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پورے روزگار ان سے پوری پوری محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ" (میرا بندہ اس وقت تک نوافل کے ذریعہ سے میرے قرب کا جو یار ہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں) اس محبت سے مراد مطلق محبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

بہیں سیدھا راستہ تیار ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ (فاتحہ)

یہاں انعام سے مراد وہی مطلق اور کامل انعام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قول مبارک

جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہو گا اور ان لوگوں کا ساتھ بہت اچھا ہے۔ (پ ۱۷)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِمَّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔

ان مقربین کے حق میں مباحات وہ اطاعت بن جاتی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اللہ عزوجل

سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت ہوتے ہیں۔ بس یہ لوگ چشمہ سینم کی خالص شراب پینے لگیں۔ اس لئے کہ ان کے عمل بھی خالص اور کھرے ہیں

## مقصدین

اور جو درمیانہ درجہ کے لوگ ہیں ان کے اعمال میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو وہ اپنے نفس کیلئے کرتے ہیں چونکہ وہ اعمال مباح ہوتے ہیں اسلئے نہ تو ان اعمال پر سزا ملتی ہے اور نہ جزا۔ ان لوگوں کو خالص شراب نہ ملے گی۔ بلکہ مقررین کی شراب میں سے ان کیلئے اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر کہ وہ دنیا میں مقررین کے اعمال کی طرح کے اعمال اپنے لئے اعمال میں شامل کر چکے ہوں گے۔

## انبیاء کی دو قسمیں، عبد و رسول، اور ملک و نبی

اسی طرح انبیاء کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک بندہ پیغمبر اور دوسرا بادشاہ نبی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو بندہ اور رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ اور نبی بنیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ اور رسول بننا پسند کر لیا۔ بادشاہ نبی کی مثالیں داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کی طرح کے دوسرے انبیاء ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:-

فَرَايَا كَسَلِيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَى دَعَا كِي:-

اے میرے پروردگار! یہ قصور معاف فرما سو مجھ کو ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے پیچھے کسی کو سزاوار نہ ہو۔ جنگ توڑا فیاض ہے تو ہم نے ہوا کی کاٹنی کر لیا کہ جہاں پہنچا چاہتے ہیں اسی طرح کوڑی سے چلے۔ اور اسی طرح جتنے دیواروں کے خور تھے سب کو کاٹنے کے لئے اور ان کے علاوہ دوسرے دیوؤں کو بھی کاٹنا ہی کرکھا تھا جو غیر وہاں بندے رہتے تھے ہم نے میانہ (عبد و رسول) سے کہا کہ یہ ہے ہماری بے حساب دین تب تم چاہو تو اس سے لوگوں پر احسان کرو یا تمام ساز و سامان اپنے پاس رکھو۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِإِخْوَتِي مِنَ الْبَدْعِيِّ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، فَتَخَرَّ قَالَهُ الرَّيْحُ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينُ كُلُّ بَعَّاجٍ وَغَوَّاصٍ وَالْآخِرِينَ مُتَرَتِّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ هَذَا عَطَاءٌ نَا قَامُنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِخَيْرِ حِسَابٍ (پتہ ۱۲)

قَامُنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِخَيْرِ حِسَابٍ سے مراد یہ ہے کہ جسے چاہو دو اور جسے چاہو محروم کرو وہ تم سے کوئی حساب نہیں پوچھا جائیگا۔ پس بادشاہ نبی وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہو اور اس کام کو چھوڑ دینا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہو۔ اور وہ اپنے ملک و مال میں اپنی

پسند اور اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اسے گناہ نہیں ہوتا۔ اور جہدہ رسول کسی کو اپنے پروردگار کے حکم کے سوا کچھ نہیں دیتا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق نہ کسی کو کچھ دیتا ہے اور نہ کسی کو خردم کرتا ہے۔ بلکہ جسے دیتے کا حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اس کو دیتا ہے۔

اور جسے دوست بنا لیا حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اسی کو دوست بناتا ہے اس کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي وَاللَّهِ لَا أُعْطِي أَحَدًا وَلَا  
أَمْتًا أَحَدًا إِلَّا مَا آتَانَا قَائِمٌ أَصْحَحُ  
حَدِيثُ أُمِّ مَرْثٍ

مجھے اللہ کی قسم کہ میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اور نہ کسی سے کچھ باز رکھتا ہوں میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں۔ وہاں خرچ کرنا ہوں جہاں حکم ہو۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلِ الْأَمْوَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ ۵۹)

اے رسول کو کونیت کا مال اللہ اور رسول کیلئے ہے۔ اور فرمایا:۔

مَا آتَا اللَّهُ عَلَى رَسُولٍ مِنْ أَهْلِ  
الْقُرْبَىٰ فَلِلَّهِ وَاللرَّسُولِ (پ ۶۰)

جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستنیوں کے لوگوں سے شفقت میں دلوں سے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔ الخ اور فرمایا:۔

وَأَعْلَوْا إِنَّمَا عَيْمَانُكُمْ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّهِ فَحَسَبَهُ اللَّهُ خُسْفًا وَاللرَّسُولِ (پ ۶۱)

اور جان رکھو کہ جو چیز تم لوگوں میں لٹاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا۔ الخ

اسی لئے علماء کا ظاہر ترین قول یہ ہے کہ اس طرح کے مال اسی جگہ خرچ کئے جائیں جہاں پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پسند ہوا اور امام مالک اور سلف صالحین کے مذہب کے مطابق ان اموال کے مصرف میں خدا اور رسول کی مرضی معلوم کرنے کیلئے اولی الامر کا اجتہاد منبر ہے اور یہ امام احمد کی روایت سے مذکور ہے اور خمس کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانچ پر تقسیم کیا جائے امام شافعی کا قول یہی ہے اور امام احمد کا مشہور قول بھی یہی ہے اور کہا گیا ہے

کہ تین پر تقسیم لیا جاوے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ بندہ رسول بادشاہ نبی سے افضل ہے چنانچہ ابراہیم - موسیٰ - عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پوست - داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں جس طرح مقررین سابقین ان اہل صحابہ میں سے افضل ہیں جو کہ مقررین سابقین نہ ہوں جس شخص نے واجبات ادا کئے اور باجبات میں سے جو پسند ہوا اسے بھی گزرے وہ ابراہیم صحابہ میں سے ہے اور جو وہی کرے جو خدا کو پسند ہو اور باجبات سے بھی اسی کام میں مدد لینے کا ارادہ کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ وہ مقررین سابقین سے ہے۔

## فصل

### اولیاء اللہ کے درجے

اللہ تعالیٰ نے سوہ فاطر میں اپنے ان اولیاء کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ درمیانے درجے کے ہیں اور ان کا ذکر بھی فرمایا ہے جو کہ سبقت لے جانے والے ہیں۔

پھر ہم نے اپنے بند و نبی سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جنکو ہم نے اہل کلمہ کراں قدرت کیلئے منتخب فرمایا یعنی مسلمانوں کو جو ان میں سے بعض تو اسپرمل نہ کر کے اپنی جانوں پر تم کر رہے ہیں اور بعض انہیں سے بچ کر چلے جاتے ہیں اور بعض انہیں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کے حکم سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں تو خدا کا بڑا فضل ہے اور مسلمانوں کے ہمیشہ رہنے کے بہت کچھ باع کر لوگ رہنے کیلئے انہیں مال دے کر رکھنا رکھے سوئے لنگن اور عورتی پہنانے جائینگے۔ اور وہاں نکاح سمولی لباس بھی ریشمی ہو گا اور یہ لوگ نہیں پارکینگے خدا کا شکر ہے جس نے ہر طرح کا رنج و غم ہم سے دور کر دیا شیک ہمارا پرو۔ دگر بڑا بخشنے والا اور ایسا بڑا امداد دان ہے کہ اتنے کم ہونے فضل سے ٹھہر کر کیلئے

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِ انبَأَ اللَّهُ ذَالِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُحِطُونَ فِيهَا مِنْ آسَاوٍ وَمِنْ ذَهَبٍ وَكُوفُورًا وَرِيَّابًا فِيهَا حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا

يَمَسْتَنَّا فِيهَا نُغَوِّتُ " ۱۶

ایسے گھریں لاتا رہا کہ یہاں ہلکونہ کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے اور ذیبا  
ہلکونہ لاجن ہوتی ہے۔

(پ ۶ ع ۱)

لیکن یہ تینوں قسمیں جو کہ اس آیت میں ہیں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ مخصوص  
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " ثُمَّ آدْرُنَا الْكِتَابَ " اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
ہی نے پہلی امتوں کے بعد کتاب کو نبی میراث سنبھالی اور یہ حفاظ قرآن ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے  
بلکہ ہر وہ شخص جو قرآن پر ایمان لائے ان ہی لوگوں میں سے ہے اور ان لوگوں کو ظَلَامٌ لِنَفْسِهِ اور  
مَقْتَدِينَ قَسَمُونَ میں مقسم کیا اسکے خلاف جو آیات کہ سورہ واقعہ سورہ مطہیف اور انفطار میں  
وارد ہیں انہیں تمام پہلی امتوں کے مومن اور کافر داخل ہیں اور یہ تقسیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
کیلئے مخصوص ہے۔ ظَلَامٌ لِنَفْسِهِ وہ لوگ ہیں جو کہ گناہ کریں اور اسپر اصرار کریں اور جو شخص گناہ سے  
توبہ کرے گناہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اگر توبہ صحیح ہوگی تو وہ اسکی وجہ سے سابقین سے خارج نہ ہوگا  
مقتصد وہ ہوتا ہے جو فرائض ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے  
جو کہ فرائض اور نوافل دونوں ادا کرے جیسا کہ ان آیات میں ہے اور شخص اپنے گناہ سے خواہ کیسا  
ہی گناہ کیوں نہ ہو صحیح طور پر توبہ کرے وہ اسکی وجہ سے سابقین اور مقتصدین سے خارج نہیں ہوتا  
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اپنے پروردگار کی منفرت اور جنت کی لذت پکچھکا پھیلاؤ  
اسلہا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ہے یہی سماں میں پروردگار کا  
کیلئے تیار ہے جو خوشحالی اور نیک سستی دونوں حالتوں میں خدا کے  
نام فرج کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصوروں سے  
دراگڑ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیک کزبواؤں کو دوست رکھتا ہے  
اور وہ لوگ ایسے نیک دل ہیں کہ تمام مائے شریت جیسا کہ چرمی  
کلام کرٹھتے میں یا کوئی اور عیاجبات کر کے اپنا سنی پھونکے گا کچھ  
نقصان کریتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی ساقی مانگنے لگے ہیں  
اور خدا کے سوا اپنے بندوں کے گناہوں کا ساقی کرنا اور یہ ہی کون

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ  
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ  
لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ  
وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِلِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ  
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ  
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا  
أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاَسْتَغْفَرُوا  
إِذْ نُوذِرُوا وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَاَسْتَغْفِرُوا  
إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يَصْرِفُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اور جو یہ جاہات کر لیتے ہیں تو دیدہ و نامتہ سپر ہزار نہیں کرتے  
یہی ایک میں جگا بدلنا کچھ رو در دگار کی طرف سے منفرت ہے اور  
منفرت کے علاوہ بہشت کے بلوغت کے تلے نہیں پڑی ہم ہی ہوئی  
وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اور نیک کام کریں اور کبھی کیسے بچے اور ہیں۔

يَخْلَوْنَ اَوْلِيَاكَ جَزَاءَ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ  
رَّبِّهِمْ وَجَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْانْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ نَحْمُ اَجْرُ  
الْعَالَمِينَ (پ ۴۵)

مقصود وہ ہونا ہے جو کہ فرانس اور حرام چیزوں سے اجتناب کرے اور سابق باخبر  
وہ ہوتے ہیں جو فرانس کے علاوہ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ ان آیات میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو  
یہ فرمایا ہے کہ جَنَّتْ عَذَابٌ يَدْخُلُونَهَا نُوَاسٍ سے اہل سنت یہ استدلال کرتے ہیں کہ اہل توحید  
میں سے کوئی بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ البتہ اسکے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث  
مردی ہیں کہ بہشت لوگ جو کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور اسکے متعلق  
بھی تو ان کے ساتھ حدیثیں وارد ہیں کہ یہ اہل کبار بالآخر نکلیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہی اور دیگر  
اہل ناری شفاعت فرمائینگے اور وہ دوزخ سے نکلے جائینگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفاعت  
فرمائینگے۔ اور دوسرے لوگ بھی۔ بعض لوگ مثلاً معتزلی کہتے ہیں کہ اہل کبار آگ میں ہمیشہ رہینگے  
اور آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سابقین ہی اس میں داخل ہونگے۔ اور مقصد یا ظالم بنفسہ اس  
میں داخل نہ ہونگے۔ تو یہ قول فرقہ مرجیہ کے اس قول کے مقابلے میں ہے کہ اہل کبار میں سے کوئی  
قطعاً دوزخ میں داخل ہی نہ ہوگا۔ اور سارے کے سارے عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائینگے  
یہ دونوں قول سنت متواترہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجماع سلف صالحین۔ اور اقوال ائمہ مجتہدین کے  
مخالفت ہیں۔ اور ان دونوں جماعتوں کے قول کی غلطی پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک دلیل ہے:-

۱۷ | اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ  
يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۴۴)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم درجے گناہ گار کو بخش  
دیگا۔ بشرطیکہ وہ چاہے اس سے یہ مراد لینا جائز نہیں ہے کہ تائب ہی کو بخشے گا جیسا کہ معتزلی کہتے  
میں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کریں اور مشرک کو بھی بخش دیگا، اور مشرک سے کم درجے کے گناہ کو بھی توبہ  
کرنے پر بخش دیتا ہے اور معتزلی سے مشیت کے ساتھ مشرک نہیں کرتے اور یہ توبہ کریں اور اول



کی مغفرت کے بیان میں مذکور ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (پہا ۳۷) | دیتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہاں مغفرت عام اور مطلق کر دی گئی، اللہ تعالیٰ بندے کیلئے جو گناہ بھی ہو بخش دیتا ہے اور جو شخص شرک تیکرے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتا ہے اور جو کبائر سے توبہ کرے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے الغرض جو گناہ بھی ہو اور بندہ اس سے تائب ہو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے پس توبہ کی آیت میں عموم اور اطلاق ہے۔ اور اس آیت میں تخصیص و تعین ہے۔ شرک کی تخصیص کر دی گئی اسے نہیں بخشا گا اور اس کے سوا دوسرے گناہوں کا معاف ہونا مشیت پر منحصر کیا گیا ہے اس سے اس قول کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ ہر گناہ گار کی مغفرت یقینی ہے اور شرک سے بڑھ کر گناہ بھی ہے یعنی خالق کو معطل کر دینا یا یہ کہ کسی گناہ پر عذاب نہ ہو ناجائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ مذکور نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض گناہوں کو بخشتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں بخشتے۔ اور اگر ہر ظالم بنفسہ توبہ یا گناہوں کو مٹا نیوالی نیکیوں کے بغیر بخش دیا جاتا تو یہ مشیت کے ساتھ مسلوق نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وہ کم درجے کے گناہ کو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اس کی دلیل ہے کہ بعضوں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور بعضوں کے نہیں۔ سو اس سے نفی بھی باطل ہو گئی اور عام معافی بھی باطل ہو گئی۔

### حقیقتِ ایمان و کفر کی حقیقت

جب اللہ تعالیٰ کے اولیاء مومن اور متقی ہوئے تو چونکہ لوگ ایمان و تقویٰ میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اس سے وہ اسی کے مطابق ولایت میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ وہ کفر و نفاق میں اسی کے مطابق اللہ کی عداوت میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایمان اور تقویٰ کی اصل اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو مانتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر دی پیغمبر تسلیم کرنا ہے سو ان پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ اور کفر و نفاق کی اصل یہ ہے کہ پیغمبروں اور ان کے لائے

ہوئے احکام سے انکار کر دیا جائے اور یہی وہ کفر ہے جس پر آخرت میں عذاب ہونا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے پاس رسالت پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا كُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ  
رَسُولًا - (پہ ۷۲)

اور فرمایا:-

ہم نے تمہاری طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور دیگر نبیوں کی طرف وحی کی اگر ان کے بعد سے۔ اور جس طرح ہم نے ابراہیم - اسمعیل - اسحق - یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ - ایوب - یونس اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور کتاب عطا کی۔ بعض پیغمبروں کے بعد ہم نے تم سے میان کر دئے اور بعض پیغمبروں کے حالات ہم نے تمہارے سامنے بیان نہیں کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں اور خوب کیں۔ سب پیغمبروں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب خدا سے ڈرانے والے تھے۔ مگر پیغمبروں کے آپسے چھپے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا جھڈا رکھنے کا موقع باقی نہ رہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَمَّا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ  
نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا  
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَالْعِيسَىٰ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ  
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ  
هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا  
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ  
وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ  
مُوسَىٰ نَكِيلًا. رُسُلًا مُبْتَلِينَ وَ  
مُنذِرِينَ لئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ  
حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ. (پہ ۷۳)

اہل دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

جب اس دوزخ میں ایک جماعت داخل کی جائیگی تو اس کے دربان اس جماعت سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے سے ڈرانے والا نہیں آیا کہیں گے ہاں آیا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا۔ اور کہہ دیا کہ خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ضرور بڑی گمراہی میں پڑے ہو۔

كَلَّمَآ لِقَىٰ فِيهَا قَوْمٌ سَأَلْتَهُمْ خَزَنَتُنَّ  
أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ، قَالُوا بَلَىٰ قَدْ  
جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ  
اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ  
كَبِيرٍ. (پہ ۷۴)

اس آیت نے یہ خبر دی کہ جب ایک جماعت دوزخ میں پھینکی جائیگی تو وہ جماعت اس

کا اقرار کر لیگی کہ اس کے پاس گناہوں سے ڈرانے والا آیا تھا۔ اور انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دوزخ میں صرف وہ جماعت ڈالی جائیگی جس نے گناہوں سے ڈرانے والے (نبی) کی تکذیب کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لَا مَلَجَ لَكَ جَهَنَّمَ هَذَا وَمِمَّنْ تَبِعَكَ | | میں ضرور جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں  
وَنَهْمًا جَمِيعًا - (پہا ۱۴ ع) - | سے بھروں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو ابلیس کی پیروی کرنے والوں سے بھر دے گا۔ اور جب جہنم بھر جائیگا تو اس میں اور کسی کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس لئے جہنم میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جو شیطان کی پیروی کرینگے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی گناہ نہ ہو گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس جماعت سے ہوگا جس نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔ اور گناہ مار نہیں بنا۔ اور اس سے پہلے یہ ذکر آچکا ہے کہ دوزخ میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جن پر پینمبروں کے ذریعے سے حجت پوری ہو چکی ہے۔

### ایمان مفصل اور مجمل کی تعریف

بعض لوگ پینمبروں پر مجمل ایمان لاتے ہیں۔ ایمان مفصل وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ پینمبر لائے ہوں اس میں سے بہت کچھ اس شخص تک پہنچ جائے۔ اور کچھ نہ بھی پہنچے۔ سو جو کچھ اس کے پاس پہنچ جائے اس پر ایمان لائے۔ اور جو نہ پہنچے اس سے واقف نہ ہو۔ اور اگر اس کے پاس پہنچ جائے تو اس پر ایمان لے آئے۔ لیکن جو کچھ پینمبر لائے ہوں اس پر مجمل ایمان لائے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل کرے جسے وہ سمجھ لے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ عمل کرنے۔ تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس کے ایمان و تقویٰ کے مطابق اس کی ولایت ہوگی۔ اور جس چیز کی حجت اس پر قائم نہ ہوئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پہچاننے اور اس پر ایمان مفصل لانے کی تکلیف ہی نہیں دیتا اور نہ اس کے ترک پر عذاب دیتا ہے۔ البتہ اس میں سے جو کسی رہ جاتی ہے اس کے مطابق ولایت الہی کے کمال میں بھی اس کے لئے کسی رہتی ہے۔ جو شخص رسول کے لائے ہوئے احکام و شرائط

سے واقف ہو ان پر ایمان مفصل لائے۔ اور ان پر عمل کرے اس کا ایمان اور اس کی ولایت اس شخص کے ایمان و ولایت کی بہ نسبت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ جو ان سے مفصل طور پر واقف نہ ہو اور عمل کے لیکن ہونگے دونوں ولی اللہ۔ جنت کے درجے مقرر ہیں۔ بعض درجوں کو دوسرے درجوں پر بڑی فضیلت ہے۔ اور اولیاء اللہ جو کہ مومن و متقی ہوتے ہیں، ان میں اپنے ایمان و تقویٰ کے مطابق ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ  
فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا  
لَهُ جَهَنَّمَ تَصْلَاهَا مَدْ مَوْماً ذَا حُورٍ ۝  
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا  
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ  
شُكْرًا، كَلَّا تَتَذَكَّرُ أَهْوَىٰ  
وَهُوَ أَهْوَىٰ مِنْ عَطَاؤِ رَبِّكَ وَ  
مَا كَانَ عَطَاؤُ رَبِّكَ مَحْظُورًا،  
أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ  
عَلَىٰ بَعْضٍ وَتَلَاخِرَةَ أَكْبَرَ  
دَرَجَاتٍ وَآكْبَرُ تَفْضِيلًا -

(پہ ۲۷)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے  
ہیں اسی دنیا میں سواست لے کر دیتے ہیں۔ گر پھر آخر کا  
ہم نے اس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے۔ جس میں وہ بڑے  
حالوں۔ اندوہ و گمراہی کا جو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص طالب آخر  
ہو اور آخرت کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہنے۔ ویسی اس کیلئے  
کوشش بھی کرے۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ ہیں  
جن کی محنت خدا کے ہاں مقبول ہوگی۔ اسے پیغمبران کو اور  
ان کو تیرے پروردگار کی بخشش سے ہم امداد دیتے ہیں  
اور تیرے پروردگار کی مدد کسی پر بند نہیں۔ دیکھو تو وہی  
کہ ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے  
اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور ویسے ہی  
اس دن کی برتری بھی بڑھ کر ہے۔

### بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ وہ طالب دنیا کو بھی اور طالب آخرت  
کو بھی اپنی بخشش سے امداد دیتا ہے۔ اور نیک ہو یا بد کسی پر اس کی بخشش کا دوا نہ  
بند نہیں ہے۔ پھر فرمایا "أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَتَلَاخِرَةَ أَكْبَرَ  
دَرَجَاتٍ وَآكْبَرُ تَفْضِيلًا" اس میں بیان فرمایا کہ آخرت میں لوگوں کو ایک دوسرے پر جو  
فضیلت ہوگی۔ وہ اس فضیلت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوگی جو دنیا میں ہوتی ہے۔ اور

آخرت کے درجے دنیا کے درجوں سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح تمام بندے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں فرمایا:-

ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے اور وجوہ سے درجے بلند کیے اور عیسیٰ ابن مریم کو کھلے کھلے مجربے دئے اور اس کی تائید روح القدس سے کی۔

يَسَلُّكَ الرَّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ  
عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ  
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى  
ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَالْآيَةَ نَاهُ يُرْوَدُ  
الْقُدُسِ (پ ۱۷)

اور فرمایا:-

ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور طود کو ہم نے زبور دی۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى  
بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زُورًا (پ ۱۷)

صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مومن تو ہی مومن ضعیف کی بہ نسبت بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ ہر اچھی چیز کو جو تجھے نفع پہنچائے حاصل کرنے کی کوشش کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ، وہ عاجز نہ ہو۔ اور اگر تجھے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو یہ نہ کہہ کہ ”اگر میں کرتا تو ایسا ہوتا“ بلکہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو چاہا سو کر دیا۔ کیونکہ ”اگر“ شیطان کی کارستانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

۱۹  
الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ  
مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ خَيْرٌ مِنْ  
عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِينْ بِاللَّهِ وَلَا تَجْنُ  
وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي  
فَعَلْتُ لَكُنَ لَكَ الْوَلَدُ وَالْوَلَدُ وَلَكِنْ قُلْ  
قَدَرَهُ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ  
تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

اور صحیحین میں ابو ہریرہ اور عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِذَا جَاهَدَ الْحَاكِمُ فَاصْطَبْ قَلْبَهُ

نکلے تو اس کے لئے وہ اجر ہیں۔ اور جب اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد غلط نکلے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تم میں سے جن لوگوں نے فتوح مکہ سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجے میں ان سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتوح مکہ کے پچھلے مال خرچ کئے اور لڑے اور یوں حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَمَا نَكَلُوا وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى“

(پہا، ۱۷)

اور فرمایا:-

جب مسلمانوں کو کسی طرح کی مددوری نہیں اور وہ جہاد سے ٹھہرے اور اچھے شریک ہوئی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے ال و جان سے جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بڑھاپے والوں پر درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور یوں خدا کا وعدہ ٹینک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بڑھاپے والوں پر بڑی برتری دیا ہے۔ یہ لوگوں کے مدارج ہیں جو خدا کے ہاں سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور اس کی بخشش اور مرہمے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَبِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَحْفُورَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا“ (پہا، ۱۷)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب

أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ذِمَّةً

دحرت والی مسجد جی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا۔ کچھ لیا جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لانا۔ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو براہ راست نہیں دکھا یا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لٹے انہوں نے ہجرت کی۔ اور اپنے جان و مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ کے ہاں درجے میں کہیں برصغیر میں۔ اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رحمانی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آسائش ملیگی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي  
سَبِيلِ الله لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ  
اللهِ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الظَّالِمِينَ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَ  
مَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ  
اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ  
أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ وَ  
أُولَئِكَ هُمُ الْغَائِبُونَ يُبَشِّرُهُمْ  
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتِ  
لَهُمْ فِيهَا نَيْمٌ مَّفِئَةٌ خَالِدِينَ فِيهَا  
أَبَدًا۔ اِنَّ اللهَ عِنْدَهُ أَجْرُ  
عَظِيمٌ (پتہ ۱۷)

اور فرمایا:-

بھلا جو شخص رات کے اوقات تنہائی میں خدا کی بندگی میں لگا ہے۔ کبھی اس کی جناب میں سجدہ کرتا ہے۔ اور اس کے حضور میرا دست بستہ گھڑا ہونا۔ آخرت سے ڈرتا۔ اور اپنے پروردگار کے فضل کا امیدوار ہے۔ کہیں ایسا شخص بندہ مافرمان کے برابر ہو سکتا ہے اسے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ کہیں جاننے والے اور جاننے والے بھی برابر ہوتے ہیں مگر ان باتوں سے وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ  
الَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ  
الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً مِنْ رَبِّهِ  
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ  
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، اِنَّمَا  
يَسْتَدْرِكُ أُولُو الْأَلْبَابِ -

(پتہ ۱۸)

اور فرمایا:-

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (پہا ۴۲)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔

**مجنون ولی نہیں ہو سکتا**

یہ ثابت ہو گیا کہ بندہ اس وقت تک ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ مومن و متقی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

الآيَاتُ آذَانًا لِّلَّذِينَ لَّا يَخُوفُونَ عَذَابَ اللَّهِ وَلَا هُمْ يُعْزِرُونَ الَّذِينَ آمَنُوا أَكَاوُيَاتِهِمْ لِقَوْمٍ  
سنو! اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ ملکیں ہونے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور متقی بنے اور صبح بخاری میں حدیث مشہور ہے اور اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے:-

يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهِ وَ لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ  
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے تا آنکہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

اور اس وقت تک مومن و متقی نہیں ہو سکتا جب تک وہ نوافل ادا کر کے خدا کا قرب حاصل نہ کرے اور جب ایسا کرے تو وہ برابر اہل ایمان میں سے ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ نوافل کے ذریعے سے قرب حاصل کرتے کرتے سابقین مقررین میں داخل ہو جاتا ہے۔

علوم ہوا کہ کفار اور منافقین میں سے کوئی بھی خدا کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ شخص ولی ہو سکتا ہے جس کا ایمان اور جس کی عبادات درست نہ ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسے آدمی پر گناہ کوئی نہیں مثلاً کفار کے چھوٹے بچے اور وہ جن تک دعوت نہیں پہنچی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ جب تک ان کے پاس رسول نہ آئے ان کو عذاب نہ ہوگا۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر صادق رہے گی کہ یہ لوگ اس وقت تک اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ مومن و متقی نہ بن جائیں جو شخص نیکی کرنے کے بغیر اور گناہوں کو ترک کرنے کے بغیر قرب کا طالب ہو وہ بھی اولیاء اللہ میں سے نہیں اور یہی حالت



دیوانوں اور بچوں کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

<p>یہ تینوں گروہ معاف ہیں دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے بچہ جب تک بالغ نہ ہو اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔</p>	<p>يُرْفَعُ الْعِلْمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ۔</p>
--	--

اس حدیث کو اہل سنن نے علی و عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے

اہل علم اس حدیث کے قابل قبول ہونے میں متفق ہیں البتہ وہ بچوں میں تیز کی قوت پیدا ہو چکی ہو اس کی عبادات درست ہوتی ہیں اور اس کو ثواب بھی ملتا ہے جیسا کہ علماء کا یہی مذہب ہے۔ لیکن مجنون مرفوع العلم کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ نہ اس کی عبادات درست ہیں نہ کفر و ایمان۔ نہ نماز وغیرہ۔ بلکہ عام اہل عقل کے نزدیک وہ تجارت اور وصیٰ وغیرہ دنیوی معاملات کا بھی اہل نہیں ہے۔ نہ وہ بزاز ہو سکتا ہے اور نہ عطار۔ لہذا یہ باہمی یہ اتفاق علماء اس کے وعدے بھی درست نہیں ہیں۔ اس کی خرید و فروخت، نکاح و طلاق، اقرار و شہادت الغرض ہر طرح کے اقوال غیر معتبر ہیں۔ اس کے اقوال سارے کے سارے لغویں۔ اور ان سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔ اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ صاحب تیز بینی کی حالت اس سے مختلف ہے۔ بعض جگہوں میں اس کے اقوال نص اور اجمل کے مطابق معتبر ہوتے ہیں اور بعض جگہوں میں ان کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔

جب مجنون کا ایمان و تقویٰ معتبر نہیں اور نہ وہ فرائض و نوافل سے خدا کا قرب حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو اس کا ولی اللہ ہونا متنع ہو اور کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس کے متعلق ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھے۔ قطعاً جبکہ اس پر اس کی دلیل بھی نہ ہو۔ رایہ سوال کہ مجنون کے بعض مکاشفات و تصرفات سنیے یا دیکھنے میں آئے ہیں۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ اس نے کسی کی طرف اشارہ کیا اور مشاؤ الیہ مرگیا یا گر پڑا۔ سو یہ ثابت شدہ بات ہے کہ مشرکین و اہل کتاب میں سے بعض کفار و منافقین کو بھی مکاشفات اور شیطانی تصرفات حاصل تھیں۔ کاہن۔ جادوگر۔ مشرک پجاری اور اہل کتاب وہ وہ شعبہ سے دکھاتے تھے کہ

لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ اس لئے کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ صرف اس بات کو کسی شخص کے ولی اللہ ہونے کی دلیل قرار دے۔ خواہ اس نے اس میں کوئی ایسی بات بھی نہ دیکھی ہو جو ولی ہونے کو منافی ہو۔ چہ جائیکہ اس شخص میں ایسی باتیں پائی جائیں جو ولی اللہ ہونے کی منافی ہوں۔

### اتباع رسولؐ سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

مثلاً یہ معلوم ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع کے واجب ہونے کا ظاہر او باطناً عقیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع ظاہری کے تابع ہیں نہ کہ حقیقت باطنی کے۔ یا اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء اللہ کے پاس خدا کی طرف جانے کا طریقہ ایذا علیہم السلام کے طریقہ سے علاوہ ہے۔ یا یہ کہے کہ انبیاء نے راستہ تنگ کر دیا ہے۔ یا یہ کہ ان کی پیروی عوام کے لئے ہے نہ کہ خواص کے لئے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ان لوگوں کے عقائد میں داخل ہو گئی ہیں جو ولی ہونے کے مدعی ہوتے ہیں ان لوگوں میں تو یک گونہ کفر ہے۔ جو کہ سرے سے ایمان کا منافی ہے تا بہ ولایت چرسد جو شخص اس وجہ سے کسی کو ولی سمجھے کہ اس سے خلاف عادت کوئی کام سرزد ہو گیا ہے وہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ گمراہ ہے۔ اسی طرح مجنون کا مجنون ہونا ہی صحت و ایمان و عبادات کا منافی ہے۔ اور ایمان و عبادات ولی اللہ ہونے کی شرطیں ہیں۔ جو شخص کبھی دیوانہ ہو جائے اور کبھی ہوش میں آ جائے اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب وہ ہوش کی حالت میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لاتا ہو فرائض ادا کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو تو یہ شخص جب مجنون ہو جائے تو اس کا جنون اس کو مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس ایمان و تقویٰ کا جو کہ وہ بحالت افاقہ حاصل کر چکا ہے ثواب دے اور اسی کے مطابق اسے ولایت بھی حاصل ہو اور جو شخص ایمان اور تقویٰ کے بعد مجنون ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ایمان اور تقویٰ کا اجر اور ثواب دیتا ہے۔ اور اس جنون کی وجہ سے جس میں کہ وہ اپنے کسی برے فعل کی وجہ سے مبتلا نہ ہوا ہو ضائع نہیں کرتا جنون کی حالت میں وہ مرفوع القلم رہیگا ان حالات میں جو شخص ولایت کا مدعی ہو اور وہ فرائض ادا

نہ کرتا ہو نہ گناہوں سے بچتا ہو بلکہ ایسے کام کرتا ہو جو ولایت کے منافی ہیں تو ایسے شخص کو ولی اللہ کہنا کسی فرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگر مجنوں تو نہ ہو لیکن جنوں کے بغیر ہی بخود سار ہتا ہو یا کبھی جنوں کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہے اور پھر افاقہ ہو جائے لیکن وہ فرائض ادا نہ کرے اور اعتقاد رکھے کہ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع واجب نہیں ہے تو وہ کافر ہے خواہ وہ ظاہراً اور باطناً مجنوں اور مرفوع القلم ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے شخص کو اگر کافروں جیسا عذاب نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عزت کا بھی مستحق تو نہیں ہے جو کہ اہل ایمان اور تقویٰ کے لئے مخصوص ہے ان دو لوگوں کیوں پر کسی شخص کے لئے اس کے بارے میں ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں لیکن اگر افاقہ کی حالت میں وہ مومن اور متقی ہو تو اس کے مطابق اس کو ولایت حاصل ہوگی اور اگر وہ افاقہ کی حالت میں کفر و نفاق میں مبتلا ہو۔ پھر اس پر جنوں طاری ہو گیا ہو تو اس کفر و نفاق کی وجہ سے اس کو عذاب ملیگا اور اس کا جنوں اسے اس کفر و نفاق سے دور نہیں کر سکتا جو کہ افاقہ کی حالت میں وہ کما چکا ہے۔

### عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں لوگوں سے کسی طرح ممتاز نہیں ہوتے۔ نہ ان کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے نہ وہ بال منڈ وانے یا باؤں کو چھو ٹا کرنے میں بشرطیکہ یہ چیزیں مباح ہوں ان کو کوئی خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے چنانچہ کہاوت ہے۔  
 کھ من صدیق فی قباء و کھ من زندیق فی عباء  
 بسا اوقات صدیق فآخرہ قبا میں مبوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات زندیق بے دین گودڑی پہنے ہوتے ہیں۔

### در ویش صفت باش وکلاہ تتری دار

بلکہ اولیاء اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گروہوں میں موجود ہیں بشرطیکہ وہ ظاہری بدعات اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ لوگ اہل تمیز۔ اہل علم۔ اہل جہاد۔ اہل شمشیر۔ اہل تجارت و صنعت اور اہل زراعت سب لوگوں میں پائے جاتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قسمیں حسب ذیل بیان فرمائی ہیں:-

لے پیغمبر تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں۔ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات اور دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا حفظ نہیں کر سکتے تو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا۔ اور وقت کی قید اٹھادی تو اب تمہد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی چار پڑھنے اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ادھر ادھر ملک میں سفر کر رہے ہونگے۔ اور بعض خدا کی راہ میں دشمنوں سے لڑتے ہونگے۔ دیکھو جتنا قرآن تمہد میں آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُثَبِّتُ الَّذِينَ يُشَاءُ وَاللَّهُ يُكَفِّرُ بَعْضُهُمْ أَسْمَاءُ بَعْضُهُمْ أَتَىٰ مَعْصِيَتَهُ مِنَ النَّبِيِّ وَاللَّهُ يَبْتَلِي الْقُلُوبَ وَالنَّبِيَّ وَالنَّبِيَّ لَا يُؤْتِي الْقُلُوبَ حِكْمًا إِلَّا مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيمٌ

(پک ۱۲)

### صوفی کی وجہ تسمیہ

سلف صالحین اہل دین و علم کو قاری کہا کرتے تھے۔ چنانچہ علماء اور عبادت گزار لوگ اسی جماعت میں داخل ہیں جو صوفیوں اور فقرا کا نام پیدا ہو گیا تھا، اور صوفیوں کا نام صوف کے لباس کی طرف منسوب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے فقہاء کی برکزیدگی کی طرف اشارہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نام صوفہ ابن ادریس کی طرف منسوب ہے جو کہ عرب کے ایک قبیلہ کی باوچر تھی اور وہ قبیلہ عبادت گزار ہی میں مشہور تھا نیز کہا گیا ہے کہ صوفی کا نام اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفا کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفت کی طرف منسوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلی صف میں کھڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صوفیہ

یا صفائی یا صفوسی وغیرہ کہا جاتا اور صوفی نہ کہا جاتا اور فقرا کے نام کا اطلاق اہل سلوک پر بھی ہونے لگا اور یہ حال ہی میں مشہور ہوا ہے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا صوفی کا نام افضل ہے یا فقیر کا۔ اس میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ شکر گزار غنی بہتر ہے یا صبر کرنے والا فقیر اور اس مسئلے میں قدیم سے جھگڑا چلا آتا ہے جنیدؒ اور ابو العباس ابن عطاء کے درمیان بھی یہ جھگڑا ہوا احمد بن حنبلؒ سے اس معاملہ میں دو روایتیں ہیں اور صحیح وہی بات ہے جس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا:-

<p>لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور بلاد و ریاستیں تمہاریس تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔</p> <p>(پہلا ۲۳ ع)</p>
--	---

صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ افضل ہیں فرمایا جو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا یوسف نبی اللہ ابن یعقوب نبی اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ افضل ہیں۔ پھر عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ مساوی عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ النَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْحَيَاةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فُقِهُوا (لوگوں کی مثال بھی سونے اور چاندی کی کانوں کی ایسی ہے ان میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں سب سے بہتر تھے ان کو جب سمجھ آ جائے تو اسلام میں بھی سب سے بہتر ثابت ہوتے ہیں)

**فضیلت کا معیار تقویٰ ہے**

کتاب و سنت اس پر دال ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو ان



پہچان جائے۔ کہ محتاج ہیں مگر ہاں لگ پٹ کھ لوگوں سے نہیں مانگتے۔

(پ ۵ ع)

دوسری قسم کے متعلق جو کہ دونوں میں سے افضل ہے

وہ مال جو بن لٹے ہاتھ لگائے۔ منجملہ اور حق داروں کے محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو کافروں کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دے گئے۔ اور اب وہ خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہی تو پیچھے مسلمان ہیں۔

بِالْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ  
أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ  
يَسْتَبْتُونَ فَنُفِضَ اللَّهُ مِنْهُ  
وَرِضْوَانًا وَتَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

(پ ۲ ع)

یہ ان مہاجرین کی صفت ہے جنہوں نے گناہ ترک کر دیے تھے۔ اور خدا کے دشمنوں سے ظاہری و باطنی طور پر جدا کیا تھا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال و جان پر امین سمجھیں اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو خدا کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو خدا کی ذات کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے

الْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَهُ النَّاسُ عَلَى  
دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالْمُسْلِمُ  
مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ  
وَدِينِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا  
نَهَى اللَّهُ عَنْهُ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ  
كَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ۔

جہاد اصغر و جہاد اکبر

بعض نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک

میں فرمایا:-

ہم چھوٹے جہاد سے ہمارے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آگئے ہیں۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى  
الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔

اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال

کے متعلق علم رکھنے والے لوگوں میں سے کتنی عرصے سے روایت نہیں کیا۔ کفار سے جہاد کرنا سب سے بہتر کاموں میں سے ہے۔ بلکہ وہ ان تمام اعمال سے جنہیں انسان ثواب کے لئے کرتا ہے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جن مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری نہیں اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے۔ اور ان کے شریک ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور یوں خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے۔ اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ  
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ  
اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ  
وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً  
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَ  
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى  
الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(پ ۱۰ ع)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب و حرمت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا۔ جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راہِ راست نہیں دکھایا کرتا جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ  
وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ  
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا  
يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - الَّذِينَ  
آمَنُوا وَآجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ  
أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَ



یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جی میں ان کو دیکھا آشنائش ملے گی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کواؤد ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے ہاں ثواب کا بلا ذخیرہ موجود ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ، يُبَشِّرُوهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(پ ۶۹)

صحیح مسلم وغیرہ میں نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے دوسرے شخص نے کہا کہ اگر اسلام لانے کے بعد میں مسجد الحرام کو آباد کئے رکھوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا ان دونوں سے افضل ہے جو کہ تم نے ذکر کئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس زور سے باتیں نہ کرو۔ لیکن جب نماز ادا ہو چکے گی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے متذکرہ بالا آیت نازل فرمائی۔ صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون عمل افضل ہے تو فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی باتیں پوچھیں اگر میں ادا پوچھتا تو اور بھی بتاتے۔ اور صحیحین ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے افضل کونسا عمل ہے؟ فرمایا کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا پھر کون؟ تو فرمایا

کچھ مقبول۔ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ فرمایا کہ مجھے اس کی برداشت نہ ہوگی (یا استطاعت فرمایا یا طاقت) اس نے عرض کیا کہ بتا ہی دیجئے فرمایا:-

<p>کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب تم جسد کے لئے کھڑے ہوتے ہو وہاں یہ بھی کرو کہ روزہ رکھو تو افطار نہ کرو۔ اور نماز پر کھڑے ہو تو کبھی وقفہ نہ کرو۔</p>	<p>هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا حَرَجْتَ مُجَاهِدًا أَنْ تَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ وَتَقُومَ وَلَا تَقْضِرَ۔</p>
---	---

### معاذ پر انوار نبوی کی بارانِ رحمت

سنن میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت وصیت فرمائی کہ

<p>۲۴ یعنی اے معاذ جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتے رہو گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد جلد نیکی کرو کہ اس گناہ کو مٹا دے۔ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ۔</p>	<p>يَا مُعَاذُ إِنَّكَ لَتَلْقَى اللَّهَ حَيًّا مَا كُنْتَ وَأَنْتِجَ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَحْمِلُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِ حَسَنٍ۔</p>
---	--

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا

ہوں سو ہر نماز کے پیچھے یہ ضرور کہہ دیا کرو کہ

<p>اے اللہ مجھے توفیق دے کہ تیری یاد اور تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور اچھی طرح تیری بندگی انجام دوں۔</p>	<p>اللَّهُمَّ آعِنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ،</p>
--	--

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر حضرت معاذ کے پاس بیٹھے ہوئے

فرمایا کہ اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنے بندوں پر خدا کا کیا حق ہے دماغ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے

ہیں حضور نے فرمایا ان پر خدا کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں (پھر فرمایا) کیا نہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ حق ادا کر دیں تو خدا پر ان کا کیا حق ہو جاتا ہے معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "بندوں کا حق خدا پر یہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے" یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ہی سے فرمایا "سب کاموں کی جڑ اسلام ہے اور اس کا سنون نماز ہے اور سب سے بلند عمل جہاد ہے پھر فرمایا میں تمہیں نیکی کے دروازے ہی کیوں نہ بتا دوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو اس طرح بھمکا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور اسی طرح آدمی رات کے وقت نماز پڑھنا نیکی کے دروازوں میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آ یہ کریمہ پڑھی

رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ بھی ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

سَتَجَافِي جُنُوبَهُمْ عَنِ  
الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ  
خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
يَنْقُصُونَ فَلَا تَعْلَمُ لَفْسٌ  
مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ  
أَعْيُنٍ حَزَّاءٌ يَمَازُكَ  
يَعْمَلُونَ -  
(پل ۱۵ ع)

پھر فرمایا اے معاذ میں تجھے وہی چیز کیوں نہ بتا دوں جس پر ان تمام بانوں کی قبولیت کا مدار ہے۔ حضور نے معاذ کی زبان پکڑ کر فرمایا اپنی اس زبان کو قابو میں رکھ۔ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا تمہ پر ماں کی پھسکار معاذ تم انسا بھی نہیں سمجھتے کہ آگ میں جو لوگ نطنوں کے بل اوندھے گرائے جائیں وہ

پہنہ دانتی کی ہی زبانوں کے باعث ہی ہلاک ہوئے۔ اس کے بیان میں صحیحین ہی کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
لَاخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ | جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے  
چاہئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

اچھی بات کرنا اس سے بہتر ہے کہ اچھی بات سے خاموشی اختیار کر لی جائے اور بری بات سے خاموش رہنا بری بات کہہ دینے سے بہتر ہے۔

### دائمی خاموشی ممنوع ہے

رہی دائمی خاموشی سو وہ بدعت ہے اور اس کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح روٹی اور گوشت کھانا اور پانی پینا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی بڑی مذموم بدعت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ابوہریرہؓ ہے اس نے نذرمانی ہے یعنی دھوپ میں کھڑا رہتا ہے سائے سے پرہیز کرتا ہے۔ باتیں نہیں کرتا اور روزہ رکھے رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دیدو کہ بیٹھ جائے۔ اور اپنے اوپر سایہ کرے۔ باتیں کرے۔ اور روزے کو پورا کرے۔ صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کئے گویا وہ دریافت کرتے تھے کہ ان میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت گزار ہے۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے ہم میں سے کون رسول صلعم کے برابر ہے ہیں ان سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے کیونکہ ان کے گناہ سب معاف تھے پس اپنے گناہوں میں روزہ رکھو ننگا اور افطار نہیں کرو ننگا۔ دوسرے نے کہا میں نماز پڑھتا ہوں ننگا تو سوؤ ننگا نہیں۔ تیسرے نے کہا میں گوشت نہ کھاؤ ننگا۔ چوتھے نے کہا میں بیویوں سے نکاح نہیں کرو ننگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں میں تو روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو سوتا بھی ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بیویاں بھی رکھتا ہوں

پس جو شخص میری سنت سے ہٹا گا وہ مجھ سے نہیں ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی طریق پر چل کر یہ خیال کرے کہ اس کا طریق بہتر ہے تو وہ اللہ اور رسول سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۲۵

وَمَنْ يَرْغَبْ عَن مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا  
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ - (پ ۱۶ ع)

جو شخص ملت ابراہیم سے ہٹتا ہے وہ آدمی جو قوت ہے

بلکہ سرسلم پر یہ عقیدہ واجب ہے کہ بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ہر جمعہ کو یہ باتیں خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

## فصل

### اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے

ولی اللہ کے لئے معصوم ہونا یا خطا اور غلطی سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علم شریعت کی بعض باتیں بھی اُسے معلوم نہ ہوں اور دین کے بعض امور میں بھی اسے مغالطہ ہو اور یہ سمجھنے لگے کہ فلاں امور کا خدا نے حکم دیا ہے اور فلاں سے منع کیا ہے حالانکہ دراصل ایسا نہ ہو۔ بعض خورق عادات کو اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطانی حرکات ہوں جنہیں شیطان نے اس کا درجہ گھٹانے کے لئے باعث شبہ بنا دیا ہو۔ اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شیطان کی حرکات ہیں۔ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ ولایت کے درجے سے خارج نہ ہو کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس امت سے خطا نسیان اور ایسی باتوں سے جو ان سے بدرجہ مجبوری سرزد ہوں معاف رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ | اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا اس پر

رسول اور مومنین سب ایمان لائے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں ہم پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے اور بول اٹھے کہ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار میں تیری ہی مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس کی اٹھانے کی اس کو طاقت ہو جس نے اچھے کام کئے تو ان کا نفع بھی اس کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے ان کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو نہ بکڑا اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے ہیں جس طرح ان پر تو نے بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے واکٹار اور ہمارے گناہوں کو معاف کر او۔ ہم پہنچ کر تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر

مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ، كُلُّ  
 اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ  
 وَرُسُلِهِ لَا نَفَرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ  
 مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَ  
 اطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ  
 الْمَصِيْرُ، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا  
 اِلًا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ  
 عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا اِلَّا  
 تُوَاخِذُ نَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا  
 رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا  
 كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَی الدِّیْنِ مِنْ  
 قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا  
 طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا  
 وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ  
 مَوْلَانَا فَاَنْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ  
 الْكَافِرِيْنَ

(پ ۷۸)

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا اور فرمایا ہے کہ میں نے یہ کروایا۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی

اگر تم ظاہر کرو اس چیز کو جو کہ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے ہی لے گا

اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ  
 اَوْ تَخْفُوْا بِهَا سُبْحٰنَ اللّٰهِ

فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پت ۴)

اور جسے چاہیگا بخش دینگا۔ اور جسے چاہیگا عذاب دینگا  
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ان کے دلوں میں کوئی ایسی بات داخل ہوئی جس سے زیادہ سخت اس سے پہلے کبھی داخل نہیں ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو۔

سَعَيْنًا وَاَطَعْنَا وَ سَلَّمْنَا۔ ہم نے سنا۔ ہم نے مانا اور سر تسلیم خم کر دیا۔

فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا انفا کیا اور یہ آیت نازل کی۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا الخ۔ جب انہوں نے کہا اے خدا اگر ہم سے بھول چوک

ہو جائے تو ہمیں نہ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ فَعَلْتُ (میں نے ایسا کر دیا یعنی معاف کر دیا)

پھر انہوں نے کہا اے اللہ ہم پر ان لوگوں جیسا بوجھ نہ ڈال جو کہ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار

ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہ ہو ہم سے درگزر کر ہمارے گناہوں کو بخش دے

ہم پر رحم کر تو ہمارا مددگار ہے اور تو کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ اس کے جواب

میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ

مِثْرًا وَلَا لَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ

(پت ۴)

اور نہیں ہے تم پر گناہ اس بات میں کہ جو بھول چوک سے ہو جائے۔ لیکن اس میں گناہ ہے جس کو تمہارے دل جان بوجھ کر کریں۔

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابو ہریرہ اور عمر و ابن العاص رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے۔

إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَمَّا صَاحِبُ فُلَةٍ

أَجْرَابٍ وَإِنْ أَخْطَأَ فُلَهُ أَجْرٌ۔

جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر غلط نکلے تو اس کا ایک اجر ہے۔

خطا کرنے والے مجتہد کو گناہ گار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس کے لئے ایک اجر رکھا جو کہ

اجتہاد کرنے کا صلہ ہے اور اس کی خطا معاف کر دی لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد ٹھیک نکلے

وہ اجر حاصل کرتا ہے اور وہ پہلے سے افضل ہے۔

## الہام کی صحت کا معیار

اسی لئے مجب ولی اللہ کے لئے غلطی کا امکان ہے تو لوگوں کو اسکی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہاں الینتہ نبی ہو تو اور بات ہے اور ولی اللہ کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان تمام چیزوں پر اعتماد کرے جو کہ اس کے دل پر القا ہوتی ہیں الایہ کہ وہ موافق شریعت ہوں اپنے الہام۔ مکالمہ۔ اور غلطی جیسے وہ خدا کی طرف سے سمجھے، بھروسہ نہ کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سب کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی کسوٹی پر پرکھ لے اگر موافق نکلے تو منظور کرے اور اگر مخالفت ہو نہ قبول کرے۔ اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ موافق ہے یا مخالف تو اس پر تامل کرے۔

## غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کا منافی نہیں

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں دو قسمیں دونوں انتہاؤں پر ہیں ایک وسط میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کہ کسی شخص پر ولی اللہ ہونے کا عقیدہ جمالیتے ہیں پھر جو بات بھی اس کے خیال میں خدا کی القا کی ہوئی بات ہو اس سے موافقت کر لیتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتے ہیں دوسری قسم اس شخص کی ہے جو کہ کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ سمجھے تو اس شخص کو ولایت ہی سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ وہ مجتہد غلطی ہی کیوں نہ ہو لیکن بصدائق خیار الامور اوسا طہا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو ولی اللہ کو معلوم سمجھا جائے اور نہ گنہگار۔ جب اجتہاد میں خطا کرے تو اس کی ہر بات کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ اس کے اجتہاد کے ساتھ کفر و فسق کا حکم لگایا جائے۔ لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعے بھیجی ہے لیکن جب بعض فقہاء کے قول کا خلاف کرے اور بعض سے موافقت کرے تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے قول مخالف سے الزام دے اور کہے کہ یہ مخالفت شرع ہے۔ اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا :-

مَنْ كَانَ فِي أُمَّتِي مَحْدُودًا مَحْدُودًا فَإِنَّ  
يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ قَمَرٌ مِنْهُمْ

تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو گزرے ہیں اور اگر  
میری امت میں بھی محدث ہیں تو عمران میں سے ہے



ترندی وغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔  
 كَذَّبَتْ لَمَّا كَذَّبَتْ فَبَعَثْنَا لَمَّا كَذَّبَتْ فَبَعَثْنَا لَمَّا كَذَّبَتْ  
 اگر میں تم میں سے مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ مبعوث ہوتے

ایک اور حدیث میں ہے :-

إِنَّ اللَّهَ صَرَّبَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ  
 اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان حل اور منہ کو حق سے معمور  
 كَرَّمَهُ وَوَضَعَهُ فِيهِ كَوْنًا نَبِيًّا  
 کر دیا ہے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ  
 بَعْدِي لَكُنَّ عَمْرًا  
 ہوتا۔

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ہم یہ خیال کرنے لگ جاتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے نسلی برس رہی ہے۔ شعبیؓ کی روایت سے حضرت علی ابن ابی طالب سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کبھی حضرت عمرؓ یہ فرماتے تھے کہ میری رائے یہ ہے تو ایسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ وہ کہتے تھے۔ قیس ابن طارق سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے فرشتہ باتیں کر رہا ہے اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ فرما بنا بر دار لوگوں کے منہ سے قریب ہو کر باتیں سنا کر و کیونکہ ان پر سچی باتیں کھلتی ہیں اور وہی سچی باتیں جن کے متعلق حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ فرما بنا بر دار لوگوں پر منکشف ہوتی ہیں اولیاء اللہ کے لئے بھی اللہ کی طرف سے منکشف ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ سے مخاطبہ اور مکاشفہ ہونا ہے اور ان لوگوں میں سب سے افضل امت محمدیہ میں ابو بکرؓ کے بعد عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بڑا درجہ ابو بکرؓ کا ہے پھر عمرؓ۔ صحیحین میں حضرت عمرؓ کے متعلق محدث ہونے کی تعیین ثابت ہے جو محدث اور مخاطب امت محمدیہ میں ہوگا حضرت عمرؓ اس سے افضل ہونگے۔ اس کے باوجود عمر وہی کرتے تھے جو کہ ان پر واجب ہوتا تھا اور جو کچھ ان پر اتقا ہونا تھا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سامنے پیش کرتے تھے کبھی وہ موافق نکلتا تھا۔ اور یہ حضرت عمرؓ کے فضائل میں داخل ہے جیسا کہ ایک سے زیادہ مرتبہ فرمان باری یعنی قرآن کریم کی آیت حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل

ہوئی۔ اور کبھی ان کا الہام شریعت کے مخالفت بھی ہو جاتا تھا اس صورت میں وہ اس سے رجوع کرتے تھے جیسا کہ انہوں نے یوم حدیبیہ میں رجوع کیا تھا جب کہ حضرت عمرؓ کی یہ رائے تھی کہ مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے اور بخاری وغیرہ میں مشہور حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں عمرہ کے لئے سفر کیا اور ان کے ساتھ قریباً چودہ سو مسلمان تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ بیعت کی اور مشرکین سے اس شرط پر مصالحت کر لی تھی کہ حضور اس سال واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کریں گے اور ان کے لئے ایسی شرطیں رکھیں جن میں مسلمانوں پر بظاہر کمزوری کا شائبہ نظر آنا تھا بہت سے مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گذری حالانکہ اللہ اور رسول زیادہ اچھا جانتے تھے اور اس کی مصلحتوں سے آگاہ فرماتے حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جن کو یہ معاہدہ ناپسند تھا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا بیشک حضرت عمرؓ نے عرض کیا، کیا ہمارے منتولین جنت میں اور ان کے منتولین دوزخ میں نہ جائیں گے؟ حضور نے فرمایا بیشک جائیں گے۔ تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں بیٹھے رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں وہ میرا مدگار ہے۔ اور میں سبکی نافرمانی نہیں کر سکتا، پھر عرض کی کیا آپ ہم سے یہ نہ کہتے تھے ہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا بیشک۔ لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا اسی سال داخل ہو گے؟ عرض کی کہ نہیں حضور نے فرمایا تو پھر تم بیت اللہ میں داخل ہو کر رہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد عمر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف گئے اور وہی باتیں کہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دیا تھا۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حضرت ابو بکرؓ نے سننا تھا۔ بات صرف اتنی تھی کہ حضرت ابو بکرؓ بہ نسبت حضرت عمرؓ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بلحاظ موافقت کامل تر تھے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور اپنی خطا کے کفارہ میں کئی اعمال بجالائے۔ اسی طرح جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرؓ نے آپ کی موت سے پہلے تو انکار کر دیا پھر جب حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ حضور بیشک

فوت ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کیا اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جہاد کے مسئلے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ آپ کیسے لوگوں کے ساتھ جہاد کریں گے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”میں اس پر مامور ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ خدا کے ایک ہونے کی شہادت نہ دیدیں اور مجھے رسول اللہ نہ تسلیم کر لیں اور جب وہ ایسا کر دیں تو ان کے مال و جان مجھ سے محفوظ ہیں الا یہ کہ وہ مال و جان کے بدلے میں لئے جائیں ابو بکر نے فرمایا کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب یہ لوگ اسلام کا حق دہائیں تو ان کے مال و جان کا لینا جائز ہے۔ سو زکوٰۃ اسلام کا حق ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر وہ بکر ہی کا وہ بچہ بھی جو کہ وہ رسول اللہ کو دیکھتے تھے مجھے نہ دینگے تو میں اس کے بدلے ان سے جہاد کروں گا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔

حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَقَالَ لَكَ أَبُو بَكْرٍ أَلَمْ يَعْلَمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَإِنَّ الزَّكَاةَ مِنْ حَقِّهَا وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي مَعْنَا قَاتَا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَرَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرِي بِكَيْفٍ لِقَاتِلٍ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمُحَقٌّ ۚ

### صدیق کو محدث پر کیوں ترجیح حاصل ہے؟

اس کی کئی نظیریں موجود ہیں جن سے معلوم ہے۔۔۔ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح حاصل ہے۔ حالانکہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث ہیں کیونکہ صدیق کا مرتبہ محدث کے مرتبہ سے بلند تر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق جو کچھ بھی کہتا ہے یا کرتا ہے تو وہ رسول معصوم سے سیکھتا ہے۔ اور محدث بعض باتیں

اپنے دل سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا دل معصوم نہیں ہے، اس کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے دل کے انعامات کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے۔ اور ان سے مناظرہ کیا کرتے بعض امور میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے۔ اور بعض میں ان سے اختلاف فرمایا کرتے تھے آپ ان کو اور وہ آپ کو کتاب و سنت سے دلائل سنایا کرتے تھے مناظرہ کر کے اپنی بات منوایا کرتے۔ لیکن یہ سمجھی نہ کہتے تھے کہ میں محدث ہوں۔ بلکہ ہوں۔ اور مجھ سے خطاب ہوتا ہے۔ اسی لئے تم لوگوں کو میری بات مان لینینی چاہئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ جو شخص ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کے دوست اس کو ولی اللہ کہیں اور یہ سمجھیں کہ اس سے خطاب ہوتا ہے اس لئے اس کے پیروؤں پر اس کی ہر بات مان لینا ضروری ہے۔ اس سے مناظرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور کتاب و سنت لھو نظ رکھنے کے بغیر ہی اس کا حال تسلیم کر لینا چاہئے۔ تو یہ دعویٰ اس کے دوست جو اس دعویٰ میں شریک ہیں خطا کار ہیں اور ایسے لوگ گمراہ ترین لوگوں میں سے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے افضل ہیں آپ امیر المؤمنین ہیں۔ تاہم مسلمان ان سے جھگڑتے تھے۔ اور کتاب و سنت کے مطابق آپ لوگوں پر اور لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے۔

### انبیاء اور اولیاء میں فرق

امت کے تمام سلف صالحین اور ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی کوئی شخص بھی کیوں نہ ہو اس کے بعض قول قبول کئے جا سکتے ہیں اور بعض ترک کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ انبیاء اور غیر انبیاء کا فرق ہے۔ انبیاء صلوات اللہ علیہم اللہ عزوجل سے جو باتیں لائیں ان سب پر ایمان لانا ضروری اور ان کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ اولیاء کے ہر حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ اور نہ ان کی ہر خبر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا حکم اور ان کی خبر کتاب و سنت کے سامنے پیش کی جائیگی جو کتاب و سنت کے موافق نکلا وہ مان لیا جائیگا۔ اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہوگا

وہ رد کر دیا جائیگا۔ اگرچہ اس مخالف کتاب و سنت بات کے کہنے والا اولیاء اللہ ہی میں سے کیوں نہ ہو اور وہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو جس کی خطا معاف کر دی گئی ہو۔ اور اسے جہنم کا اجر بھی دے دیا گیا ہو۔ لیکن جب اس کا قول کتاب و سنت کے مخالف ہوگا۔ تو اس میں وہ خطا کار سمجھا جائیگا۔ اور جو شخص جسب استطاعت خدا سے ڈرتا رہے۔ اس کی خطا معاف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَا تَقْوَاهُ اللَّهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن) | جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور یہ تفسیر ہے اللہ کے اس قول کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ  
تَقَاتِهِ - (پت ۷۲) | لے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے۔

ابن مسعود اور دیگر صحابہ فرماتے ہیں کہ اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کی یاد کی جائے اور اس کو فریضہ نہ کیا جائے۔ اس کا شکر کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ اور یہ سب کچھ حسب استطاعت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا  
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ  
(پت ۷۸) | اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کام وہ کرے گا اس کا ثواب ہوگا تو اسی کے لئے اور خراب ہوگا تو اسی کو ہوگا۔

اور فرمایا:-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ  
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
(پت ۷۲) | اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے مقصد بھر نیک عمل بھی کئے اور ہم تو کسی شخص پر اس کی سوائے سے بڑھ کر بوجھ والا ہی نہیں کرتے یہی لوگ جنتی ہونگے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرمایا:-

انصاف کے ساتھ پوری پوری پاپ کرو۔ اور پوری پوری قول۔ ہم کسی شخص پر اس کی سمائی سے بڑھ کر بوجہ نہیں ڈالتے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انبیاء جو کچھ لائے اس پر ایمان لانا

ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

وَأَوْثُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ  
بِالْقِسْطِ لَأَنْكَلِفُ نَفْسًا إِلَّا  
وُسْعَهَا۔ (پ ۷۴)

۳۷ مسلمان تم ہو دو نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور داؤد دیتقوب پر اترے ان پر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملے۔ اس پر ہم ان پر عمل میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جوائی نہیں بکتے۔ اور اسی لیک حمد کے فرمانبردار ہیں

تَوَلَّوْا أُمَّتًا بِاللهِ وَمَا أُنزِلَ  
إِلَيْهَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ  
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ  
وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ  
وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ  
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ  
أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔  
(پ ۷۴)

اور فرمایا:-

العد۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہوئے ہیں کچھ بھی شک نہیں۔ پر ریزگاروں کی رہنما ہے جو یقین پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں سے ماخذ میں بھی خرچ کرتے ہیں اور بے یقین جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے آتیں۔ ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سید سے راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے

الْعَدۡ، ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ  
هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ  
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ  
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ  
يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ  
وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَيَالْآخِرَةَ  
هُمْ يُؤْتُونَ، أُولَٰئِكَ عَلَىٰ  
هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ  
هُمُ الْمُنْفَكُونَ۔ (پ ۷۴)

اور فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوْتُوا وَجُوهَكُمْ  
 قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ  
 الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ  
 وَالرَّسُولِ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
 وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ  
 وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى  
 الزَّكَاةَ وَالْمُؤْتُونَ بِهَدْيِهِمْ  
 إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي  
 الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ  
 أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ  
 هُمُ الْمُتَّقُونَ - (پے ۷۶)

مسلمان تو نیکی یہی نہیں کہ نماز میں اپنا منہ مشرق کی طرف  
 کر لو۔ یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے  
 جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں  
 اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مالِ عزیزِ اللہ کی  
 حُب پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور  
 مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی وغیرہ کی  
 قید سے لوگوں کی گردنوں کے چھڑانے میں دیا۔  
 اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ جب کسی باس  
 کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگدستی  
 اور ہلا چلی کے وقت میں ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ  
 ہیں جو دعویٰ اسلام میں سچے نکلے۔ اور یہی ہیں جن  
 کو پرہیزگار کہنا چاہئے۔

اس سب مذکور سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کتاب و سنت کی پابندی  
 لازمی ہے اور اولیاء اللہ میں کوئی ایسا معلوم نہیں ہو سکتا جو کتاب و سنت کو ملحوظ رکھنے  
 کے بغیر اس بات کو جو اس کے دل میں القا ہو واجب الاتباع سمجھ لے۔ یا کوئی اور  
 اس کی پیروی کرے۔ اس پر اولیاء اللہ کا اتفاق ہے۔ جو شخص اس کا خلاف کرے وہ  
 ان اولیاء اللہ سے نہیں ہے۔ جن کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بلکہ ایسا شخص  
 یا تو کافر ہو گا۔ یا حد سے زیادہ جاہل ہو گا۔

## مشائخ کے اقوال اور پابندی کتاب و سنت

### سیمان دارانی کا قول

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ شیخ ابوسیمان دارانی نے فرمایا ہے اِنَّهٗ لَيَقَعُ فِي قَلْبِ السُّنَّةِ مِنْ نَكْتِ الْقَوْمِ فَلَا اَقْبَلُهَا اِلَّا بِشَاهِدِيْنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ یعنی میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے نکتہ وارد ہوتا ہے تو میں کتاب و سنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا۔

### حضرت جنید کا قول

الواقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علنا هذا مقید بالکتب والسنة فن لدرقواء القرآن ویکتب الحدیث لایصلح لہ ان یتکلم فی علنا یعنی ہمارا یہ علم (علم ولایت) کتاب و سنت کا پابند ہے۔ جو شخص قرآن جانے اور حدیث نقل نہ کرے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ ہمارے علم کے بارے میں بات تک بھی کرے۔ (دیا یہ فرمایا کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے)

### ابو عثمان نیشاپوری کا قول

ابو عثمان نیشاپوری فرماتے ہیں من امر السنة علی نفسه قولاً وفعلاً نطق بالحکمة ومن امر الحق علی نفسه قولاً وفعلاً نطق بالبدعة لان الله يقول وان تطيعوه تهتدوا جو شخص قولاً وفعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے، وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جو قولاً وفعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بناتا ہے وہ بدعت کی بات کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے: **وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا** (پ ۳۱ع) [اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ سرجالگو گے۔

ابو عمر ابن عبید فرماتے ہیں کہ ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب و سنت سے نہ ہو باطل ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں۔ وہ کسی آدمی کو ولی اللہ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی ہر بات قابل قبول اور اس کا ہر فعل قابل تسلیم ہوتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا شخص اس



کی موافقت کرنے لگتا ہے۔ اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر تمام لوگوں پر فرض قرار دی ہیں جن کی خبروں کی تصدیق جن کے احکام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور جو باتیں اہل حجت و اہل روزخ سید و شقی کے مابین وجہ امتیاز ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شخص ایسے لوگوں کی اتباع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے زیاں کار اور مجرم ہے۔ رسول کی مخالفت اور اس شخص کی موافقت ایسے شخص کو پہلے تو بدعت اور مگر ابھی کی طرف اور پھر کفر و نفاق کی طرف گھسیٹ لے جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق بن جاتا ہے۔

اور جس دن نافرمان اپنے ماتھے کاٹے گا اور کسے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ دین کے رستے لگ لیتا ہائے میری کجی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس نے تو نصیحت کے آلے چھے بھی مجھے اس سے بہکا دیا۔ اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت ہوا پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَعِضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ  
يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا  
يُوَيْدِيهِمْ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا  
لَقَدْ أَصَلَبْتَنِي مِنَ الدَّرْكِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي  
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا  
(پ ۱۷ ع)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یہ وہ دن ہوگا جب کہ ان کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ اور افسوس کے طور پر کہیں گے کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ کا حکم مانا ہوتا۔ اور اے کاش ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرواڑوں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا اور انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تو اے ہمارے پروردگار ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سی بڑی لعنت کر

يَوْمَ تَقُتَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ  
يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ  
أَطَعْنَا الرَّسُولَ، وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا  
أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَنَا فَلَؤْنَا  
السَّبِيلًا، رَبَّنَا آتِنَا مِن مِّنْهُم  
مِّنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَتِمْ لَعْنَا  
كَبِيرًا -

(پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اور کو بھی شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھتی چاہتے۔ ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات ان ظالموں کو مذاب کے دیکھنے پر سوچھ پڑیگی۔ اے کاش اب سوچھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے۔ یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہوگا۔ کہ اس وقت گرو اپنے پیلے چانٹوں سے دست بردار ہو جائیگی، اور مذاب آنکھوں سے دیکھ لیگی۔ اور ان کے آپس کے تعلقات سب ٹوٹ ٹاٹ جائیگی۔ اور پیلے ہل اٹھیں گے کہ اے کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا میں پھر لوٹ کر جاناٹے تو جیسے یہ لوگ آج ہم سے دست بردار ہوئے، اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہو جائیں۔ یوں اللہ ان کے اعمال ان کے آگے لائیگا۔ کہ ان کو اعمال سزا سے موجب حسرت دکھائی دینگے۔ اور اس پر بھی انکو دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ، إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَدَّ أَوَّالَهُمْ وَالْعَذَابَ وَأَنفَضَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنَّا، كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ

(نپ ۴۷)

یہ لوگ ان نصاریٰ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو خدا کے علاوہ پروردگار بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی خدا بنا لیا حالانکہ وہ مامور اس کے تھے کہ ایک خدا کی پرستش کرتے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ جو شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے اور مسند میں ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ عدی ابن حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کی بندگی تو نہیں کی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں

نے ان کے لئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا انہوں نے ان کی یہ بات مان لی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے ان کی عبادت کی اس لئے ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اصول کو ضائع کر کے وصول کو حرام بنا دیا کیونکہ اصل الاصول اس چیز پر ایمان لانا ہے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے اللہ پر رسول پر اور اس کی شریعت پر ایمان لانا لابدی ہے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں جنوں عربوں عجمیوں۔ عالموں۔ عابدوں۔ بادشاہوں اور رعیتوں انقضائاً لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے اللہ عزوجل کی راہ کسی مخلوق پر اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک وہ ظاہراً و باطناً رسول اللہ کا اتباع نہ کرے حتیٰ کہ سوسلی عیسیٰ اور دوسرے انبیاء بھی حضور کو پا لیتے تو ان پر حضور کا اتباع واجب ہوتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اور اے پیغمبر ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو اپنی کتاب اور عقل سلیم دیں اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے اس کو تسلیم کیا۔ پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا نے فرمایا اچھا تو آج کے قول و اقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ تو بات کے اس قدر کچے ہوئے پیچھے جو کوئی قول سے منحرف ہو تو وہی لوگ نافرمان ہیں

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَٰسِقُونَ -

(پ ۷۷)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں پیدا

کیا جن سے یہ حمد نہ لیا ہو کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ (۳۱) نے ہر نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے یہ حمد لے لے کہ اس امت کی زندگی میں حضرت محمد مبعوث ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ  
آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ  
مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَخَفَتُوا  
إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا  
بِهَا وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ  
صَلَاةَ لَا بَعِيدًا وَإِذْ قَبِلْتُمْ لَمَّا  
تَأْتُوا إِلَى مَا نُزِّلَ اللَّهُ وَرَأَى الرَّسُولَ رَأَيْتَ  
الْمُتَكَفِّرِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا  
فَكَفَيْتَ إِذَا صَاحَبَتْهُمْ مُصِيبَةٌ لِمَا  
قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ جَاءُوكَ  
يَتَزَفُّونَ بِاللَّهِ إِنَّ آسَدَنَا إِلَّا إِحْسَانًا  
وَتَوْفِيقًا أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ  
اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ  
وَعَظَّمَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا  
بَلِيغًا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ  
إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ  
إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ  
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ  
الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَابًا رَحِيمًا  
فَلَا دَرَبَ لَكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى

(اے پیغمبر کیا تم نے ان منافق مسلمانوں کے حال پر نظر نہیں کیا جو  
منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر اتارا  
گیا ہے اور ان آسمانی کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے اتاری گئی  
ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ اپنا مقصد ایک شریر کے پاس بھیجیں  
حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان  
چاہتا ہے کہ ان کو پھٹکار کر راہ راست سے بڑی دُور سے جائے  
اگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اؤ اللہ نے جو حکم نازل ہے اس  
کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کریں تو تم ان منافقوں کو دیکھتے  
ہو کہ وہ تمہارے پاس آنے سے رکھتے ہیں تو اس وقت ان کی  
کیسی کچھ رسوائی ہوگی جب ان ہی کے اپنے کتوت کی وجہ سے  
ان پر کوئی مصیبت آپسے تو تمہارے پاس تمہیں کھاتے  
ہوئے دورے آئیں کہ بخدا ہماری غرض تو سلوک اور سیل  
طلب کی تھی یہ ایسے ہی ہیں کہ جو فساد ان کے دلوں میں ہے  
بس خدا ہی کو خوب معلوم ہے۔ تو اسے پیغمبران کے پیچھے نہ پڑو  
اور ان کو سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں کرو کہ اچھی طرح ان کے  
ذہن نشین ہو جائیں اور جو رسول تم نے بھیجا اس کے بھیجنے سے  
بھارا مقصود یہی رہا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کا کمانا جائے  
اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر اس وقت یہ پو  
نہا سے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول ان کی معافی  
چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور

ہے پس اے پیغمبرؐ تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ فیصلہ کرو اس سے کسی طرح دلیگی بھی نہ ہوں۔ بلکہ قبول کر لیں جب تک ایسا نہ کریں یہ یومین نہیں ہو سکتے

يُحَاكِمُونَكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا -  
(پ ۱۷)

غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کریں اس وقت تک ان کو ایمان کا بہرہ نہیں اور جس نے ذرا بھی رسول کی شریعت کی مخالفت کی اور جسے وہ دلی اللہ بھتارا۔ اس کا منقلد بنا کر اس نے اپنی بات کی بنا اس پر رکھی کہ وہ دلی اللہ ہے اور دلی اللہ کسی بات کی مخالفت نہ کی جائے۔ حالانکہ اگر یہ شخص سب سے بڑے اولیاء اللہ میں سے ہو جیسے کہ صحابہ کرام اور تابعین تھے۔ تو جب بھی اس کی وہ بات نہ مانی جائیگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ چہ جائیکہ ان سے کم درجے کے اولیاء کی باتیں پانی جائیں اور بیا اوقات تو ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کو محض اس بنا پر دلی اللہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس سے بعض خوارقِ اوقات اور بعض عجیب تصرفات ظاہر ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی طرف اشارہ کر دے اور وہ مرجائے۔ یا ہوا میں اڑ کر کے وغیرہ پہنچ جائے۔ یا کبھی کبھی پانی پر چلے یا ہوا سے لوٹا۔ بھرے یا بعض اوقات غیب سے خرچ کرے یا کبھی کبھی لوگوں کی آنکھوں سے روپوش ہو جائے۔ یا بعض لوگ اس کے پاس داد خواہی کریں وہ غائب یا مردہ ہو اور اس کے باوجود وہ اسے دیکھیں کہ وہ آیا اور حاجت پوری کر دی یا وہ لوگوں کو گم شدہ چیزوں کی خبر دے۔ کسی گم شدہ آدمی یا مریض کا حال بنائے و علیٰ ہذا القیاس۔ ان باتوں میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی دلیل ہو کہ ان اوصاف والا آدمی دلی اللہ ہے بلکہ اولیاء اللہ اس پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جب تک کہ یہ نہ دیکھ لیا جا۔ ئے کہ وہ کہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتا اور امر و نہی میں ان کے موافق چلتا ہے۔

اور اولیاء اللہ کی کرامات ان خوارقِ العادات سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔ ان خوارقِ عادات والا آدمی دلی اللہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور عدو اللہ بھی کیونکہ خوارقِ عادات کفارِ مشرکین۔ ان کتاب۔ منافقین۔ اہل بدعت اور شیطانیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا جائز نہیں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کچھ باتیں ہوں وہ دلی اللہ ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کا اعتبار ان کی صفات ان کے افعال اور

ان کے ان حالات سے ہوتا ہے جو کتاب و سنت کے تابع ہوں اور ان کی پہچان ایمان و قرآن کی روشنی سے اور شریعت ظاہری اور یقین باطنی کے حقائق سے ہوتی ہے۔

### مجزوب نجاستوں اور گتوں سے پرہیز نہیں کرتے

مثال کے طور پر غور کیجئے کہ اس طرح کی خلاف عادت باتیں بعض اوقات ایسے لوگوں میں بھی پائی (۳۲) جاتی ہیں جو وضو بھی نہیں کرتے۔ فرض نماز میں بھی ادا نہیں کرتے۔ نجاستوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ کتوں کی محفل میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حماموں، قبرستانوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑے رہتے ہیں۔ ان سے بدبو آتی ہے شرعی غسل و وضو نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں جنبی یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ان عادات کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطان کی سیرگاہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ان دونوں چیزوں سے پھل کھائے گا وہ ہماری اس مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے نبی آدم کو تکلیف ہوئی ہے۔ ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور ان ہی کو پسند کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور سترے رہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نساۃنہ ہے اور نساۃنہ کی کو پسند کرتا ہے نیز فرمایا پانچ چیزیں بری ہیں جو حل اور حرم دونوں میں قتل کی جائیں۔ سانپ، چوہا، کوا، چیل، کاٹنے والا کتا۔ ایک روایت میں سانپ اور کچھو کا لفظ آیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا جس نے کتا کھا۔ اور وہ کتا حالاکہ اسے کھیتی اور دودھ دیتے والی چیزوں کی حفاظت کرے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ تو اس کے عمل میں سے ہر روز قیامت بھر کی ہوتی رہتی ہے۔ اور فرمایا ان لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں رفاقت کرتے جن کے ساتھ کتا ہو اور فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہئے جس میں سے ایک مرتبہ مٹی بھی ملی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور بری رحمت ہر چیز تک وسیع ہے میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دوں گا جو کہ مرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کو مانتے ہیں اور اس رسول کا اتباع کرتے ہیں جو میری آئی ہے جسے وہ اپنے ہاں توراہ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے بترتین رتی کے ایک وزن ہوتا ہے +

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَلْتَهُمْ  
لَلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَجْرُهُمْ جُزْءًا  
وَالَّذِينَ هُمْ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ  
يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ  
الَّذِي يَجِدُ وَنَدَّ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي  
التَّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

سے منع کرتا ہے۔ پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے ان کے بوجھان سے اتار تا ہوا اور جن پھانسیوں میں جکڑے ہوئے تھے ان سے نجات دلاتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا ساتھ دیتے ہیں اُس کی مدد کرتے ہیں اور جو نور اس کے ساتھ نازل ہوا اس کا اتہام کرتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں۔

وَيُنَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ  
وَيُحَيِّئُ لَهُمْ عَلَيْهِمُ الْحَبَابَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ  
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ  
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ وَعَزَّرُوهُمْ وَآَصَرُوا  
وَاتَّبَعُوا النَّوْرَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ  
أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (پ ۶)

جب وہ شخص ان ناپاک اور خبیث چیزوں کے ساتھ جلا رہے، جو شیطان کو پسند ہیں۔ یا حراموں اور کوٹے رکٹ کے گندے ڈھیروں میں پڑا رہے جہاں شیطان موجود رہتے ہیں یا سانپوں بچھوٹوں اور بھڑوں کو اور کتے کے کاؤں کو جو کہ پلید اور خبیث چیزیں ہیں کہا جائے یا پیشاب یا دوسری نجاستیں جنہیں شیطان پسند کرتا ہو چلی جائے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرے اور مخلوقات سے داد خواہی کرے اور ان کی طرف توجہ کرے یا اپنے پیر کی جانب سجدہ کرے اور خالص رب العالمین کا مطیع نہ ہو یا کتوں اور اگ کے ساتھ سیل چول رکھے یا ڈھیروں اور پلید جگہوں میں پڑا رہے۔ یا قبرستانوں اور یہود نصاریٰ یا مشرکین کفار کی قبروں کی طرف مقام کرے قرآن سننے کو پسند نہ کرے اور اس سے نفرت کرے اور اس پر سردوں اور شعروں کے سننے کو ترجیح دے اور شیطانی آلاتِ طرب کے سننے کو رحمانی کلامِ شریف پر ترجیح دے تو یہ سب شیطان کے دوستوں کی علامتیں ہیں نہ کہ رحمان کے دوستوں کی۔

(۳۴۳) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کے متعلق سوال کرے تو قرآن سے کرے اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہوگا۔ تو خدا سے محبت ہوگی۔ اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہو تو خدا و رسول سے بغض رکھتا ہوگا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ عزوجل کے قرآن سے کبھی سیر نہ ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر الہی دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اور گانا نفاق کو دلیں اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزی کو اگاتا ہے اور اگر وہ شخص ایمان کے باطنی حقایق سے آگاہ ہو۔ احوالِ رحمانی اور احوالِ شیطانی میں فرق کر سکتا ہو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں نور ڈال دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

بِآيَاتِهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ

لاؤ تاکہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے بخشے اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کرے جسکے ذریعے تم چہرہ پھر واد تمہیں صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بخشے والا رحم کرنے والا ہے۔

اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُؤْتِكُمْ كَهٰلِكَ  
مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُوْنَ بِهٖ  
وَيُغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پہلے پ ۱۰۷)

اور فرمایا:

اور اسی طرح مجھ جیسا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے علم سے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کہا ہے۔ لیکن ہم نے اُسے ایک نور بنایا ہے۔ اُس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ پر لاتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ  
اٰمُرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْاَلْتَابُ وَ  
لَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاكَ نُورًا تَمْشِيْ  
بِهٖ مِّنْ تَنْشَاؤِ مَنِ عِبَادِنَا۔ (پہلے پ ۱۰۷)

یہ شخص اُن سونین میں سے ہے جن کے بارے میں وہ حدیث آئی ہے جسے ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا میں نے فریاد کی فراست سے ڈر و کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے پہلے اس حدیث کا ذکر آچکا ہے جسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا بندہ ذوالفیل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے چنانچہ مجھی سے سنتا ہے۔ مجھی سے دیکھتا ہے۔ مجھی سے پکڑتا ہے اور مجھی سے چلتا ہے۔ اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دے دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھی سے کہتا ہے۔ اس میں سے کسی چیز پر مجھے اس درجہ تردد نہیں ہوتا جتنا اس بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے وقت ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہو جس کی دل آزاری مجھے ناپسند ہو۔ حالانکہ یہ لاپرواہی امر ہے۔ جب کوئی بندہ ایسے بندوں میں سے ہو تو وہ اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے درمیان اسی طرح خرق کرتا ہے جس طرح صراف کھرے اور کھوٹے درہم میں تمیز کرتا ہے۔ اور جس طرح گھوڑوں کو پہچاننے والا اچھے اور زراب گھوڑے میں فرق پہچان لیتا ہے اور جس طرح اچھا شاہ سوار بہادر اور ڈرپوک کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے۔ اور جس طرح سچے نبی اور تہی



(متنبی جھوٹے نبی کو کہتے ہیں) کے درمیان فرق کرنا واجب ہے۔ اور محمد صادق و امین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ۔ مسیح اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اور مسیحا کذاب۔ اسود عسی۔ طلحہ اسکا حرث دمشق اور بابائے رومی وغیرہ جھوٹوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے متقی اولیاء اور شیطان کے گمراہ دوستوں میں بھی فرق ہے۔

### تمام انبیاء کا دین واحد ہے

حقیقت یعنی دین رب العالمین کی حقیقت تو وہ چیز ہے جسپر انبیاء و مرسلین کا اتفاق ہے اگرچہ ان میں ہر ایک کے لئے جدا گانہ راہ و منہاج ہے۔ یعنی فروعات مختلف ہیں۔ راہ کے لئے قرآن کریم میں شریعت کا لفظ آیا ہے جس سے مراد شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱۳۳) لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَا  
 تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی  
 اور طریقہ خاص۔ (پ ۱۱۷)

اور فرمایا:-

پھر اے پیغمبر ہم نے تم کو دین کی ایک شریعت یعنی اسلام سے لگا دیا ہے۔ تو تم اس شرک پر چلے جاؤ۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں۔ اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ اور نافرمان لوگ ایک کاساقی ایک اور پرہیزگاروں کا ساقی اللہ ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شِرْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ  
 فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا  
 يَعْلَمُونَ إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ  
 شَيْئًا إِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ  
 بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ (پ ۱۱۸ ع ۸)

منہاج راستے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اے پیغمبر ان لوگوں کو کہو کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ اہل کفر دین کے سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی ریل پیل سے سیلاب کہتے تاکہ سے کی نعت میں ان کی شکر گزاری کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو مٹا

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ  
 مَاءً غَدَقًا لَنْ نَغْفِرَ لَهُمْ فَبِئْرٍ  
 مَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ  
 عَذَابًا صَعَدًا -

(پ ۱۱۹ ع ۱)

شریعت بمنزلہ دیا کے ہے۔ اور منہاج اس وادی کو کہتے ہیں جس میں وہ بہتا ہے۔ اور منہاج مقصود

دین کی حقیقت ہے یعنی خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ یہ دین اسلام کی حقیقت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ خدائے رب العالمین کے سامنے گردن نہاد ہو جائے۔ اور اس کے سوا کسی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ جو شخص خدا کے سوا کسی کے سامنے گردن نہاد ہوتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشتا جو اس سے شرک کرے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن نہاد نہ ہو۔ اور اس کی عبادت سے برسیل تکبر و گردانی کرے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

رَاتِ الْاٰلِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ | جو لوگ میری عبادت سے سزائی کرتے ہیں غنغیب مرے  
سَیِّدَ خَلْقٍ جَهَنَّمَ ذٰلِیْنَ (پہا ۱۷) | پیچھے ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

دین اسلام پہلے اور پچھلے نبیوں اور مرسلوں کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ الَّذِیْ سَلَّمَ عَلَیْهِ فَاِنَّہٗ | اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی مذہب تلاش کرے تو اس  
یَقْبَلَ مِنْہٗ۔ (پہا ۱۷) | کی یہ سبھی کبھی قبول نہ ہوگی۔

یہ آیت ہزارانہ کے لئے عام ہے۔ اور ہر جگہ کے لئے صادق ہے۔ نوح۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ ان کی اولاد موسیٰ۔ عیسیٰ اور ان کے حواری سب کا مذہب اسلام تھا۔ اور وہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

یَقُوْبُ اِنْ كَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَقَامِیْ ذَا | لے میری قوم اگر میرا رہنا اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سمجھنا  
تَذٰکِیْرٍۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَّ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ | تم پر گراں گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے۔ پس تم اور  
فَاَجْعَلُوْا اٰمْرَکُمْ وِشْرَکًا ۚ کَذٰلِکَ نَدٰ | تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک سب مل کر اپنی ایک بات  
یٰۤاٰکُمْ وَاٰمْرَکُمْ عَلَیْکُمْ عِزًّا ۚ ثُمَّ اَقْرَبْنَا | ٹھہراؤ۔ پھر تمہاری وہ بات تم میں کسی پر مخفی نہ رہے تاکہ  
وَلَا تُنظِرُوْنَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا | سب اس تدبیر کی تکمیل میں شریک ہو سکیں۔ پھر جو کچھ تم کو  
سَاۤاۤتُکُمْ مِّنْ اٰجُرٍۭ اِنْ اٰجُرِی الْاٰمِنِ | کرنا ہے۔ میرے ساتھ کر چلو۔ اور مجھے قسمت نہ دو۔ پھر اگر  
اللّٰہِ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ | تم میرے سمجھانے سے منہ موڑ بیٹھیے تو میں نے تم سے کچھ مزوکار  
الْمُسْلِمِیْنَ۔ | تو مانگی نہ تھی۔ میری مزدوری تو بس خدا پر ہے۔ اور مجھ کو حکم  
دیا گیا ہے۔ کہ میں اس کے فرمانبرداروں کے زمرے میں ہوں

(پہا ۱۳)

اور فرمایا ہے۔

ادکون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انخون کرے مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو۔ اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی انتخاب کر لیا تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیکوں کے زمرے میں ہونگے جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو جواب میں عرض کیا کہ میں سارے جہاں کے پروردگار کا فرما قبول ہوا۔ اور اس طریقے کی نسبت ابراہیم اپنے بیٹوں کو وصیت کر گئے۔ اور یعقوب بھی کہ بیٹا اللہ تمہارے اس دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس تم مسلمان ہی مرنے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ  
إِلَّا مَنِ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَا  
فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ  
الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ  
قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَصَّى بِمَا  
إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ  
اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُوا  
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ - (پ ۱۶)

اور فرمایا

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اس پر بھروسہ کرو۔ اگر تم مسلم ہو۔

وَقَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ  
إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ  
فَاتَّبِعُوا رَسُولَهُ  
يُؤْتِكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ  
وَيُخْرِجَكُم مِّنَ ظُلُمَاتِ  
الضُّلْمَةِ إِلَى نُّورٍ  
بَارِئٍ بِرَبِّهِ  
يَا قَوْمِ إِنِّي  
رَأَيْتُ السَّمَوَاتِ  
مُفْطَرَّتَاتٍ  
وَأَنَا نَذِيرٌ  
مِّنكُمْ  
فَاتَّبِعُوا  
أَمْرَ اللَّهِ  
وَأَطِيعُوا  
أَمْرَ الرَّسُولِ  
يَا قَوْمِ  
إِنِّي أَخَافُ  
إِن يُصَلِّتَ  
بَيْنَكُمْ  
وَاللَّيْلَةَ  
يُصَلِّتُ  
بَيْنَكُمْ  
وَالنَّجْمِ  
الْمُكَرَّمِ  
وَإِن يُصَلِّتَ  
بَيْنَكُمْ  
وَالنَّجْمِ  
الْمُكَرَّمِ  
وَإِن يُصَلِّتَ  
بَيْنَكُمْ  
وَالنَّجْمِ  
الْمُكَرَّمِ

اور جا دو گروں نے کہا:-

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی کھالیں اٹھیل سے اور فرما بڑا کیا کی حالت میں ہمیں دنیا سے اٹھالے۔

رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا حَبْرًا  
وَتَوَقَّاسًا  
مُّسْلِمِينَ - (پ ۳۷)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا:-

مجھے جانت اسلام دنیا سے اٹھا اور نیک لوگوں کے ساتھ میرا ساتھ کر۔

تَوَقَّاسِي مُسْلِمًا  
وَالْحَبْرَةَ  
بِالْعَلَمِينَ  
(پ ۳۷)

بلقیس نے کہا:-

میں سیمان کے ساتھ پروردگار کے سامنے جھک گئی۔ (نمل)

أَسَلْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ  
بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فرمانبرداری انبیاء اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے آئے ہیں اور شاخ و عمامہ بھی

يَحْكُمُ بِهَا  
الْبَنِيَّانَ الَّذِينَ  
أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ  
هَادُوا  
وَالرَّبَّابِيُونَ  
وَالْأَحْبَادُ  
پ ۱۷

اور جو ایوں نے کہا:-

اَمَّا يَا لِلّٰهِ وَاشْهَدُ بِاَنَّ اَسْمٰلِيُوْنَ (آل عمران) ہم خدا کے ساتھ ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔ پس انبیاء کا دین ایک ہے جو اہل شریعتیں مختلف النوع ہوں۔ جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم سے منقول ہے۔ کہ آپ نے فرمایا:-

اَنَا مَعَشَرُ الْاَنْبِيَاءِ وَدِينُنَا وَاحِدٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تمہارے لئے خدا نے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جس کی وصیت اس نے لوح کوئی تھی اور پھر چلنے کا حکم لے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف ہی بھیجا ہے۔ اور اس پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ کو دیا۔ اور وہ رستہ یہ ہے کہ دین کو قائم کرو۔ اس میں تفرق نہ ڈالو لے پیغمبر جس بات کی طرف تم دعوت دیتے ہو وہ مشرکین کو شائق گزرتی ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَنُوعُهُمْ اَلِكِيْر۔ (پ ۲۳ ع)

اور فرمایا:-

لے گروہ پیغمبر! اچھی چیزیں کھاؤ۔ نیک کام کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں واقف ہوں۔ تمہاری یہ جماعت ایک جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھی سے ڈرو۔ پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کر کے اپنا اپنا دین جما جڈا کر لیا۔ اب جو دین (۲۵) جس فرقے کے پاس ہے۔ وہ اسی سے خوش ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ فَتَقَطُّوا أَمْوَالَهُمْ بَيْنَهُمْ ذُبُرًا كُلُّ حِرْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ پ ۲۴ ع

سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انبیاء ان اولیاء سے افضل ہیں جو انبیاء ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن سعادت مندوں پر انعام فرمایا ہے۔ ان کے چار مراتب قرار دیئے ہیں۔ فرمایا

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں انہیں ان لوگوں کا ساتھ حاصل ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔ (پ ۲۶ ع)

اور حدیث میں ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب ہوگا جو کہ ابو بکر سے افضل ہو۔ اور تمام امتوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ | لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان سب میں  
(پک ۳ع) | سے تم بہتر ہو۔

اور فرمایا:

ثُمَّ أَدْرَيْنَا أَنْكَرَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا | پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کا ہم نے انتخاب  
مِنْ عِبَادِنَا۔ (فاطر) | کیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتُمْ تَوْفِيقُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا | تم سترہ امتوں میں سے آخری امت ہو۔ اور ان سب سے بہتر  
وَ أَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ | اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیز بھی ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی قرن اول افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے کہ حضور نے فرمایا تمام قرون میں سے وہ قرن افضل ہے جس میں میں بسوٹ ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اس قرن والوں سے متصل ہیں اور پھر ان کے بعد آنے والے لوگ۔ اور یہ صحیحین میں کئی وجوہ سے ثابت ہے صحیحین ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا میرے صحابوں کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی کوہ احد کے برابر سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان صحابیوں کے سیر یا آودھ سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا! سابقون الاولون یعنی مہاجرین و انصار تمام صحابہ ہیں افضل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلًا | تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ تم سے برابر نہیں۔ بلکہ وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور بھلائی کا وعدہ نواہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ رکھا ہے۔  
(سورہ حدید)

اور فرمایا:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ | مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان

وَالْأَنْصَارَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ | لائے۔ اور جو لوگ نبیؐ کرنے میں ان کے قدم بقدم چھے۔ اللہ تعالیٰ ان  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ ۷۲) | سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

سابقوں الاولوں وہ ہیں جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کئے۔ اور لڑائیاں لڑیں۔ اور فتح ہو  
مرا صلح حدیبیہ سے۔ کیونکہ وہ مکہ کی اولین فتح ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُخَفِّرَ لَكَ | ہے پیغمبرؐ نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرا دی تاکہ خدا تمہارے اہل  
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ رَمًا تَأَخَّرَ۔ | اور پچھلے گناہ معاف کرے۔ (پ ۷۹)

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ سابقین اولین میں سے  
بھی خلفاء عرب و افضل ہیں۔ اور ان چاروں میں ابو بکر افضل ہیں۔ پھر عمر افضل ہیں۔ صحابہ ان کے مخلص  
تابعین۔ ائمہ کرام اور جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ اس کے دلائل بسط و تفصیل کے ساتھ ہم نے  
اپنی ایک اور کتاب (منہاج اہل السنۃ النبویہ فی نقض کلام اہل الشیعہ) میں بیان کر دئے ہیں۔ اور یہ  
حقیقت تو اہل سنت اور اہل تشیع کی تمام جماعتوں کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بولومت  
کی افضل ترین شخصیت خلفائے میں سے ہے۔ صحابہ کے بعد آنے والی کوئی ہستی صحابہ سے افضل نہیں ہو  
سکتی۔ اور اوبہ اللہ میں سے افضل وہی ہے جسے رسولؐ کی لائی ہوئی شریعت کا سب سے زیادہ علم  
ہو۔ اور اس کی پیروی میں سب سے آگے ہو۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سمجھنے (۳۶)  
اور اس کی پیروی کرنے میں تمام امت میں سب سے کامل ہیں۔ اور ابو بکر صدیق علم و عمل کے لحاظ سے سب  
سے افضل ہیں۔

### خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء

ایک غلط رجحان نے خاتم الانبیاء کے قیاس پر یہ کہہ دیا ہے کہ خاتم الاولیاء افضل الاولیاء ہے مثلاً  
خاتم الاولیاء کا ذکر تک بھی مشائخ متقدمین میں سے بجز محمد بن علی الحکیم ترمذی کے کسی نے نہیں کیا۔ انہوں نے  
ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں کئی جگہ غلطیاں کی ہیں۔ پھر متاخرین میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا  
جس میں سے ہر ایک شخص اس کا دعویٰ ہوا کہ وہ خاتم الاولیاء ہے۔ ان میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ علم  
باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم الانبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء اس کے ذریعہ سے علم باللہ حاصل  
کرتے ہیں۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اپنی کتاب الفصوص میں یہی لکھا ہے۔ اور اس میں انہوں نے

شریعت اور عقل کا بھی خلاف کیا ہے۔ اور انبیاء اولیاء کا بھی۔ یہ کہنا کہ علم باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم انبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء خاتم الاولیاء سے علم باللہ حاصل کرتے ہیں۔ عقل و قرینہ سے ایسا ہی بعید ہے جیسا یہ کہنا کہ ان کے بچے سے چھتڑ کر کر آپڑی“

**انبیاء اولیاء سے افضل ہیں**

اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس امت کے اولیاء سے افضل ہیں۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء اس شخص سے علم باللہ حاصل کریں جو ان کے بعد آئے اور خاتم اولیاء ہونے کا مدعی ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ جو ولی تمام اولیاء سے بعد میں آئے۔ وہ تمام پر فضیلت بھی رکھے آخری نبی کا افضل ہونا البتہ تفصیلاً سے ثابت ہے۔ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”اَنَا سَيِّدُ دَوْلَادِ اَدَمَ وَلَا فَخْرًا“۔ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور یہ کہنا بطور فخر نہیں (نیز حضور فرماتے ہیں کہ میں جنت کے دروازے کے پاس آؤں گا اور اس کے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ خازن کہیگا۔ آپ کون ہیں میں کون کا محمد مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ شب معراج کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ تمام انبیاء سے بلند کر دیا۔

ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں، اور بعض کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

يَذٰلِكَ الرُّسُلُ فَاَفْضَلْنَا بَعْضَهُمْ  
عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مِنْ كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرَسَخَ  
بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ (پہلے)

اس آیت کے سب سے زیادہ مستحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

### خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو۔ اور خصوصاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ ان کی شریعت کسی سابق و لاحق کی محتاج نہیں ہوتی۔ بخلاف مسیح علیہ السلام کے جنہوں نے اپنی شریعت میں اکثر تورات کا حوالہ دیا ہے۔ اور خود صرف شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ نصارتی مسیح علیہ السلام سے پہلے کی نبوتوں تورات و زبور اور چوبیس کے چوبیس نبیوں کے محتاج تھے۔ ہم سے پہلے اُن تین محمد تین مسیحین کی محتاج ہوتی تھیں۔ لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ ان کو وہ کسی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی محدث کی۔ بلکہ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمال صالحہ جو کہ دیگر انبیاء میں متفرق طور پر موجود تھے جمع کر (۳۷) دئے ہیں۔ آپ کو جو فضیلت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ وہ اس سبب سے ہوئی ہے کہ آپ کی طرف وحی بھیجی گئی ہے۔ اور آپ پر احکام و شرائع نازل ہوئی ہیں۔ اور تشریح و تشریح میں کسی دوسرے بشر کی وساطت و وقوع میں نہیں آئی۔ بخلاف اولیاء کے جن کو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو۔ تو وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ولی اللہ بن سکتے ہیں۔ اور جب بھی ان کو ہدایت یا راجح حاصل ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کو کسی رسول کی رسالت بھی پہنچی ہو۔ وہ اس رسول کے اتباع کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعض اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے بعض رستے ان کے پاس ایسے ہیں جن میں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ شخص کافر اور بے دین ہے

### وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں

اور جو شخص یہ کہے کہ میں علم ظاہر میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہوں۔ لیکن علم باطن میں نہیں ہوں۔ علم شریعت میں محتاج ہوں اور علم حقیقت میں ان سے مستثنیٰ ہوں۔ وہ شخص ان یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں نہ کہ اہل کتاب کی طرف۔ یہود و نصاریٰ رسالت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور ایک سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کافر قرار پائے۔ اسی طرح وہ شخص جو کہنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم ظاہر لائے ہیں نہ کہ علم باطن، ایک حصہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور دوسرے سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کافر ہے شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر کافر اس وجہ سے ہے کہ علم باطن دلوں کے ایمان۔ اور دلوں کے معارف و حوال کا علم ہے۔ ایمان کے حقائق باطن کا علم ہے۔ اس لئے اسلام کے صرف ظاہری اعمال کے علم سے اشرف و افضل ہے جب یہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری امور سے واقف ہیں نہ کہ حقائق ایمان سے۔ اور وہ ان حقائق کو کتاب و سنت سے اخذ نہیں کرتا۔ وہ اس امر کا دعویٰ رہے کہ جو حصہ اسے رسول کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ دوسرے حصے سے کتر



ہے۔ اور یہ اس شخص سے بدتر ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں بعض پر ایمان لاتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں۔ لیکن یہ دعویٰ نہیں کرنا کہ جس حصہ پر میں ایمان لاتا ہوں۔ وہ دونوں حصوں میں سے کمتر حصہ ہے۔ ان مدعیان اسلام ملاحظہ کیا یہ دعویٰ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

مقام النبوة فی بزخ  
فزیق الرسل دون المولى  
آنحضرت صلعم کی ولایت کی حیثیت

اور کہتے ہیں کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت میں جو کہ ان کی رسالت سے بزرگتر ہے شریک ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ان کی عظیم ترین گمراہی پر مبنی ہے کیونکہ ولایت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام تک نہ ہو سکے۔ تو یہ لحد کس باغ کی موی ہیں۔ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔ رسالت میں نبوت اور نبوت میں ولایت شامل ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ قیاس کریں کہ رسول صرف نبی ہوتا ہے ولی نہیں ہوتا۔ تو یہ قیاس منتہی ہے کیونکہ اگر وہ صرف نبی ہوتا تو اولیاء اللہ کا وجود ہی نہ ہوتا۔ رسول کی نبوت اس کی ولایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ خالی ہے تو کوئی شخص رسول کی ولایت میں اس کا منبئ نہیں ہو سکتا۔

فلسفیانہ الحاد و مکاشفہ کے رنگ میں

(۳۸) صاحب الفصوص ابن عربی کی طرح ان لوگوں کا بھی یہی قول ہے کہ وہ ولایت کی دولت اسی کان سے حاصل کرتے ہیں۔ جس سے وہ فرشتہ جلال کرنا ہے۔ جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے اس طریق پر وہ اہل فلسفہ کے عقیدے کو مکاشفہ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں۔ اہل فلسفہ کا عقیدہ ہے نہ افلاک قدیم اور انہی ہیں۔ ان کی ایک علت ہے جس سے وہ تشبیہ رکھتے ہیں۔ ارسطو اور اس کے پیروؤں کا یہ قول ہے۔ مناخرین فلسفہ کاجن میں ابن سبعا اور ان کی طرح کے افراد شامل ہیں۔ یہ قول ہے کہ ان میں سے اول موجب پیدائش ہے۔ یہ لوگ پروردگار عالم ذیل نشانہ دعوت اس کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے ایشیا کو اپنی مشیت و قدرت سے پیدا کیا ہے۔ وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم ہے۔ بلکہ وہ یا تو ارسطو کی طرح مطلقاً اس کے علم ہی کے منکر ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ وہ امور متعینہ میں سے صرف کلیات

کا علم رکھتا ہے۔ جیسا کہ ابن سینا کا قول ہے۔ اور یہ قول بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم سے انکار کا مراد ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی خارج میں موجود ہے۔ وہ معین جڑی ہے۔ افدک وہ گل میں جن سے جڑی معین ہے یہی حال تمام اعیان اور ان کے افعال و صفات کا ہے۔ پس جو شخص کلیات کے بغیر کسی چیز کا عالم نہ ہو اس کو حقیقت میں موجودات کا کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ کلیات کا وجود تو صرف ذہنوں میں ہوتا ہے ان کی کوئی معین صورت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے فلسفیوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ گفتگو دوسرے مقالہ پر کی جا چکی ہے۔ جہاں تعارض عقل و نقل کے رد اور دیگر مباحث کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکین عرب سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ نیز وہ مانتے تھے کہ اُس نے مخلوقات کو مشیت و قدرت سے پیدا کیا۔ ارسطو اور اس کی طرح کے یونانی فلسفی ستاروں اور بتوں کو پوجتے تھے۔ فرشتوں اور پیغمبروں سے نا آشنا تھے۔ چنانچہ ارسطو کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں کا علم زیادہ تر امور طبیعیہ میں ہے۔ الہیات میں جب وہ قدم رکھتے ہیں تو زیادہ غلطی کرتے ہیں۔ اور کتر رستی کی طرف آتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ نسخ و تبدیل کے بعد بھی ان کی بندت علوم الہیات کے بہت زیادہ واقف ہیں۔

### عقول عشرہ کی حقیقت

لیکن ابن سینا کی طرح کے متاخرین اہل فلسفہ نے ان قدیم فلسفیوں اور پیغمبروں کی تعلیمات کو باہم ملا کر ایک مجون سا بنا دینا چاہا۔ ان لوگوں نے کچھ اصول جہیہ کے اور کچھ مستزاد کے لئے اور ایک ایسا مذہب طیار کیا جس سے اہل مذہب غنی آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اس مذہب کی خرابیوں اور تناقضات کا ذکر ایک حد تک ہم نے کسی دو سری جگہ پر کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ان تمام مشنوں پر فوقیت حاصل کر چکا ہے جنہوں نے مسموہ عالم میں گونج پیدا کی ہے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ انبیاء عالمہ اور جنتوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اس تعلیم اور اپنے ان یونانی اسلاف کی تعلیم کو جمع کر دینا چاہا۔ جو اللہ تعالیٰ کے۔ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے پیغمبروں اور یوم آخرت کے علم سے اس درجہ دور ہیں کہ ان کی بے علمی کی نظیر ساری مخلوقات

میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ان لوگوں نے دس عقلی ثبوت کرنے کی کوشش کی جن کا نام انہوں نے مجردات اور معارفات رکھا۔ اس کی اصل یونان اور روح کی جدائی ہے۔ انہوں نے ان معارفات کا یہ نام اس لئے قرار دیا۔ کہ وہ مادہ سے جدا اور اس سے خالی (مجرد) ہیں۔ انہوں نے ہر فلک کے لئے روح بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اکثر فلسفی افلاک کو اعراض قرار دیتے ہیں۔ اور بعض ان کو جوہر کہتے ہیں۔ یہ مجردات جن کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ بروئے تحقیق محض ذہنی چیزیں ہیں۔ جن کا کوئی عین وجود نہیں ہے۔ چنانچہ اصحاب افلاطون نے بھی اشد افلاطونہ کو مجردات ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ مجردیو لے ہیں۔ جن کی کوئی صورت کوئی لمبائی اور عرض نہیں ہے۔ ان میں جو بھی حاذق فلسفی تھے انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ ذہنوں میں متخلف ہوتا ہے۔ نہ کہ اعیان میں۔

### نبوت کی فلسفیانہ تشریح

ابن سینا جیسے متاخرین فلاسفہ نے تعلیمات نبوت کو اپنے فاسد اصول کے مطابق ثابت کرنا چاہا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ نبوت کے تین خصائص ہیں جو شخص ان تین خصائص سے متصف ہوگا۔ وہ نبی ہوگا۔ ایک یہ کہ اس میں قوت علمی ہو جسے وہ قوت قدسی کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ بغیر سیکھے علم حاصل کر سکے دوسرے اس میں قوت تجزیہ ہو۔ کہ جو کچھ وہ اپنے دل میں سمجھے اس کو تخیل کے قالب میں اس طرح ڈھالے کہ اس کو اپنے دل میں اس طریق پر صورتیں نظر آئیں، اور آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی خواہ کی حالت میں دیکھتا اور سننا ہے۔ اور اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ یہی صورتیں خدا کے فرشتے ہیں۔ اور یہ آواز اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس شخص میں قوت فعالہ ہو۔ جس سے وہ بیوٹے عالم میں تاثیر پیدا کرے۔ یہ لوگ انبیاء کے معجزات اور ایذا کی کرامات اور جادو گروں کے خوارق عادات کو نفسانی قوتیں قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کچھ ان کے اصول کے موافق ہو۔ اس کا قرار کر لیتے ہیں۔ اور عصائے موسوی کے اڑدھابن جانے۔ چاند کے ٹوٹ جانے اور اسی قسم کے دیگر معجزات کے منکر ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہم کئی جگہ پر تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں کہ ان کی یہ باتیں پدیزین باتیں ہیں۔ اور جو خصائص ان لوگوں نے نبوت کے لئے قرار دئے ہیں۔ اس سے بڑے خصائص عام لوگوں کو اور انبیاء کے کترہن پیروؤں کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور جن فرشتوں کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے۔ وہ زندہ ہیں۔

باتیں کرتے ہیں۔ خدا کی مخلوقات میں سب سے بڑے ہیں اور کثیر التعداد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہا ہے :-

وَمَا يَعْلَمُ جُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ - (مذثر) | اور تیرے پروردگار کی فوجوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ تو وہ دوس ہیں۔ اور نہ اعراض ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صادر اول عقل اول ہے۔ اور اسی سے وہ سب کچھ نکلا ہے جو کہ اس کے سوا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہی عقل اول سب ماسواہی اللہ کی پروردگار ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک عقل اپنے ماتحت کی پروردگار ہے۔ اور عقل فعال یعنی دسویں عقل ان سب چیزوں کی پروردگار ہے جو کہ چاند والے آسمان کے نیچے ہیں۔ ان سب باتوں کی خرابی عیان ہے۔ اور دین پروردگار سے ان عقائد کا بعد انحراف کھلی ہوئی حقیقت ہے حقیقت میں کوئی فرشتہ سب ماسواہی اللہ کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس عقل کا مذکور اس حدیث میں ہے :-

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهَا قَبْلِ فَاَقْبِلِ فَقَالَ لَهُ أَدِيرُ فَاذْبَرِ فَقَالَ وَعِزَّتِي مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحْكَمَ عَلَى صِنِّكَ ذِيكَ الْخِذُّ وَبِكَ أُعْطِيَ وَلَكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ -

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا کہ سلنے آتو وہ سامنے آگئی تو پھر اس سے فرمایا کہ پیچھے آجا تو پیچھے آگئی۔ اس پر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تو مجھے اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہے۔ تیرے ہی ذریعہ میں نونگا۔ تیرے ہی ذریعہ ڈونگا۔ ثواب تیرے لئے ہے اور عذاب کا میسر تو ہی ہے۔

اس عقل کو قلم بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے :-

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ - | سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اور عقل کے متعلق جو حدیث مذکور ہے وہ ان لوگوں کے نزدیک جو کہ حدیث کا علم رکھتے ہیں کذب موضوع ہے۔ جیسا کہ ابو حاتم بستی۔ دارقطنی اور ابن جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے۔ یا منہم اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو جاتی جب بھی اس کے الفاظ خود انہی کے خلاف دلیل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

”أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَقْلَ قَالَ لَهُ“ اور یوں بھی روایت ہے۔ ”لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ“ (۴۴)

پس حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کرنے کی ابتدائی ساعات ہی میں اس سے خطاب فرمایا۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عقل سب سے پہلی مخلوق ہے۔ لفظ اول بنا بر طرف منصوب ہے۔ جیسا کہ روایت ثانیہ کا لفظ لٹا ہے اور پوری حدیث پر غور کیا جائے تو معنی اور بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

ما خلقت خلقا کرم علیٰ  
میں نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ  
عزیز ہو۔  
منک -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں پھر فرمایا  
فَبِكُ الْاِحْدَىٰ رَبِّكَ اَعْطَىٰ وَكَ التَّوَابِ وَعَلَيْكَ الْاِقْبَابُ یہاں اعراض کے چار انواع بیان کئے۔ حالانکہ  
ان فلسفیوں کی یہ رائے ہے کہ عالم علوی و عالم سفلی کے تمام جو اہر عقل سے صادر ہوئے  
ہیں۔ ع۔ بین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا!  
اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے؟

متاخرین اہل فلسفہ نے ٹھوکر اس وجہ سے کھائی کہ لفظ عقل کا مفہوم اہل اسلام کی زبان  
میں اور تھا اور یونانی فلسفیوں کی زبان میں اور مسلمانوں کی زبان میں لفظ عقل عقلاً  
بِعَقْلٍ عَقْلًا کا مصدر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:-

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا  
اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے۔  
كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ (منک)

اس امر میں سمجھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں  
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ  
يَعْقِلُوْنَ - (نحل)

کیا وہ زمین میں سیر نہیں کرتے کہ ان کے دل ہوں جن کر  
ذریعہ وہ سمجھیں اور کان ہوں جن سے وہ سنیں۔  
اَوَلَمْ يَسِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا  
لَهُمْ قُلُوْبٌ يَعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ  
يَسْمَعُوْنَ بِهَا - (حج)

عقل سے مراد وہ قوت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اس غرض سے رکھی ہے  
کہ وہ اس کے ذریعے سمجھے۔ اور فلسفیوں کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو بنفسہ

قائم ہے۔ مثلاً عاقل۔ اور یہ مفہوم پیغمبروں اور قرآن کی زبان کے مطابق نہیں ہے۔ عالم خلق بھی ان کے نزدیک جیسا کہ ابو حامد نے ذکر کیا ہے اجسام کا عالم ہے اور عقل اور نفوس کو وہ عالم الامر سے تعبیر کرتا ہے۔ اور کبھی عقل کو عالم حیرت اور نفوس کو عالم ملکوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اجسام کو عالم الملک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں وہ شخص جو پیغمبر کی زبان سے واقف نہ ہو کتاب و سنت کے معنی نہ جانتا ہو وہ یہ گمان کر بیٹھتا ہے کہ کتاب و سنت میں ملک، ملکوت اور حیرت کا جو ذکر آیا ہے اس کا مفہوم وہی ہے جو یونان کے فلسفیوں کی زبان میں ہے۔ حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اہل اسلام کو شبہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ملک محدث یعنی معلول ہے۔ حالانکہ وہ اسے قدیم بھی مانتے ہیں۔ اور محدث وہی ہوتا ہے جو پیدا ہونے سے پہلے معدوم رہ چکا ہو۔ نہ تو عرب کی زبان اور نہ کسی اور زبان میں قدیم انہی کو محدث سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور ہر مخلوق محدث ہے۔ اور ہر محدث نیست سے ہست ہوا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ اہل کلام یعنی جمیہ و معتزلہ نے مختصر سا مناظرہ کیا ہے جس میں نہ تو انہوں نے پیغمبر کی بنائی ہوئی بات کو پھینچا یا ہے اور نہ مقتضیات عقل کو ثابت کر سکے۔ سو نہ تو وہ اسلام کے لئے باعث نصرت ہوئے اور نہ دشمنوں کو شکست دے سکے۔ بلکہ بعض فاسد آراء میں وہ فلسفیوں کے ہم نوا ہو گئے۔ اور بعض درست باتوں میں ان سے اختلاف کرتے رہے۔ سو ان جمیہ اور معتزلہ کا علوم نقل و عقل میں قاصر ہونا اہل مادیہ کی گمراہی کے لئے باعث تقویت بن گیا جیسا کہ کسی دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

### فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی

اہل فلسفہ کبھی یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ حیرت بل محض ایک خیال ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس میں شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور خیال عقل کے تابع ہوتا ہے۔ سبحان ربی نے بے دین فلسفیوں کی اس رائے میں شرکت اختیار کی وہ یہ دعویٰ کرنے لگے کہ ہم اولیہ اللہ ہیں۔ نیز اولیاء اللہ انبیاء و افضل ہیں۔ اور وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں

ابن عربی صاحب ”فتوحات“ و ”فصوص“ کا قول ہے کہ ولی اللہ اسی کان سے دولتِ علم حاصل کرتا ہے جس سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس کی رائے میں وہ معدنِ عقل اور فرشتہ خیال ہے۔ اور خیالِ عقل کے تابع ہے۔ اور وہ بزعم خود اس سے علم حاصل کرتا ہے جو خیال کی بھی اصل ہے۔ اور خود رسول خیال سے علم حاصل کرتا ہے اس لئے وہ اپنے عقیدے میں نبیِ فائق بن جاتا ہے۔ اگر نبی کے خواص وہ ہوں جو کہ انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ تو وہ ولی سے افضل ہونا تو درکنار اس کا ہم جنس بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہی خواص افرادِ مسلمین میں پائے جائیں تو اس کی کیا تعبیر کی جائیگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نبوت اس سے بزرگ حقیقت ہے۔ ابن عربی اور اس کی طرح کے لوگ مدعی تو اس امر کے ہیں کہ وہ صوفی ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ صوفیہ بلا صلاہ فلاسفہ میں سے ہیں۔ وہ اہل علم صوفیہ میں سے بھی نہیں ہیں چر جائیکہ وہ ان مشائخ میں سے ہوں جو کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ فضیل ابن عیاض۔ ابراہیم ابن ادھم۔ ابوسلیمان دارانی معروف کرشی۔ جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہم اور ان کی طرح کے مشائخ اہل حق میں سے ہیں۔

### مسئلہ شفاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں۔ وہ بھی ان لوگوں کے قول کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَقَالُوا لَنُحْيِيَنَّكَ الرِّحْمَ وَ لَدَا سُبْحَانَهُ  
بَلْ عِيَادٌ تُكْفِرُونَ، لَا يَسْبِقُونَهُ  
بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرٍ يَعْلَمُونَ، يَعْلَمُونَ مَا  
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا  
يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَ هُوَ  
مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ۔  
(سورہ انبیاء)

کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تجاوز نہیں کرتے اور اسی کے حکم کے تحت کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے روبرو ہو چکا ہے یا ان سے پہلے ہوا ہے۔ اور اسی کی سفارش کرتے ہیں جن کیلئے سفارش اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور وہ اُس کے ڈر سے دبکے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

اور جو شخص ان میں سے یہ کہ دے کہ میں اس کے علاوہ معبود ہوں۔ اسے ہم جہنم کی سزا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْمٌ يَّحْزِيهِ جَهَنَّمُ كَذَلِكَ يَجْزِي الظَّالِمِينَ۔ (انبیاء)

اور فرمایا:-

آسمانوں میں کتنے فرشتے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن کسی کی سفارش اس وقت تک لاگ نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اور پسند کرے سفارش کی اجازت نہ دے۔

وَكَمْ مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئاً إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ إِنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَوَيْزُوا۔ (پا ۷۷)

اور فرمایا:-

کہو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا کچھ سمجھتے ہو ان کو بلاؤ۔ ان کو آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر اختیار حاصل نہیں ہے نہ تو ان دونوں میں ان کا کچھ سا بھاجا ہے اور نہ ان کی تخلیق میں وہ خدا کے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش سود مند نہیں ہوتی مگر جس کے لئے وہ خود اجازت دے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ وَلَا يَتَخِفُّونَ عِنْدَ الْآلِينَ إِذْ لَكَ۔ (پا ۷۷)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں اس کی عبادت سے نہ تو ازارہ ٹکیر نہ موٹنے ہیں اور نہ ٹھکنے ہیں۔ دن رات تسبیحیں کہتے رہتے ہیں۔ اور ذرا سست نہیں پڑتے۔

وَلَهُمْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يَسْتَوُونَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ (پا ۷۷)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں سامنے ہوا۔ اور جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت



میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی یہ وصف بیان کی ہے۔ کہ وہ صاحب قوت ہے۔ اور رب عرش کو پاں بٹھے مرتبہ والا ہے فرشتوں کا افسر اور بڑا اماندار ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آسمانوں کے مطلع صاف میں دیکھا ہے۔ تیز اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اس کی روحانی جسمانی طاقتیں بڑی زبردست ہیں۔ کہ جس وقت آسمان کی ایک اچھی اونچی جگہ میں تھا سائے کا سارا پینمبر کے سامنے اکھڑا ہوا۔ پھر نزدیک ہوا۔ اور اس قدر جھکا کہ دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔ اس وقت خد نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا۔ دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ کیا تم اس کے ساتھ جھگڑاتے ہو حالانکہ اس نے جبرئیل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے نزدیک ہی جنتہ الماویٰ ہے ایک دفعہ اور بھی دیکھا تھا۔ جبکہ سدرہ پیر چھارہ ہاتھ جو چھارہ ہاتھ تھا۔ اس وقت بھی پیغمبر کی نگاہ نہ ہلکی اور نہ اچٹی۔ بے شک پیغمبر نے اس وقت اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک اتق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ نیز دوسری جگہ پر جبرئیل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ روح امین ہے۔ اور وہی روح قدس ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری صفات بتا رہی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلند ترین۔ ذی حیات اور ذی عقل مخلوقات میں سے ہے۔ وہ جو ہر قائم بنفسہ ہے۔ نہ کہ نبی کے نفس میں ایک خیال جیسا کہ ان بے دین فلاسفہ کا ولایت کے مدعیوں کا اور نبی سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ ان لوگوں کی حقیقت نمائی یہ ہے کہ وہ اصول ایمان یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں میں اس کے پیغمبروں اور روز قیامت کے منکر ہیں۔ حقیقت میں وہ خالق کے منکر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مخلوق کے وجود ہی کو خالق کا وجود قرار دے دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے۔ وہ واحد بالیقین اور واحد بالنوع میں امتیاز نہیں کرتے۔ کیونکہ موجودات وجود کے سستی میں اسی طرح مشترک ہیں جس طرح تمام لوگ (انسانی) انسان کے سستی میں اور حیوانات حیوان

کے مستحی میں شریک ہیں۔ لیکن یہ مشترک کلی صرف ذہن میں مشترک کلی ہے جو حیوانیت انسان کے ساتھ قائم ہے وہ اس حیوانیت کی عین نہیں ہے جو کہ گھوڑے کے ساتھ قائم ہے۔ اور آسمانوں کا وجود بعینہ انسان کا وجود نہیں ہے۔ پس خالق جل جلالہ کا وجود اپنی مخلوقات کے وجود کی طرح نہیں ہے۔ ان بے دینوں کا عقیدہ وہی ہے جو فرعون کا عقیدہ تھا جس نے صالح کو معطل فرار دیا۔ وہ اس موجود و مشہود کا منکر نہیں تھا۔ لیکن اس کا دعویٰ تھا کہ وہ موجود بنفسہ ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس امر میں اس کی موافقت کی لیکن اس پر یہ دعویٰ مستزاد ہوا کہ وہی اللہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سے زیادہ گمراہ ٹھہرے اگرچہ اس کا یہ قول بہ ظاہر ان کے قول سے زیادہ موجب فساد ہے ان لوگوں کے قول کے مطابق بتوں کو پوجنے والے بھی حقیقت میں خدا ہی کو پوجتے ہیں۔ جب فرعون کے ہاتھ میں حکومت اور تلوار تھی تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔ عرف عام میں یہ کہنا جائز ہے۔ اگر تمام لوگ کسی نہ کسی نسبت سے رب ہوں تو فرعون یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تم سب سے بلند تر ہوں۔ کیونکہ ظاہراً میں تم پر حکمران ہوں۔ لیکن ان بے دین منگلوں نے فرعون کے ان الفاظ سے بھی اپنے عقائد فاسدہ کا اُتو سپدھا کرنے کی کوشش کر ہی دی۔ اور کہا کہ جب جادوگروں نے اپنے قول کے متعلق فرعون کی سچائی معلوم کر لی تو انہوں نے اس مسئلہ میں اس کے قول کو مان لیا۔ اور کہا

إِقْنَعْنَا مَا أَنْتَ قَائِلٌ إِنَّمَا تَقْضِي  
هَذِهِ الْحَيَاةَ - (پت ۷۲)

ان لوگوں نے اس واقعہ سے یہ دلیل اخذ کی کہ فرعون کا یہ قول صحیح ہوا۔ کہ :-  
أَنَّا رَبُّكُمْ أَلَّا عَلَىٰ - | میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔

اور فرعون عین حق تھا۔ پھر ان لوگوں نے روز قیامت کی حقیقت سے بھی انکار کیا۔ اور کہ دیا کہ اہل النار بھی اہل جنت کی طرح نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت خدا کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پتھروں سے اس صریح انکار کے باوجود ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے خاص الخاص اولیاء کے بھی خلاصہ ہیں۔ انبیا سے افضل ہیں اور انبیا

بھی انہی کے چراغ کے ذریعہ خدا کو پہچانتے ہیں یہ موقعہ ان لوگوں کی بے دینی کی تفصیل کا نہیں ہے لیکن اولیاء اللہ کے متعلق تذکرہ تھا اور اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے درمیان فرق واضح کرنا مقصود تھا اس لئے ہم نے ضمناً یہ باتیں کہ دیں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ کہلانے کو تو اگا بر اولیاء اللہ ہیں۔ مگر حقیقت شیطانی کے دوست ہیں۔ لہذا ہم نے بطور تشبیہ کچھ ذکر کر دیا۔

الغرض ان کا کلام زیادہ تر شیطانی حالات میں ہوتا ہے۔ اور صاحبِ فتوحات کی طرح

(۴۴) کہتے ہیں کہ ارضی حقیقت ارضی خیال ہی ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ جس حقیقت میں وہ کلام کرتا ہے وہ خیال ہے اور شیطان کے تصرف کا محل۔ کیونکہ شیطان انسان کے خیال میں خلاف واقعہ صورتیں بنا کر ظاہر کرتا ہے۔

اور جو شخص رخص کی یاد سے اغماض کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور باوجودیکہ شیاطین گناہگاروں کو راہِ خدا سے روکتے رہتے ہیں تاہم گناہگار اپنے آپ کو راہِ راست پر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گناہگار ہمارے حضور میں حاضر ہوگا تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر کہیں گے: ای کاش مجھ اور تجھ میں پورب اور بچم کا فاصلہ رہا ہوتا۔ سو بہت ہی بڑا ساتھ ہے۔ اور جبکہ تم نے نافرمانیاں کی ہیں تو آج یہ بات تمہارے کچھ کام نہ آئیگی کہ تم ایک ساتھ عذاب میں ہو

وَمَنْ يَعْتَسُ عَنْ ذِكْرِ السَّحَابِ  
نَقِصَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ وَتَرِيئُ  
وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ  
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ، حَتَّى إِذَا  
جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ  
بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيَسَّ الْعَتْرِينَ،  
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُؤْمِنِينَ الَّذِي ظَلَمْتُمْ  
أَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ  
(رہ ۱۰۴)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک گردانا جائے۔ البتہ اس سے کم جس کو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ دُور بھٹک گیا یہ خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں جس کو خدا نے پھٹکار دیا۔ اور

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ  
يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ  
يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا  
إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهَا آلِهَةً  
وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا

وہ لگا کئے کہ میں تو تیرے بندوں سے ایک حصہ ضرور لیا کروں گا۔ اور ان کو ضرور ہی برکاتوں کا۔ اور ان کو امیدیں ضرور دلاؤں گا۔ اور ان کو ضرور سمجھاؤں گا اور وہ جانوروں کے کان ضرور چیرا کرے گی۔ اور ان کو سمجھاؤں گا۔ تو وہ خدائی بنائی ہوئی صورتوں کو ضرور بدلا کرے گی۔ اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح گھاٹے میں آگیا۔ شیطان ان کو وعدے دیتا اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے نرا دھوکا ہے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ وَقَالَ لَا تَخْذَنَ مِنْ عِيَادِكَ نَصِيْبًا مَفْرُوضًا وَلَا مِنْكُمْ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ فَلْيَبْتِكَنَّ اِذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ فَلْيَخَيْرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا نَّامُوبِيْنَا يَعِدُهُمْ وَيُمَيِّتُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا اَعْرُوسًا ۗ (پ ۱۵)

اور فرمایا:

اور جب فیصلہ ہو چکا تو شیطان کیسا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا۔ مگر میں نے تم سے ساتھ وعدہ فلائی کی۔ اور تم پر میری کچھ زبردستی تو حق نہیں بات اتنی ہی حق کریں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کتنا مان لیا تو اب مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو الزام دو۔ دتو میں تمہاری فریادیں کر سکتا ہوں۔ اور تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو اتنا ہی نہیں کہ تم مجھ کو پہلے شریک بناتے تھے اس میں شریک نہیں کہ جو لوگ نافرمان ہیں ان کو بڑا دھوکا عذاب ہوگا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ وَعَدْتُكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ اَدْعُوْكُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لِيْ فَلَا تُلْمُوْنِيْ وَاَنْتُمْ بَصُوْحِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْحِحِيْنَ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۗ (پ ۱۶)

اور فرمایا:

اور جب شیطان نے ان کی حرکات ان کو عمدہ کر دکھائیں اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں ٹوہیں منے سامنے آئیں اپنے اپنے پاؤں چلتا بنا اور لگا کئے کہ مجھ کو تم

وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ وَقَالَ لَا غٰلِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرٰوْاَتِ الْفِيْثَانَ نَكَصَ عَلٰى عَقْبَيْهِ

سے کچھ سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم کو نہیں  
سوچھ پڑتی۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی ماری  
سخت ہے

وَقَالَ إِنِّي بَرِحْتُ مَنكُمُ إِنِّي أَرَى  
مَالًا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَاللَّهُ  
شَدِيدُ الْعِقَابِ (پ ۲۷)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اور صحیح حدیث ہے کہ حضور نے جب ریل  
علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی قیادت فرما رہے تھے اور جب شیطان نے  
فرشتوں کو دیکھا تو وہ ان سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنے  
فرشتوں کے ذریعہ مدد دیتا ہے۔ فرمایا

اے پیغمبر اس وقت کو یاد کرو جب تمہارا پروردگار  
فرشتوں کی طرف وحی بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ  
ہوں۔ پس مسلمانوں کو جمائے رکھو۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ  
أَنِّي مَعَكُمْ فَتَيَتُوا الَّذِينَ آمَنُوا -  
(پ ۲۷)

اور فرمایا:-

اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ کی امن نصرت کو یاد کرو جبکہ تمہارے  
پاس تو جیسے آئیں تو ہم نے ان پر طوفان ہوا بھیجا اور  
وہ فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے دیکھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرِّمَ  
بِنِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ  
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ رِيحًا وَ  
جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا - (احزاب)

اور فرمایا:

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست ابو بکر سے کہہ  
رہے تھے کچھ مکر نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے  
ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر تسلی نازل  
کی اور اُسے ان فوجوں کے ذریعہ مدد دی جن کو تم نے نہیں  
دیکھا۔

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا  
تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ  
اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ  
بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا -  
(پ ۲۷)

اور فرمایا:-

اے پیغمبر جنگ بدکاروں ہی کا قہر یاد کرو۔ جب تم مسلمانوں

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ

سے کہ رہے تھو کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار  
تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم  
رہو۔ اور تقویٰ اختیار کئے رکھو۔ اور دشمن بھی اکادم  
تم پر چڑھ آئیں۔ تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار ایسے  
فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ جو جنگی نشان سے  
آراستہ ہونگے۔

أَنْ يَمُدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ  
الْآفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُزَلِّينَ بَلَى  
إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمُ  
مِّن فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدَدْكُمْ  
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْآفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ  
مُسَوِّمِينَ - (پ ۳۷)

### شیطانی وحی

ایسے لوگوں کے پاس روحیں آکر باتیں کرتی ہیں۔ اور ان کے سامنے بیعتیں  
میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ ارواح جن اور شیطان ہوتے ہیں جنہیں یہ نادان فرشتے سمجھ  
بیٹھے ہیں۔ بتوں اور ستاروں کے پجاریوں سے بھی اسی طرح کی ارواح مخاطب  
ہوتی ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد سب سے پہلے جن لوگوں نے یہ دھوکا کھایا۔ ان میں  
ایک مختار ابن عبید تھا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ مسلم میں  
صحیح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

سَيَكُونُ فِي تَقِيفِ كَذَّابٍ دَمِيرٍ - | بنی تقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد۔

کذاب مختار ابن عبید تھا اور مفسد حجاج ابن یوسف۔ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ  
عنہما سے کہا گیا کہ مختار کا دعویٰ ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا  
کہ ٹھیک ہے اس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

هَلْ أُنبِئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيْطَانُ  
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (پ ۳۷) | کیا میں تمہیں بتاؤں کہ لوگوں پر شیطان اترا کرتے ہیں (۴۴)  
وہ جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں

ابن عباس سے جب کہا گیا کہ مختار کو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ ہے۔ تو اس  
نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِكَاذِبٌ كَلِيمٌ  
أُولَٰئِكَ يَلْمِزُكَ لِيَجْأِدَ لَوْ كُفِّرُ (اعراف) | شیطان اپنے دوستوں کی طرف دھی بھیجتے ہیں تاکہ وہ  
تم سے جھگڑا کریں

انہی ارواحِ شیطانیہ میں سے وہ روح بھی ہے جس کے متعلق صحابہؓ فتوحات کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کی طرف اس کتاب کا القا کیا ہے۔ اسی لئے وہ قسم قسم کے میٹھے کھانوں کا ذکر کرنا ہے جو کہ یہ ارواح اپنے ساتھ لایا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس شخص کا جن و شیطاں کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ بیگمان کر بیٹے ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامتیں ہیں۔ حالانکہ وہ شیطانی حالات ہیں مجھے ان لوگوں میں سے بعض سے شناسائی بھی حاصل ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ہوائیں و رنگ اڑھی چل جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں بعض ایسے ہیں جن و شیطاں چرایا ہوا مال لا کر دیتے ہیں۔ اور بعض کی چوری کا سراغ شیطاں کے ذریعہ ملتا ہے چونکہ لوگ اپنے سرورقہ احوال کا پتہ معلوم کرنے کے عوض انہیں رشوت یا کوئی عطیہ پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کے احوال شیطانی ہیں اس لئے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہؓ "فتوحات مکی" و "فصوص" اور اس کی طرح کے دوسرے مصنفین کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ قوم لوط، قوم ہود اور آل فرعون وغیرہ کفار کی مدح کی گئی ہے اور لوط، ابراہیم، موسیٰ اور ہرؤن علیہم السلام جیسے انبیاء کی تنقیص بیان کی گئی ہے۔ ان مسلمان شیوخ کی مذمت کی گئی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک محمود و محترم ہیں۔ مثلاً جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ نستری اور مدح کی جاتی ہے تو ان لوگوں کی جن کو مسلمان برا سمجھتے تھے۔ مثلاً حلاج اور اس قاش کے دوسرے لوگ۔ اگر ان باتوں کی شہادت مطلوب ہو تو اس کی تجلیات "خیالیہ و شیطانیہ موجود ہے۔"

### ابن عربی اور حضرت جنیدؒ

جنید قدس اللہ تعالیٰ روحہ، ائمہ ہدایت میں سے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا چیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کو قدم سے علحدہ ماننا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم اور محمدؐ اور خالق و مخلوق میں امتیاز کیا جائے۔ صحابہؓ "فصوص" نے اس کا انکار کیا اور اپنے خیالی و شیطانی مخاطبہ میں کہا "اے جنید محدث و قدیم میں امتیاز تو وہی کر سکتا ہے، جو نہ محدث ہو نہ قدیم۔ جنید کا یہ قول غلط ہے کہ محدث کو قدیم سے جلا قرار

دینا توحید ہے کیونکہ محدث کا وجود بعینہ قدیم کا وجود ہے؛ کتابِ نصوص میں اس نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے علی بلند ہے۔ کس سے بلند؟ حالانکہ اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں اور کس چیز سے بلند حالانکہ جو کچھ ہے وہ خود ہی ہے۔ پس اس کی بلندی خود اس کے اور عین موجودات کے لئے ہے۔ اور مستحیٰ محدثات اس کی ذات کے لئے بلند ہیں۔ اور اس کے سوا وہ موجود ہی نہیں؛ آگے چل کر لکھنا ہے: ”جو کچھ بھی پوشیدہ ہے اور جو کچھ بھی ظاہر ہے اس تمام کائنات کی عین وہی ہے۔ وہاں تو کوئی دوسرا موجود ہی نہیں جو اسے دیکھے۔ اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کے متعلق کوئی بات کرے۔ اور وہ ابو سعید خراز اور دیگر اسماء کا مستحیٰ ہے؛ اس لحاظ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے والے کے لئے عملاً و قولاً یہ کوئی شرط نہیں ہے۔ کہ وہ ان دو چیزوں میں سے نہ ہو اور کوئی تیسرا وجود ہو۔ ہر آدمی اپنے آپ اور دوسرے شخص کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ثالث نہیں ہوتا۔ بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بندہ ہے۔ اور وہ اپنے نفس اور اپنے خالق کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ اور خالق جل جلالہ اپنے آپ اور اپنی مخلوقات کے مابین امتیاز کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ اس نے فرمایا ہے۔ لیکن قرآن سے اہل ایمان استنشاد کرتے ہیں جو ظاہراً و باطناً اس کو مانتے

## ہیں فلسفی صوفیوں کی افسوس ناک بے باکی

۴۵) رہے یہ ملاحظہ سوان کا وہی دعویٰ ہے جو فلسفائی کا ہے وہ ان کے اتحاد میں سب سے زیادہ (۴۵) ما سر ہے۔ جب اس کے ساتھ ”نصوص“ پڑھی گئی اور اس سے کہا گیا کہ قرآن تمہارے ”نصوص“ کا مخالف ہے۔ تو اس نے کہا قرآن سارے کا سارا شرک ہے۔ اور توحید ہمارے کلام میں ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر وجود ایک ہے تو بیہوی سے جماع کیوں جائز اور ہن کے ساتھ کیوں حرام ہے، کہا کہ ہمارے نزدیک سب حلال ہے۔ لیکن چونکہ یہ مجھ میں حرام کتے ہیں اس لئے ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ تم پر حرام ہے۔ یہ قول کفر عظیم ہونے کے علاوہ



اپنی تردید آپ کر رہا ہے۔ کیونکہ جب وجود ہی ایک ہو۔ تو حاجب کون ہے اور محبوب کون؟ ان لوگوں کے ایک شیخ نے اپنے مرید سے کہا: ”جس نے تم سے یہ کہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور وجود ہے تو اُس نے جھوٹ کہا ہے“ مرید نے کہا ”جھوٹ کہنے والا کون ہے؟“ دوسروں نے کہا ”یہ مظاہر ہیں“ تو ان سے کہا ”مظاہر مظاہر کے غیر ہیں یا وہی ہیں۔ اگر غیر ہیں تو تم بہ لحاظ نسبت کہتے ہو۔ اور اگر وہی ہیں تو کوئی فرق نہ ہوا“۔ کسی دوسرے مقام پر ہم تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے اسرار و رموز کا پول کھول چکے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے قول کی حقیقت بیان کر چکے ہیں۔ صاحب فصوص کہتا ہے کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی اور اس پر وجود حق کا فیضان ہوا۔ سو وہ وجود و ثبوت کے درمیان فرق کرتا ہے۔ معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی۔ لیکن یہ لوگ بائینہ ضلالت صاحب ”فصوص“ سے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جو معدوم میں ثابت تھیں۔ اور ان کا وجود پروردگار کا وجود نہیں ہے۔ بخلاف اس کے صاحب ”فصوص“ کا دعوے ہے کہ ان چیزوں پر بعینہ پروردگار کے وجود کا فیضان ہوا۔ اس کے نزدیک مخلوق کا وجود ہی نہیں جو خالق کے وجود سے علیحدہ ہو۔

### صدر قونومی کی نئی چال

از بسکہ صاحب ”فصوص“ کا دوست صدر قونومی زیادہ رنگین فلسفی ہے۔ اس نے اُس نے نئی چال اختیار کی۔ یعنی مطلق و معین کا فرق تسلیم کر لیا۔ اُس نے اس بات کا قرار نہیں کیا کہ معدوم کوئی چیز ہے۔ لیکن حق کو وجود مطلق قرار دیا۔ اور ایک کتاب لکھی جس کا نام ”مفتاح غیب الجمع والوجود“ ہے۔ یہ قول خالق کو اور بھی زیادہ معطل اور معدوم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مطلق بشرط اطلاق کلی عقلی ہے، اس لئے محض ذہنی ہے نہ کہ بصورت معین۔ اور مطلق بدون کسی شرط کے کلی طبعی ہے۔ اگر یہ کہا

۱۱۰ جب نسبت لازم آئی تو دو وجود ثابت ہو گئے۔ اور اگر نسبت اشہادی جائے تو جھوٹ کہنے والا

(مترجم) خدا کا جزو ہوا۔

جائے کہ وہ خارج میں موجود ہے۔ تو وہ خارج میں صرف بصورت معین ہو سکتا ہے چنانچہ جو شخص اسکا قائل ہے کہ وہ خارج میں ثابت ہے۔ اس کے مذہب میں وہ معین کی جزو ٹھہرا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو پروردگار کا وجود خارج میں محال ہے یا مخلوقات کے وجود کا جزو ہے۔ یا مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جزو کل کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا کوئی چیز اپنے آپ کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا عدم وجود کا خالق ہو سکتا ہے؟ یا کسی چیز کا ایک حصہ اسکے تمام جسم کا خالق ہو سکتا ہے؟ -

### حلول اور اتحاد

یہ لوگ حلول کے لفظ سے اس لئے بھاگتے ہیں کہ وہ حال اور محل کا مقضیٰ ہے

اتحاد کے لفظ سے اس لئے گریزاں ہیں کہ وہ دو چیزوں سے مستلزم ہے۔ جن میں سے ایک دوسرے سے متحد ہوگئی ہو۔ حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک کا ہے۔

کہتے ہیں کہ نصار نے اس لئے کافر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مسیح

کو خدا قرار دیا۔ اگر وہ ہر چیز کو خدا کہہ دیتے تو کافر نہ ہوتے۔ علیٰ بذالقیاس وہ بت

پرستوں کی بھی یہ غلطی بتاتے ہیں کہ وہ بعض مظاہر کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بعض

کی نہیں کرتے۔ اگر تمام مظاہر کی پوجا کرتے تو ان کے نزدیک خطا کار نہ ٹھہرتے۔

ان کے نزدیک عارف محقق کیلئے بتوں کی پوجا مضر نہیں ہے۔ قطع نظر اس سے کہ

یہ عقیدہ کفر عظیم ہے۔ اس میں وہ علت تناقض بھی موجود ہے۔ جو ہمیشہ ان گراہوں

کے گلے کا مار رہتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ خطا کار نصائے اور خطا کار بت

پرست آخر کون ہیں؟ خدا ہیں یا اس سے کوئی جدا چیز ہیں؟ لیکن وہ تو کہتے ہیں کہ

پروردگار میں وہ تمام نقائص موجود ہیں جو مخلوق میں ہوتے ہیں۔ اور مخلوقات میں بھی

وہ تمام کمالات موجود ہیں جن سے ذات خالق منصف ہے۔ اور صاحب "فصوص"

کے اس قول کے حامی ہیں کہ "عَلَىٰ لِنَفْسِهِ" وہ ہوتا ہے جسکا کمال تمام وجودی اور

عدمی اوصاف کا جامع ہو۔ خواہ وہ اوصاف رواج، عقل اور شرع کے نزدیک

اچھے ہوں یا بُرے۔ اور یہ صرف خدا کے مسمّا کا خاصہ ہے۔“ علاوہ کفر کے ان لوگوں کے قول کا تناقض بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ حس و عقل دونوں کے نزدیک ان کا دعویٰ باطل ہے۔ یہ لوگ تلمسانی کے اس قول کے بھی حامی ہیں۔ کہ ”ہم اے نزدیک کشف کے ذریعہ ایسی چیزیں ثابت ہوتی ہیں جو صریح عقل سے متناقض ہوتی ہیں۔“ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص تحقیق کا طالب ہو یعنی انکی تحقیق کا اُسے چاہئے کہ عقل و شرع کو خیر باد کہہ دے۔ میں نے ایک ایسے اعتقاد رکھنے والے شخص سے ایک مرتبہ کہا بھی تھا کہ یہ یقینی امر ہے کہ انبیاء کا کشف دوسروں کے کشف سے زیادہ بڑا اور زیادہ کامل ہے۔ اور ان کی دی ہوئی خبر دوسروں کی خبر سے صادق تر ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ جن کی معرفت سے لوگوں کی عقلیں عاجز ہوتی ہیں۔ ایسی خبر نہیں دیتے جسے لوگ اپنی عقل کے ذریعے معلوم کر لیں کہ وہ ممتنع ہے۔ ان کا نتیجہ ان کی عقل کی محدود ہونے کی دلیل ہے نہ کہ محجرات انبیاء کے محال عقلی ہونے کی۔ بلکہ یہ ممتنع ہے کہ رسول کی دی ہوئی خبریں عقل صریح کے متناقض ہوں۔ یہ بھی ممتنع ہے کہ دو قطعی دلیلوں میں تعارض ہو۔ خواہ وہ دونوں عقلی ہوں یا سمعی یا ان میں سے ایک عقلی ہو اور دوسری سمعی۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس کا مدعی ہو کہ اس کا کشف عقل و شرع صریح کا متناقض ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں کہتے۔ لیکن بعض چیزیں جو ان کے نفس میں ہوتی ہیں خیالی صورت بن کر ان کے سامنے آتی ہیں اور وہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ خارج میں موجود ہیں۔ کبھی وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو خارج میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن وہ انہیں کرامات صالحین میں سے شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تلبیسات شیطانی میں سے ہوتی ہیں۔ وحدت الوجود کے قائل کبھی اولیاء کو انبیاء پر ترجیح دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت منقطع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ابن سبعین وغیرہ سے مذکور ہے۔

## معصیت کی غلط تعریف

یہ لوگ شہود کے تین مراتب قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو پہلے طاعت و معصیت کا شہود حاصل ہوتا ہے۔ پھر طاعت بلا معصیت کا۔ اور آخر کار اس درجہ کا شہود ہوتا ہے جہاں نہ طاعت ہو نہ معصیت۔ شہود اول صحیح شہود ہے اور وہ طاعات و معاصی کے درمیان فرق کرتا ہے۔ رہا شہود ثانی سو اس سے وہ شہود قدر مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں میں اس پروردگار کا منکر ہوں جو کہ نافرمانی کرے۔ ایسے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ معصیت اس ارادے کی مخالفت سے عبارت ہے جو کہ مشیئت ہے۔ اور ساری مخلوقات مشیئت کے حکم کے ماتحت ہے۔ ان کا شاعر کہتا ہے

اصبحت منفعلًا لتختارہ  
متی ففعل کلہ طاعات

(مجھ سے میری فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ جبکہ مجھ سے سرزد ہونا تجھے پسند ہو۔ اسلئے میرے تمام کام عبادت ہیں)

## معصیت کی صحیح تعریف

ظاہر ہے کہ یہ پیغمبروں کے شرائع کے سراسر خلاف اور خدا کی کتابوں کے باطل منافی ہے۔ وہ معصیت جو کہ مذمت کی مستحق اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اور اسکے رسول کے حکم کی مخالفت سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

<p>یہ خدا کی حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی الاعت کے۔ اے وہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہو گی! ایسے لوگ ان باغوں میں سدا رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے! اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے</p>	<p>تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ</p>
--	--

تَاٰرًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ - اُسے وہ دوزخ میں داخل کریجے جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(پک ۶۳)

(۴۷) عنقریب ہم ارادہ کو نبیہ و وینیہ اور امر کو نبیہ و وینیہ کے درمیان فرق بیان کریں گے۔ صوفیہ کی ایک جماعت کو اس مسئلے میں اشتباہ ہوا ہے۔ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے جو شخص اس مسئلے میں جنید کی پیروی کریگا وہ سیدھی راہ پر ہوگا۔ اور جو اسکی مخالفت کریگا گمراہ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام امور خدا کی قدرت و مشیت سے ہوتے ہیں۔ اور اسی وحدت کے شہود میں بچتے ہیں۔ اس کا نام وہ ”جمع اول“ رکھتے ہیں۔ جنید نے ان سے بیان کیا ہے کہ فرق ثانی کا شہود لابدی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گو تمام اشیا خدا کی مشیت و قدرت اور اس کی مخلوق ہونے میں مشترک ہیں۔ لیکن جس چیز کا وہ حکم کرتا ہے جس چیز کو وہ پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے اس میں اور اُس چیز میں جسے اُس نے ممنوع، مکروہ اور موجب ناراضی قرار دیا ہے فرق کرنا ضروری ہے۔ اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین فرق کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

أَتَجْعَلُ الْمُشْرِكِينَ كَالْمُحْسِنِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ - کیا ہم مسلمین کو مجرموں کی طرح قرار دینگے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسے کیسے فیصلے گھڑتے ہو؟

(سورہ نون)

اور فرمایا :-

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ - کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور کام بھی اچھے کرتے ہیں۔ ان لوگوں جیسا کر کے رکھیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم ایسا کر دینگے کہ متقین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کریں جو ہم گناہگاروں کے ساتھ کریں گے؟

(یٰۤا ۱۲)

اور فرمایا:-

کیا جن لوگوں نے بڑے کام کئے ہیں ان کو ہم ان لوگوں  
جیسا کر کے رکھینگے جو ایمان بھی لائے اور کام بھی اچھے کرتے  
تھے۔ کیا ان دونوں جماعتوں کا جینا برابر ایک برابر ہوگا؟  
یہ لوگ کیا ہی بڑے حکم لگایا کرتے ہیں۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا  
السَّيْئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً  
تَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(پ ۱۸)

اور فرمایا:-

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔ اور مومن و  
نیکو کار کے ساتھ بدکردار کی برابری نہیں ہو سکتی۔ مگر تم  
لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ  
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (پ ۱۸)

اسی لئے امت کے ائمہ اور سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک  
چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کا پالنے والا اور اُس کا مالک ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے  
ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اُس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ اس کے  
ساتھ ہی اُس نے طاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا ہے۔ وہ فساد کو پسند  
نہیں کرتا۔ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ گو  
اس کی مشیت کے ساتھ کیوں نہ واقع ہوں۔ مگر وہ اسے محبوب و مرغوب نہیں  
ہو سکتیں بلکہ مبغوض ہیں۔ اور ان کا مرتکب لائق مذمت اور سزاوار عذاب  
ہے۔

رہا تیسرا مرتبہ جس میں نہ طاعت کا شہود ہے اور نہ معصیت کا۔ ان لوگوں  
کے نزدیک ایک ہی وجود ہوتا ہے اور بس۔ اور اُسے وہ تحقیق و لائت کی  
انتہا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت وہ خدا کے اسماء و آیات میں زخما اندازی  
اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی انتہا ہے۔ اس مرتبہ والا آدمی یہود و نصاریٰ  
اور تمام کفار کو دوست قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ وہ ان ہی میں سے ہوگا۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ  
مِنْهُمْ - (پ ۱۲ ع)

شرک اور بت پرستی سے نہیں بچتا۔ اور ابراہیم جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت سے خارج ہو جاتا ہے :-

تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا اچھا نمونہ پیش ہو چکا ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کدیا تھا کہ تم ہم سے اور خدا کے سوا جن چیزوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ ان سے بیزاریں۔ تمہارے عقیدوں کو ہم نہیں مانتے۔ تم میں اور ہم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ تم اکیلے اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ  
فِي اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اِذْ  
قَالُوْا اِقْوِمُوْهُمِمْ اِيْمَانًا  
بِرَاۤءٍ مِّنْكُمْ  
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ  
كُفْرًا تَاۤيِبِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا  
وَبَيْنَكُمْ  
الْعَدَاوَةُ وَالْبُغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى  
تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدّٰهٖ (پ ۱۳ ع)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم مشرکین سے کہا :-

تمہیں کچھ خبر بھی ہے۔ جن چیزوں کو تم اور تمہارے اگلے آباء و اجداد پوجتے پچھے آئے ہیں وہ میرے دشمن ہیں۔ ماں میرا دوست ہے تو پروردگار عالم ہے۔ (پ ۱۴ ع)

اَفَرَاۤءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ  
اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ اَلَا قَدْ مَوَّنَ  
فَاْتَمَّ عَدُوِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ -

اور فرمایا :-

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم ایسے لوگوں سے یا روانہ گانتھے ہوئے کبھی نہ پاؤ گے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا، بیٹے بیٹیاں، بھائی بہن اور ان کے کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنے فیضانِ غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ  
الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ  
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاُوْا كَاُوْا اٰبَاۡئَهُمْ  
اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ  
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِى  
قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَمَّا هُمْ  
فَبُرُوْجٍ مِّنْهُ - (پ ۱۵ ع)

اُن لوگوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر کتابیں اور قصیدے لکھے ہیں۔  
ابن الفارض نے ایک قصیدہ ”نظم السلوک“ کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں وہ کہتا

ہے

(۴۸) لَهَا صَلَاتِي بِالْمَقَامِ اَقِيمَهَا      وَاشْهَدُ فِيهَا اَنْتَهَالِي صَلَاتِي  
کسی مقام پر اپنی نماز اس کی طرف قائم کرتا ہوں۔ تو مجھ پر شہود ہوتا ہے۔ کہ اُس نے میری نماز ادا کی  
کَلَّا نَا مَصْلُ وَاحِدٍ سَاجِدٍ اِلَى      حَقِيْقَةِ الْجَمْعِ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ  
ہم دونوں ایک نمازی ہیں۔ جو ایک ہی ذات کی طرف ہر سجدے میں کھٹے ہو کر سجدہ گزار ہوتے ہیں۔  
وَمَا كَانَ لِي اَصْلٌ سِوَا تُيْ      وَلَمْ تَكُنْ      صَلَاتِي لِغَيْرِي فِي اِدَاةِ كُلِّ رَكْعَةٍ  
مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی اور کی نماز ادا کر دوں۔ حالانکہ جو رکعت ادا کرتا ہوں وہ میرے غیر کی طرف نہیں تھی  
آگے چل کر کہتا ہے:۔

وَمَا ذَلَّتْ اِيَاهَا وَايَايَ لَمْ تَزَلْ      وَلا فَرْقَ بَيْنَ ذَاتِي لِذَاتِ صَلَاتِي  
میں ہمیشہ اس ذات کا میں ہوں اور میری ذات ہمیشہ اس ذات کی میں ہے۔ اور میری ذات اور ذاتِ صلیتہ درمیان کسی تمیز کا فرق نہیں

اِنِّي رَسُوْلًا كُنْتُ مَنِيْ مَرْسَلًا      وَذَاتِيْ بِاِيَاتِيْ عَلِيْ اسْتَدَلْتُ  
میں اپنی ہی طرف سے اپنی طرف رسول بھیجے والا تھا۔ اور میری ہی ذات میری ہی آیات کے ساتھ مجھ پر دلیل لائی۔

فَاِنْ دَعَيْتَ كُنْتُ الْمَجِيْبَ وَاِنْ اَكُنْ      مَنَادًا اِجَابْتُ مِنْ دَعَايِ وَابْتِ  
اگر سے بلا یا گیا تو میں جواب دوں گا۔ اور اگر مجھے پکارا گیا تو خود بلا نے والی اسے جواب دیں گی۔ اور بیک کے گی۔  
اس طرح اور بہت سی باتیں کرتا ہے۔ اسی لئے مرتے وقت وہ یہ شعر کہتا تھا

اِنْ كَانَ مَنَزَلْتِيْ فِي الْحَبِّ عِنْدَ كُمْ      مَا قَدْ لَقِيْتُ فَقَدْ ضَيَّعْتُ اِيَا حِي  
اگر وہ درمِ حبت میں تمہارے ہاں ہماری ہی قدر و منزلت ہو جو کہ مجھے مل چکی ہے تو میں نے اپنی عرفان کر ڈالی۔

اَمْفِيَّةٌ ظَفَرَتْ نَفْسِيْ بِمَا زَمْنَا      وَالْيَوْمَ اَحْسَبُهَا اَضْعَافًا اِعْلَامًا  
جس آرزو میں میرا نفس ایک عرصہ تک باہر مار رہا۔ لیکن آج اسے میں خواب پریشاں سمجھ رہا ہوں۔

وہ بیخیال کرتا رہتا تھا کہ وہ اللہ ہے۔ لیکن جب خدا کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آمو جو ہوئے۔ تو اُس پر اپنے خیالات کا باطل ہونا منکشف ہوا۔



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور وہ زبردست دانا ہے۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
(آیت ۱۷۲)

تو جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ خود اللہ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
(آیت ۱۷۳)

صبحِ مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ وہ اپنی دعائیں کہا کرتے تھے :-

اے سات آسمانوں اور عرشِ عظیم کے مالک! ہلکے پروردگار اور ہر چیز کے پانے والے یزج اور گھٹلی کے چاٹنے والے! تورات! انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے! میں ہر اس بمانہ کی شکر سے جسکی چوٹی تیرے ماتھے میں ہے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تو اول جو تجھ سے پہلے کوئی نہیں، تو آخر ہے تجھ سے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی نہیں، تو باطن ہے تجھ سے پسے کوئی نہیں، مجھ سے فرضا داکر کئے اور مجھے نقر سے چھوڑا کر غنی کرنے والے!

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ  
وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبِّنَا  
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْهَجَبِ  
وَالنَّوَى مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ  
وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ  
دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَنْتَ الْأَوَّلُ  
فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ  
فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ  
فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ  
فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي  
الذَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ

اور فرمایا :-

وہی ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا  
پھر عرش پر مستوی ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی جو چیز  
زمین سے باہر آتی اور جو چیز آسمان سے اترتی اور جو چیز آسمان  
کی طرف چڑھتی ہے اُسے وہ جانتا ہے۔ اور تم لوگ جہاں  
کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو  
اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى  
الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا  
يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ  
وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا  
كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (پط، ۱۷)

سو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ آسمان اور زمین، اور دوسرے مقام پر یہ بھی  
آیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے مابین جو کچھ بھی ہے، وہ مخلوق ہے اور اسکی تسبیح  
کتنی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔  
لفظ مع کا منطوق۔

رَبُّكَ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَقَوْلِ وَهُوَ مَعَكُمْ سِوَا سِمْ لَفْظِ مَعَ لَفْظِ عَرَبِيٍّ

اس کا مقتضی نہیں ہے کہ ایک چیز دوسری سے علی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

رَأَيْتُمْ اللَّهَ وَكُنُوتِ الْأَوَّاعِ الصَّادِقِينَ  
(نور)

اور فرمایا :-

مخبر اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں کفار  
پر سخت ہیں۔

رَأَيْتُمْ اللَّهَ وَكُنُوتِ الْأَوَّاعِ الصَّادِقِينَ  
(پط، ۱۷)

اور فرمایا :-

جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی  
اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ وہ تم میں سے  
ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدِ وَهَابِ جُرْأ  
وَجَاهِدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ  
(انفال)

لفظ مع قرآن میں عام اور خاص دونوں معنوں میں آیا ہے۔ عام اس

آیت میں آیا ہے۔ اور آیہ مجادلہ میں ہے:-

(۴۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
 وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ شَيْءٍ  
 ثَلَاثَةٌ اِلَّا هُوَ رَا بَعْضَهُمْ وَلَا خَمْسَةٌ  
 الْاَهْوَا سَادِئُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ  
 لَا اَلْفَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا ثُمَّ يَنْظُرُ  
 بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ  
 شَيْءٍ عَلِيْمٌ - (پتہ ۲)

کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔  
 اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کے حال سوا قف ہے۔ جب  
 تین آدمی کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے۔ تو فرد۔ اُن کا چوتھا  
 وہ ہوتا ہے، اور اگر پانچ کا ہوتا ہے تو فرد ان کا چھٹا وہ  
 ہوتا ہے۔ اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور کہیں بھی ہوں  
 وہ فرد ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ  
 ان کو جتا دیگا۔ اللہ ضرور ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

اس آیت کی ابتدا بھی علم سے فرمائی۔ اور اسے ختم بھی علم کے ساتھ کیا۔ اسی لئے  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ضحاک۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ  
 اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ از روئے علم ہے۔ دوسری معیت خاصہ ہے۔ چنانچہ اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ  
 هُمْ خٰسِرُوْنَ - (پتہ ۲۷)

اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور احسان کرنے  
 والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے:-

اِسْتَبِيْ مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَدِيْ -  
 (پتہ ۱۱)

میں یقیناً تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور  
 دیکھتا ہوں۔

اور فرمایا:-

اِذْ يَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ  
 اللّٰهَ مَعَنَا - (پتہ ۲۳)

جب وہ اپنے دوست سے کہہ رہا تھا۔ ڈر و ہمت۔ اللہ  
 فرد بہارے ساتھ ہے۔

یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ سوا اللہ تعالیٰ  
 فرعون کے ساتھ نہیں بلکہ موسیٰ و ہارون کے ساتھ ہے۔ اور ابو جہل اور اپنے دوسرے  
 دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ محمد اور اُن کے دوست ابو بکر کے ساتھ ہے۔ اور ان

لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔ نہ کہ ظالم اور نعدی ہستیہ ہیں۔ اگر معیت کے معنی یہ ہوں کہ وہ بذاتہ ہر جگہ ہوتا ہے تو اس سے خبر خاص و خبر عام کا تناقض لازم آتا ہے۔ اس لئے صحیح معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ از روئے نصر و تائید ان لوگوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ مِنْ إِلَهٍ - (زخرف)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے۔ اور زمین میں بھی معبود ہے۔

یعنی اُس مخلوقات کا بھی معبود ہے جو آسمانوں میں ہے۔ اور اس کا بھی الہ ہے جو زمین میں ہے۔ چنانچہ فرمایا :-

وَاللَّهُ لَمَنَّالْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (پہ ۶۱۳)

آسمانوں اور زمینوں میں عمدہ سے عمدہ باتیں اسکی شان کے شایاں ہیں۔ اور وہ زبردست ہے۔ صاحب حکمت ہے۔

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْاَلَا بِرِ كِي تَفْسِيرِ اِمَامِ اَحْمَدِ اَوْر دِيْغَرِ ائمہ علم نے اس طرح کی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے، اُمت کے سلف اور اس کے اماموں کا اس پر اتفاق ہے کہ رب تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جدا ہے۔ اُس کے اوصاف وہی ہیں جو کہ اُس نے خود بیان کئے ہیں اور جو کہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ ان میں کسی طرح کی تحریف، تعطیل، تمثیل یا چگونگی جائز نہیں۔ وہ صفات نقص سے نہیں بلکہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اور یہ معلوم ہی ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اور اسکی صفات کمال میں سے کوئی اُس کا ہمسرہ نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے :-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - (اخلاص)

اے پیغمبر کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الصمد اُس علم سے عبارت ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اُس بزرگ سے عبارت ہے جو اپنی بڑائی میں کامل ہو۔ اُس قدیر سے عبارت ہے جو اپنی قدرت میں کامل ہو۔ اُس حکیم سے عبارت ہے جو اپنی حکمت میں کامل ہو۔ اور اُس سوار سے عبارت ہے جو اپنی سروری میں کامل ہو۔ ابن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس کا جو (کھوکھلا پن) نہ ہو۔ اور احد وہ ہے جسکی نظیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام صمد سے صفات کمال سے متصف ہونا اور نقائص سے میرا ہونا مراد ہے۔ اور احد اُس صفت کو مستلزم ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اس مسئلے پر ہم سورہ اخلاص کی تفسیر اور اس سورہ کے ثلث قرآن کے برابر ہونے کے مسئلہ کی توضیح کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں۔

**حقائق دینیہ و کونییہ**

بہت سے لوگ حقائق امریہ اور حقائق خلقیہ کے مابین امتیاز نہیں کر سکتے۔ اول الذکر دین و ایمان کے ساتھ اور ثانی الذکر تقدیر و تکوین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور خلق و امر دونوں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

(۵۰)

بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر عرش پر بسوئی ہو گیا۔ ہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے۔ جو اس کے چھپے ہوئے کی جلی آتی ہے۔ اسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ کہ یہ سب زیر فرمان الہی ہیں۔ سنی بکھوکھلا ہی کی خلق ہے اور بخدا ہی کا حکم اللہ جو دنیا جان کا پالنے	إِنَّ رَبَّكَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُ حَشِيئَاتِ الشَّمْسِ وَالْمَتَّحِدُونَ الْجَبُودِ مُسْتَخَابَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
---	---

لے شیخ الاسلام کی تفسیر سورہ صافات کا اردو ترجمہ ایک دیدہ زیب اور ضخیم کتاب کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ جو خانہ محراب شریف و عبدالغنی تاجران کتب کشمیری از لاہور مولیٰ کر سکتا ہے (مترجم) خاکسار نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے کی تکلیف بھی مولانا غلام ربانی صاحب کو ہی دی تھی۔

(پہ ۵۷) | واللہ ہے۔ بابرکت ہے۔

سوا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرتے والا ہے۔ اور اس کا پروردگار اور مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو حرکت و سکون معروض وجود میں آتی ہے اسی کے حکم۔ اسی کی تقدیر۔ اسی کی مشیت۔ اسی کی قدرت اور اسی کے پیدا کرنے سے آتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا اور میرے پیغمبروں کا کلام مانو۔ میری اور میرے پیغمبروں کی نافرمانی سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے توحید و اخلاص کا حکم دیا۔ اور خدا کے ساتھ شریک کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نیکی توحید اور سب سے بڑی بدی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اللہ تعالیٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس سے کم جسکو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پہ ۵۸)

اور فرمایا:-

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اور لوگوں کو اس کا شریک بناتے ہیں اور اپنے ان معبودوں سے وہ ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ کیساتھ ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے پر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (پہ ۵۹)

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ تمسا لکناہ سب سے بڑا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے۔ حالانکہ تجھے پیدا کرنے کیا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھا لینگے۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری

رے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق اس آیت سے فرمائی ہے:-

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں - اور ناحق نارد اور کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ جسے قتل نہ حرام کر رکھا ہے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوں اور جو مذکورہ بالا گناہوں کا ارتکاب کریگا۔ وہ اپنے گناہوں کا جوازہ بھگتینگا۔ قیامت کے دن اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اور ذلیل و خوار اسی حال میں ہمیشہ رہیگا مگر جس نے توبہ کی۔ ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ اُس کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَتَمًا يَضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(پ ۱۹ ع)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عدل و احسان اور اقارب کو مالی امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اور بے حیائی، ناشائستگی اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع کیا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ متقی۔ محسن۔ عادل۔ بہت توبہ کرنے والے۔ پاک صاف رہنے والے لوگوں اور ایسے لوگوں سے محبت کرنا ہے جو اُسکی راہ میں صف بے صف کھڑے ہو کر جہاد کرتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جس چیز سے اُس نے منع کر دیا ہے اُس کا ارتکاب اُسے بہت ناپسند ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

ان سب باتوں میں جو بری باتیں ہیں وہ تیرے پروردگار کو ناپسند ہیں۔

كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئَةً عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرَهُهَا۔ (پ ۲۰ ع)

شرک سے اور والدین کی نافرمانی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اور قرابت والوں کو اُن کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اسراف سے بھی روکا اور سخیل سے بھی۔ ہاتھ کو اس صبر کیٹھ لینا کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہے۔ اور پھیلا تا تو اتہا پر جا پھینکا دونوں اسے ناپسند ہیں۔ بغیر کسی شرعی حق کے کسی کو جان سے مار ڈالنا۔ زنا کرنا۔ مال تقیم کے پاس

تک پھٹنا الایہ کہ بطریق احسن ہو یہ ساری باتیں ممنوع ہیں۔ انہی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

كُلُّ ذَاكَ كَانَ سَيِّئًا عِنْدَ  
دَيْتِكَ مَكْرُوهًا - (پہلے سچ) | ان سب باتوں میں بری ہی باتیں خدا تعالیٰ کو ناپسند  
ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اس میں راضی ہے کہ کفر اس کے بندوں سے لپٹ جائے۔ بندے کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ توبہ کیا کرے۔ چنانچہ فرمایا:-

تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ  
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (مومنون) | اے مومنو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تاکہ تم کو  
نجات ملے۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:-

أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى رَبِّكُمْ فَوَ  
الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ  
وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ  
سَبْعِينَ مَرَّةً - | اے لوگو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ مجھے اُس وقت  
کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں دن میں  
ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور اس کی  
بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:-

إِنَّهُ لَيُعَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَ  
سْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ - | یعنی میرے دل پر پردہ سا جاتا ہے۔ اور میں دن میں (۵۱)  
سوا بار خدا سے استغفار کرتا ہوں۔

سنن میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ”کہ ہم گنا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو مرتبہ (یا یہ کہا کہ سو سے زیادہ مرتبہ) کہا کرتے تھے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَ تَبَّ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے۔ میری توبہ قبول فرمے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اعمال صالحہ کو استغفار پر ختم کیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھا کرتے



تھے اور کہا کرتے تھے:-

اے اللہ تو سلام ہی۔ اور تجھی سے سلامتی ہے اے بزرگ  
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ - اور بخشش والے تو بابرکت ہے۔

یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَادِ (پ ۸) میں رات کو نماز پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔  
سورہ مزل جو کہ حقیقت میں قیام شب کی سورت ہے۔ حکم استغفار ہی پر ختم ہوتی ہے۔ فرمایا:-

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ  
تَّحِيْبٌ - اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حج کے متعلق فرمایا:-

فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَابِ فَادْكُرُوا  
اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَادْكُرُوا  
تَحْمَاهُ هَذَا كُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ  
لَمِنَ الصَّالِينَ ثُمَّ آفِضُوا مِنْ حَيْثُ  
أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ  
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (پ ۸ ع)

پھر جب عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام میں ٹھہر کر خدا کی یاد کرو  
اور اس کی یاد اُس طرف پر کرو جو خدا نے تم کو بتایا ہے اور  
اس سے پہلے تم ضرور گراہوں میں سے تھے۔ پھر جس جگہ  
سے لوگ چلیں تم بھی وہیں سے چلو اور اللہ سے مغفرت  
چاہو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آخر میں بھی اس مضمون کی آیت نازل فرمائی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اپنی زندگی کی آخری لڑائی تبوک میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-  
لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا  
فِي سَاعَةِ الْحُرْمَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ  
يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ لَمَّا  
تَابَ عَلَيْهِمْ إِذْ تَرْتِمِيمُ دُونَ رَحِيمِ

البتہ خدا نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور مہاجرین و انصار  
پر جنہوں نے تلکدستی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا جبکہ  
ان میں سے بعض کے دل ڈگلا چلے تھے۔ پھر اسی نے ان پر  
اپنا فضل کیا۔ اس میں شک نہیں کہ خدا ان سب پر  
نہایت درجے مہربان اور رحیم ہے۔ اور ان تین پر

بھی جو ملتوی رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ گئے تھے۔ اور سمجھ گئے کہ خدا سے خود اسی کے سوا اور کوئی جانے پانا نہیں۔ پھر فرماتے ان کی توبہ قبول کی۔ تاکہ وہ توبہ کئے ہیں۔ بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پا سب)

قرآن کی یہ آیت سب سے آخر نازل ہوئی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سب سے آخر

وَعَلَى الشَّانِئَةِ الَّذِينَ خَلَقُوا أَحْسَىٰ إِذَا  
صَاحَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ  
وَصَاحَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن  
لَا سَلْجَاءَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِمْ تَابَ عَلَيْهِمْ  
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

یہ سورت نازل ہوئی:-

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ  
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ  
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ  
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ  
تَوَّابًا. (پا سب)

جب خدا کی مدد آجیگی۔ اور مکہ فتح ہو گیا۔ اور تم نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ دین خدا میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اس سے گنہگار کی معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سوائے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ اپنے کام کو تسبیح و استغفار پر ختم کرے صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہ پڑھا کرتے تھے:-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔

اے اللہ ہلکے پروردگار میں تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہوں۔ اور تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے:-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَبَعْضِي  
وَأَسْرَأِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ  
بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنْ حَسَنَاتِي۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَرَبِي  
وَأَعْدِي وَخَطِيئَتِي وَعَدِي  
وَكُلَّ ذَلِكِ عِنْدِي۔ اللَّهُمَّ

اے اللہ میری خطا معاف کر۔ اور میری حالت اور میرے اہل و عیال سے درگزر فرما۔ اور اس بات سے درگزر فرما جو کہ تجھے میری بر نسبت زیادہ اچھی طرح معلوم ہے۔ اے اللہ میری ہنسی مذاہم کی باتوں اور میرے سوچے سمجھے گناہوں۔ میری بھول چوک کے تصوروں اور میرے دیدہ و دانستگان ہوں کو بخش دے۔ اے اللہ

غَفِرَ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ  
وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنْتَ -

میرے ان تمام گناہوں کو بخش دے۔ جو کہ میں نے پہلے کئے ہیں۔ اور جو  
چھپے کئے ہیں اور جو پوشیدگی میں کئے ہیں۔ اور جو کھلم کھلا کئے ہیں۔  
تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور صحیحین ہی میں آیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!  
مجھے وہ دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا  
وَلَا بَغْفِرَ إِلَّا الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ  
لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي  
(۵۲) إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ -

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا  
کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اپنی خاص مغفرت سے  
میرے گناہ بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت  
بخشنے والا مہربان ہے۔

سنن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
مجھے وہ دعا سکھائیے۔ جو میں صبح و شام پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ  
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ  
وَمَلِيكِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ  
بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ  
وَشَرِّكِهِ وَأَنْ أَقْرَبَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا  
أَوْ أَجْرًا إِلَى مُسْلِمٍ -

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور آشکارا کے  
جاننے والے ہر چیز کے پروردگار و مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ  
تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کی شر سے اور شیطان  
کی شر اور اس کے شرک سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اور اس  
بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے خلاف برائی حاصل کر لوں  
یا کسی دوسرے مسلمان کی طرف برائی کھینچ لے جاؤں۔

حضور نے ابو بکر سے فرمایا کہ یہ دعا صبح و شام اور سونے کی وقت پڑھا کرو۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے پینچال کرنا ناجائز نہیں  
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے سے مستغنی ہے۔  
بلکہ ہر شخص ہمیشہ کیلئے توبہ و استغفار کا محتاج ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور اس بارامات کو انسان نے اٹھالیا۔ بے شک وہ اکھڑا اور

وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا

۵۔ شلاسن ترمذی سنن ابی داؤد وغیرو سنن مدینہ کی وہ کتابیں جو بخاری مسلم کے سوا ہیں۔

بے سمجھ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں کو  
 جھوٹا لے عذاب اللہ المُنَافِقِينَ وَ  
 الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ  
 وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
 وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (پہا ۱۷)

سوانسان ظالم اور جاہل ہے اور مومنین و مومنات کی غایت توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے اپنی کتاب میں اپنے نیک بندوں کے توبہ کرنے اور ان کو بخش دینے کا ذکر فرمایا ہے  
 صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے عمل  
 سے جنت میں نہیں جائیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی؟ فرمایا میں بھی  
 جنت میں داخل نہ ہو سکوں گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے مجھے ڈھانپ  
 لے۔ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی منافی نہیں ہے:-

كُلُّوْا وَاشْرِكُوْا هٰذِيْنَآ بِمَا اسْلَفْتُمْ  
 فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (سورہ الحد)

گذشتہ ایام میں تم نے جو اعمال کئے ہیں۔ ان کے بسبب  
 منہ سے کھاؤ اور پیو۔

کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ و معاوضہ کی (بار) کی نفی کی ہے۔ نہ (بار)  
 سببیت کی۔ اور قرآن نے (بار) سببیت کا اثبات کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "اِذَا  
 أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا لَمْ تَنْظُرْهُ الدُّنْيَا" جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو  
 گناہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتے) اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے  
 سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں توبہ و استغفار کرنے کا خیال پیدا کر دیتا ہے۔  
 اور وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا جس شخص کا یہ خیال ہے کہ گناہ اُس شخص کو بھی  
 نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان پر اصرار کرے۔ وہ گمراہ ہے۔ کتاب و سنت اور  
 اجماع سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا مخالف ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ جو شخص  
 ذرہ برابر نیکی کریگا۔ اسے دیکھ لیگا۔ اور جو ذرہ برابر بُرائی کریگا اُسے بھی دیکھ لیگا اور  
 خدا کے جن بندوں کی مدح کی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں مذکور ہیں:-  
 وَ سَارِعُوا اِلَى الْمُغْفِرَةِ مِنْ رَبِّكُمْ

پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا بڑا ہے۔ ان پر ہنرگاروں کے لئے تیار ہے جو خوش حالی اور نیکوئی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے ہیں۔ اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنا نقصان کر لیتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اور خدا کے سوا گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون؟ اور جو کام کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ و دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ  
أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ  
يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاتِبِينَ  
الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ  
النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ  
الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا  
أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا  
لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ  
وَلَمْ يُصِطُوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ  
يَعْلَمُونَ - (پ ۵ع)

### مسئلہ تقابیر

جس شخص کا یہ خیال ہے کہ تقدیر گناہگاروں کے لئے حجت ہے۔ تو وہ ان مشرکین کی جنس سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-  
مشرکین ممکن ہے یہ حجت پیش کریں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے۔ اور نہ ہم کسی حلال چیز کو حرام کرتے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ  
اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَمَرْنَا  
مِنْ شَيْءٍ - (پ ۵ع)

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:-

جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں جھٹلاتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے عذاب کھرا چکھا۔ لے پیغمبران سے پوچھو کہ تمہارے پاس کوئی سند بھی ہے کہ اس کو ہمارے لئے نکالو۔ ترے وہموں پر پھلتے اور ترسی اٹھکیں ہی دوڑاتے ہو۔ لے پیغمبران سے کہو کہ اللہ کی محبت کامل ہے۔ وہی چاہتا تو تم سب کو رستہ دکھا دیتا۔

كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
حَتَّىٰ إِذَا قُورُوا بِأَسْئَاتِهِمْ هَلْ عِنْدَكُمْ  
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُمْ لَنَنْتَبِهِنَ إِلَّا  
الظَّالِمِينَ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ -  
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ  
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ - (پ ۵ع)

اگر تقدیر کسی کے لئے حجت ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کو (۵۳) عذاب نہ دیتا۔ اور قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون عذاب الہی سے ہلاک نہ ہوتیں۔ اور زیادتی کرنے والوں پر حدیں قائم کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ تقدیر کو حجت وہی بنا سکتا ہے جو اپنی خواہش کا پیرو ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ سے منحرف ہو۔ جو شخص تقدیر کو گناہگاروں کے لئے حجت سمجھتا ہے وہ ان سے ندمت اور عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ اُسکو چاہئے کہ جب اس پر کوئی شخص تعدی کرنے۔ تو وہ اس کی ندمت کرے اور نہ اس کو تکلیف پہنچائے۔ بلکہ اس کے نزدیک لذت دینے والی اور دکھ پہنچانے والی چیز برابر ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ کوئی بُرائی کرے یا نیکی اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ اور یہ امر طبعاً عقلاً اور شرعاً محال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُضِلِّينَ فِي الْأَرْضِ  
أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ۔ (پ ۱۲۲)

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم متقین کو گناہگاروں کی طرح قرار دیں گے۔

پھر فرمایا:-

أَفَجَعَلُ الْمُؤْمِنِينَ كَالْجَاهِلِينَ (نون)

کیا ہم مسلمین کو مجرہین کی طرح کر کے رکھینگے۔

نیز فرمایا:-

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً تَحْيَاهُمْ وَمَوْتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (پ ۱۲۸)

کیا جن لوگوں نے برے افعال کا ارتکاب کیا انہیں ہم ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے۔ جو ایمان لانے اور نیکیوں نے نیک کام کئے۔ کیا ان کا جینا مرنا برابر ہو سکتا ہے! یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہیں!۔

اور فرمایا:-

أَخْسَبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا  
وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔

کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی معرفت کے پیدا کر دیا ہے اور کیا تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے

(پ ۱۲۹)

اور فرمایا:-

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ (سوریٰ و مراءصل چیزو۔ جوامرونی کی تفسیر نہو)

سُودِي - (پ ۱۸)

تصحیح میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم و موسیٰ کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ اور آدم کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہ موسیٰ نے کہا کہ آدم! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور آپ میں روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے آپ کے لئے سجدہ کرایا۔ بائیسہ آپ کے اپنے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ آپ وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے صفت کلمی سے برگزیدہ فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات لکھی۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے آپ نے آیت لکھی ہوئی دیکھی۔ وَعَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ۔ ۱۶۔ آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ چالیس سال پہلے فرمایا تو پھر آپ مجھے ایک ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ حضور انور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آگئے۔ اس حدیث کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حدیث سے اس بنا پر انکار ہی کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ حدیث نافرمانیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو مذمت اور عذاب بر بنائے تقدیر بری قرار دیتی ہے۔ دوسرا گروہ پہلے گروہ سے بھی بدتر ہے وہ تقدیر کو حجت قرار دیتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ تقدیر ان اہل حقیقت کے لئے حجت ہے۔ جن کو اس کا شہود حاصل ہے۔ یا ان لوگوں کے لئے جنکی رائے یہ ہے کہ وہ فعل پر قادر ہی نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام پر اعتراض اس وجہ سے کیا کہ وہ ان کے باپ ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ تو بکر چکے تھے۔ یا اس لئے کہ گناہ ایک شریعت کے زمانے میں ہوا تھا اور طاعت دوسری شریعت کے دور میں۔ یا اس لئے کہ یہ دنیا میں ہو گا نہ کہ قیامت میں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو محض اس وجہ سے ملامت کیا کہ شجرہ ممنوعہ سے اُسکے پھل کھانے کی وجہ سے اس کی آئندہ نسلوں کو تکلیفیں پہنچیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو کیوں جنت سے نکال دیا۔ یہ ملامت محض اس وجہ سے نہیں تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور توبہ کی۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مستحق ملامت نہیں ہوتا۔ انہوں نے بھی توبہ کی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ تقدیر کی وجہ سے وہ ملامت سے بری ہو گئے ہیں تو وہ یہ نہ کہتے:-

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو منفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے۔ تو ہم زیاں کاروں میں سے ہو جائینگے۔	ذَبْنَا ظَلَمْنَا انْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ نَخْفِزْ لَنَا وَتَوَحَّحْنَا لَتَكُونُنَا مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (پٹ ۷۹)
--	---

مومن کو حکم ہے کہ مصائب آئیں تو صبر کرے اور راضی برضا ہو جائے۔ گناہ سزاؤں سے بچائیں تو معافی مانگے۔ توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور اپنے گناہوں سے معافی مانگ۔	فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم) وَاَسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ۔ (محمد)
--	---

سو مصائب پر صبر کرنے اور گناہوں پر استغفار کرنے کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جو مصیبت بھی آتی ہے اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ اور جو (۵۴) شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ خدا اس کے دل کو ٹھکانے سے لگا۔ رکھیگا۔	مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَجْعَلْ لِّهٖ طَرِيقًا (پٹا ۷۹)
---	--

ابن سعور رضی اللہ عنہما کا ہونے ہے کہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے مصیبت پہنچے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اللہ کا حکم ہے۔ پس وہ راضی ہو جاتا ہے۔ اور سر نہاد مہماتا ہے۔ جب مومن (۱۰) بر سار (۱۹)۔ افا (۳۱)۔ غ (۱۰)۔ کہ مصیبت آجاتا



تو وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے ہیں۔ اگر یہ مصیبت کسی اور کے گناہ کے باعث ہو۔ مثلاً کسی کے باپ نے گناہوں میں مال خرچ کر ڈالا۔ اور اسکی اولاد اس وجہ سے محتاج ہو گئی۔ تو اولاد کو مصیبت پر صبر کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اپنی قسمتوں کے لئے باپ کو ملامت کرنے لگیں تو ان کے لئے تقدیر کا ذکر کیا جائے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صبر واجب ہے۔ اور اس سے بھی اعلیٰ خدا کے حکم کے ساتھ راضی ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک رضا بھی واجب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ اور اس سے بھی بلند تر مقام اس امر کا ہے کہ انسان مصیبت کے موقع پر شکر کرے۔ اور مصیبت کو اس بنا پر نعمت الہی سمجھے کہ اس مصیبت کی وجہ سے اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اور اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ اس کے سامنے لڑکھاتا ہے۔ مخلوقات سے امیدیں قطع کر کے خالص باری تعالیٰ کی ذات پر توکل کر لیتا ہے۔ ہے گمراہ اور سرکش لوگ سو وہ تو گناہ کرنے اور اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے وقت تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکیاں سرزد ہونے لگیں تو وہ انہیں اپنی فضیلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کسی عالم نے کہا ہے کہ تو طاعت کے وقت تو قدرتی ہے اور نافرمانی کے وقت جبری۔ جو مذہب تیری خواہش کے موافق ہو جائے تو اسی کا ہو رہتا ہے، اچھے لوگ اور ہدایت یافتہ لوگ جب نیکی کرتے ہیں تو ان کو یہ شہود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ نیکی کرائی ہے۔ وہی ہے جس نے ان پر انعام فرمایا۔ ان کو مسلمان بنایا۔ ان کو پابند نماز کیا۔ ان کے دل میں تقویٰ ڈالا۔ اس کے سوا کسی کو طاقت و توانائی نہیں ہے۔ ان اہل ہدایت و ارشاد کو اللہ تعالیٰ تقدیر کے شہود کے ذریعے سے خود پسند لوگوں کو

۱۳۴ قدری جیہ کہے کہ جو کام ہوتا ہے تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ۱۳۴ جبری وہ ہوتا ہے جو کہے کہ میں برائی کرنے پر مجبور ہوں۔

۱۳۴ جب وہ کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ امر تقدیر میں لکھ رکھا تھا کہ ہم فلاں شخص کے ساتھ یہ نیکی کریں گے۔ اس وجہ سے ان کے دل میں فخر نہیں پیدا ہوتا اور نہ احسان جتانے کے فعل مذموم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

احسانِ خیلانے، اور دکھ دینے، جیسی رذیل عادتوں سے بچانا ہے۔ اور جب ایسے لوگ کوئی بُرا کام کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور اسکی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے:-

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں یرا بندہ ہوں۔ جہاں تک مجھ میں طاقت ہے میں تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کچھ کی برائی سے میں تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تیرے فضل و کرم سے جو کہ مجھ پر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گنہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو مجھے سزا کرے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو گنہوں کو معاف کرے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ  
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ  
شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوؤُكَ لَكَ بِنِعْمَتِكَ  
عَلَيَّ وَأَبُوؤُ بِيذْ نَبِيِّي نَا غُفْرِي لِي فَإِنَّهُ  
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

جو شخص یقین کے ساتھ صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اور اسی رات مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کر دیا ہے اور تمہارے مابین بھی ظلم کی تحریم کر دی ہے۔ اس لئے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! دن رات تم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا۔ سو مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ میں تمہیں معاف کر دوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر وہ بھوکا نہیں جسے میں کھانا کھلا دوں۔ اس لئے مجھ سے کھانا مانگو کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ ننگا نہیں جسے میں کپڑا پہنا دوں۔ اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو۔ کہ میں تمکو کپڑا پہنا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب رستہ بھول جانے والے ہو۔ مگر وہ گمراہ نہیں جسے میں رستہ بتا دوں۔ مجھ سے رستہ معلوم کرنے کے لئے



حالانکہ اول الذکر کتاب وسنت کی بتائی ہوئی شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بھیجی ہے۔ اس سے کسی مخلوق کو خروج جائز نہیں۔ اور اس سے وہی خروج کرتا ہے جو کافر ہو۔ آخر الذکر وہ ہے جسکی صحت و سقم یقینی امر نہیں ہے۔ کیونکہ حاکم کبھی ٹھیک فیصلہ کرتا ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ یہ بھی اُس وقت جب کہ وہ عالم و عادل ہو۔

### مجسٹریٹوں کی تین قسمیں

ورنہ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قاضیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی۔ جس آدمی کو حق معلوم ہو گیا اور اُس نے حق ہی پر فیصلہ دیا وہ جنتی ہے۔ جس آدمی نے جہالت میں فیصلہ کر دیا وہ دوزخی ہے۔ اور جسکو حق معلوم ہو گیا اور فیصلہ اس کے خلاف دے دیا۔ وہ بھی دوزخی ہے۔ عالم و عامل قاضیوں میں سب سے بہتر سردار بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ صحیحین میں ان سے ثابت ہے کہ اپنے فرمایا ”تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ اور ممکن ہے تم میں سے بعض دوسرے کی بہ نسبت حجت پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہوں۔ بہر حال میں تو فیصلہ اس کے مطابق دیتا ہوں جو کہ میں سُن لوں۔ اس لئے جس شخص کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا جائے کہ اسے اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ ناجائز طور پر مل گیا ہو تو وہ نہ لے۔ کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔“ سید الانام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے حق میں اُسکے بیان منکر کچھ فیصلہ ہو جائے اور حقیقت میں اُس شخص کا حق نہ ہو تو اس کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ مطلق اطلاق کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ جب اپنے خیال میں شہاد و اقرار کی مثل شرعی حجت پر کوئی فیصلہ کرے۔ اور حقیقت ظاہر کے خلاف ہو۔ تو جس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے اس فیصلے کے مطابق چیز لے لینا حرام ہے۔ اگر عقود مثلاً نکاح اور فسخ نکاح کے بارے میں بھی ایسا فیصلہ صادر ہو جائے۔

تو اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ جس کے حق میں فیصلہ ہو جائے وہ فیصلہ سے فائدہ نہ اٹھائے امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دو قسموں میں فرق کیا ہے۔ جب لفظ شرع و شریعت سے مراد کتاب و سنت (۵۶) ہو تو اولیاء اللہ میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور نہ کسی اور کو اس کا اختیار ہے کہ اس سے خروج کرے۔ اور جس کا خیال ہو کہ اولیاء اللہ میں سے کسی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت کرنے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ معلوم ہے اور وہ ظاہری باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے تو وہ کافر ہے۔ جو شخص اس مسئلے میں موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ سے استدلال کرتا ہے۔ وہ دو وجوہ سے غلطی پر ہے۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی طرف مبعوث نہ تھے۔ اور نہ خضر علیہ السلام پران کی پیروی واجب تھی۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن و انسان کے لئے ہے۔ اگر بالفرض یہ رسالت کسی ایسے آدمی تک بھی پہنچ جائے جو خضر۔ ابراہیم۔ موسیٰ اور عیسیٰ سے افضل ہو۔ تو اس پر بھی اس رسالت کا اتباع واجب ہوگا۔ تو خضر علیہ السلام خواہ نبی ہوں یا ولی کیوں اتباع نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں سے کچھ مجھے سکھا دیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ اور اسی نے اپنے علم سے کچھ آپ کو سکھا دیا ہے جس سے میں آگاہ نہیں۔ جن و انسان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو اور پھر وہ ایسی بات کہے۔ دوسرے جو کام خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خلاف نہیں تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو وہ اسباب معلوم نہیں تھے جن کی بنا پر وہ کام جائز تھا۔ جب خضر علیہ السلام نے وہ اسباب بیان کر دیئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام لے اذخاف مخالفین امام ابن تیمیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام کس قدر امام ابوحنیفہ کی عزت کرتے ہیں +

نے اس پر ان کی موافقت کی۔ کیونکہ کشتی کو ظالم و غاصب کے دلدان از و حرص سے بچانے کے لئے توڑ ڈالنا اور پھر اسکو اہل کشتی کی مصالحت کے لئے بطور احسان مرت کر دینا جائز ہے۔ اور حملہ آور موذی کو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور جس کے قتل کئے جانے کے بغیر اس کے والدین تکفیر سے نہ بچ سکیں۔ اس کا قتل جائز ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نجدہ حروری نے پوچھا کہ بچوں کے قتل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ تو فرمایا کہ اگر آپ کو ان کے متعلق وہ بات معلوم ہو جائے۔ جو خضر علیہ السلام کو بچہ معلوم کے متعلق معلوم ہوئی تھی تو ان کو قتل کر ڈالئے۔ ورنہ نہ قتل کریں (رواہ البخاری) رہا بلا معاوضہ یتیم کے ساتھ احسان کرنا اور بھوک پر صبر کرنا تو یہ اعمال صالحہ میں سے ہے۔ اس میں کوئی امر شریعت الہی کے خلاف نہ تھا۔ لیکن جب شریعت سے مراد حاکم کا فیصلہ ہو۔ تو وہ کبھی عادل ہوتا ہے۔ کبھی ظالم ہوتا ہے۔ کبھی درست ہوتا ہے۔ اور کبھی غلطی کرتا ہے۔

ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام

کبھی شریعت سے ابوحنیفہؒ، ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، لیث بن سعد، شافعی، احمد، اسحاق، داؤد وغیرہ ائمہ فقہ کا قول مراد ہوتا ہے۔ سو یہ لوگ اپنے اقوال کے لئے کتاب و سنت سے دلیل لیتے ہیں۔ جب کوئی مقلدان میں سے کسی کی تقلید حسب گنجائش کرے تو جائز ہے۔ اور اگر اس کی تقلید نہ کرے تو کسی اور کی تقلید بشرط گنجائش کر لے تو جائز ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا اتباع تمام امت پر اس طرح واجب نہیں ہے۔ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے، اور نہ ان میں سے کسی کی تقلید اس شخص کی تقلید کی طرح جو کہ بغیر علم کے بحث کرتا ہے، حرام ہے + البتہ جو شخص غیر شریعت کو شریعت سے منسوب کرے۔ تو یہ تبدیل کی قسم سے ہے۔ اور غیر شریعت سے مراد اپنی گھڑی ہوئی باتیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف نصوص کی تاویل اور دیگر اس طرح کی لغو باتیں ہیں۔ شرع منزل شرع مؤول۔ اور شرع مبدل کے درمیان فرق کرنا اسی طرح ضروری ہے۔

جس طرح حقیقت کونیہ اور حقیقت دینیہ امریہ کے مابین فرق کرنا ضروری ہے اور جس طرح اس مذہب میں جس کی دلیل کتاب و سنت سے لی گئی ہو اور اس مذہب (۵۷) میں جس میں صاحب مذہب کے ذوق اور وجدان پر اکتفا کیا گیا ہو فرق کرنا لا بدی ہے۔

### اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارسال کلام اور جعل دینیہ اور کونیہ میں فرق واضح کر دیا ہے۔ یہ ارادہ کونیہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اسے پسند نہ کرے اُس سے راضی نہ ہو۔ اُس پر عمل کرنے والوں کو ثواب دے۔ اور نہ ان کو اپنے متقی اولیاء میں شامل کرے۔ ارادہ دینیہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اُسے مشروع کیا۔ اُسے پسند کیا۔ اس پر عمل کرنے والوں کو ثواب ہو۔ معزز قرار پائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے متقی دوستوں۔ اس کے صاحب صلاح و فلاح جتھے اور اس کے غالب ہونے والے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ ارادہ کونیہ و ارادہ دینیہ میں فرق کرنا ان عظیم ترین امور میں سے ہے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ جس سے رب تعالیٰ وہ کام لے جو کہ اُسے محبوب و پسندیدہ ہوں۔ اور وہ شخص اسی حالت میں مر جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے کام ایسے ہوں۔ جن سے پروردگار ناراض ہو۔ اور مرتے دم تک ایسے ہی افعال کا ارتکاب کرتا رہے تو وہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔ ارادہ کونیہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت کا نام ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہوتی ہے۔ اور تمام مخلوقات اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کونیہ میں شامل ہے۔ اور ارادہ دینیہ میں اس کی محبت شامل ہے۔ اور اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اسے دین اور شریعت قرار دیا ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ | جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے

سینے کو وہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے ۳  
گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو وہ تنگ اور بھیجا  
ہوا کر دیتا ہے۔ گویا اُسے آسمان پر چڑھنا  
پڑتا ہے۔

صَدْرَهُ يَلَّا سَلَامًا وَمَنْ يَرُدَّ آتَانَ  
يُضِلَّهُ، يَجْعَلُ صَدْرَهُ حَبْتًا حَرَجًا  
كَأَنَّهَا يَسْتَعْقِدُ فِي السَّمَاءِ -  
(پ ۲۴)

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:-

اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارا بہکانا منظور ہو تو میں تمہاری  
خیر خواہی کرنا چاہوں بھی تو میری خیر خواہی تمہارے  
کام نہیں آسکتی۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُفَعِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ  
أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ  
يُغْوِيَكُمْ - (پ ۲۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی مصیبت ڈالنی چاہے  
تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی  
حامی و مددگار بھی نہیں۔

وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ يَقُومُ سُوءًا فَلَا  
مَرَدَ لَهُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ  
ذَالٍ - (پ ۲۴)

اور دوسرے پائے میں فرمایا:-

اور جو شخص بیچارہ ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے ایام میں  
سے اتنے ہی دن شمار کر کے روزہ رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ  
تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہارے  
ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ  
فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ  
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ  
(پ ۲۴)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔  
بلکہ وہ تم کو سستھا رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ  
تم پر اپنا احسان پورا کرے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ  
وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَيُنِيعَ نِعْمَتَهُ  
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - (پ ۲۴)

نکاح کے حلال اور حرام امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

اللہ چاہتا ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا



ان کے طریقے تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کئے اور تم کو انہی کے طریقوں پر چلائے۔ اور تم پر مہر کی نظر رکھے۔ اور جو لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بھٹک کر بہت دور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

سُنُّنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ  
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، وَاللَّهُ يُرِيدُ  
أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ  
يَتَّبِعُونَ الشَّهْوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا  
عَظِيمًا، يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ  
وَدَخَلَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا. (پ ۷۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امر و نہی ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:-  
اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے  
ہر طرح کی گندگی دور کرے۔ اور تمہیں اچھی  
طرح پاک کرے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ  
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا -  
(پ ۷۲)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی باتوں کا حکم دیا ہے۔ جن سے تمہاری گندگی دور ہو جائے۔ اور تم صاف ستھرے ہو جاؤ۔ یعنی گندگی کو دور کرنے والے کاموں کا حکم دیدیا گیا ہے۔ جس نے اس حکم کی اطاعت کی وہ پاک ہو جائیگا۔ اس سے گندگی دور ہو جائیگی۔ اور جو نہ مانے گا۔ اس سے گندگی دور نہ ہو سکیگی۔

رہی امر کی سبب سوا امر کوئی کے متعلق فرمایا:-

بجز ان نیست کہ کسی چیز کے لئے ہمارا امر یہ ہے کہ  
کہ جب اس کا ارادہ کریں تو ہم اس کے لئے کہیں کہ  
ہو جا، پس ہو جائے۔

إِنَّمَا أَمْرُنَا لِنَسْتِ إِذَا أَرَدْنَا  
أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ -  
(سورہ نحل)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ہمارا کام تو بس ایک بات ہوتی ہے۔ جیسے آنکھ  
کا بھپکانا۔

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ  
بِالْبَصَرِ. (پ ۷۰)

اور فرمایا:-

آیا اسی کے پاس ہمارا حکم رات کو یاد دل کو پھر ہم (۵۸) نے اس کا ایسا ستر اڑو کیا۔ گویا کل اس کا نام و نشان ہی نہ تھا۔

أَتَاهَا أَمْرٌ نَالِيًّا أَوْ نَهَارًا  
تَجَعَّدْنَهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَعْنَنَّ  
يَا الْأَمْسِ - (پ ۸)

امردینی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور احسان کرنے کا اور قربت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بے حیائی کے اور ناشائستہ کاموں اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو۔

إِنَّ اللَّهَ يَا مَرْكُومًا بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِتْيَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - (پ ۱۹)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو ادا کر دیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان حکم بنو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی نصیحتیں کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَا مَرْكُومًا تُوذُوهُ وَالْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا - (پ ۵)

رہا اذن سو سحر کا ذکر کرتے ہوئے اذن کوئی کا ذکر فرمایا:-

اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا نصیحت نہیں پہنچا سکتے۔

وَمَا هُمْ بِصَادِقِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ - (پ ۲۲)

یہاں اذن سے مراد اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت ہے۔ ورنہ سحر کو اللہ تعالیٰ نے ہرگز مباح نہیں کیا۔ اذن دینی کے متعلق فرمایا:-

کیا ان لوگوں نے خدا کے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایک رستہ تیار کیا ہے۔ جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ - (پ ۲۴)

اور فرمایا :-

ہم نے تجھ کو اہی دینے والا - بشارت دینے والا - عذاب الہی سے ڈرانے والا - اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

إِنَّا أَمَرْنَا سُلَيْمَانَ بِأَنْ يَخُذَ أَلْيَةَ الْكَافِرِ وَأَلْيَةَ الْكَافِرِ أَلْيَةٌ مِّنْ أَلْيَةِ الْكَافِرِ  
(پہ ۶۳)

اور فرمایا :-

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے - وہ محض اس لئے بھیجا ہے - کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے -

وَمَا أَمَرْنَا مِثْرَةَ سُلَيْمَانَ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ  
(پہ ۶۴)

اور فرمایا :-

اے مسلمانو! کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ ڈلے ہیں - یا ان کو اپنی جڑوں پر قائم چھوڑ دیا ہے - وہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہوا۔

مَا تَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ أَوْ نَرْتَمُوهُمَا فَإِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّصْرَعَةٌ  
(پہ ۶۵)

تقضا کی بھی یہی حالت ہے - قضائے کوئی کے متعلق فرمایا :-

اس کے بعد دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے -

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ  
(پہ ۶۶)

اور فرمایا :-

جب امر طے ہو جاتا ہے تو بس اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جاوے پس ہو جاتا ہے -

إِذَا قَضَيْتُمْ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ  
(پہ ۶۷)

تقضائے دینی کے متعلق فرمایا :-

نیر - پروردگار نے فیصلہ کر دیا - کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو -

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ  
(پہ ۶۸)

یہاں قضی سے مراد امر یعنی حکم کیا ہے - نہ کہ مقدر کیا - کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی معبودان باطل کی پرستش ہوتی ہے - جیسا کہ کئی

بلکہ خیر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ  
هُوَ لَآءِ شَفَعَاءِنَا عِنْدَ اللَّهِ - (پ ۷ ع)

اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی مخلوق کی پرستش کرتے ہیں۔  
جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی اور نہ نفع دے سکتی  
ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ لوگ ہماری  
سفارش کرنے والے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا :-

أَفَرَأَيْتُمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَأَنْتُمْ  
وَأَبَاؤُكُمْ أَلَا قَدْ مَوَّنَ قَوْمُكُمْ عَدُوًّا  
لِي الْأَدْبِ الْعَالَمِينَ - (پ ۷ ع)

تم نے دیکھا یا جن کی تم اور تمہارے پہلے آباء و اجداد  
پوجا کرتے تھے، بے شک وہ میرے دشمن ہیں۔ میرا  
دوست صرف پروردگار عالم ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي  
إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا  
لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ مِنكُمْ وَمِمَّا  
تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ  
وَبَدَّأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ  
الْبِغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ  
وَحَدَاةُ الْإِقْوَالِ إِبْرَاهِيمَ لِأَنَّهُ  
لَا يَسْتَعْظَمُ نَفْسَ لَكَ وَمَا أَمْرُكَ لَكَ  
مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ - (پ ۷ ع)

مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے تمہارے  
لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گا رہے۔ جبکہ انہوں نے  
اپنی قوم سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان مبدووں  
سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ سروکار نہیں۔  
ہم تم کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت  
اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے ہو  
جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے  
اپنے باپ سے اتنی بات کہی۔ کہ میں تمہارے لئے ضرور  
منفرت کی دعا کروں گا۔ اور تمہارے لئے خدا کے آگے میرا  
کچھ زور تو چلتا نہیں کہ زبردستی تم کو بخشتا ہوں۔

اور فرمایا :-

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ  
مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

اے پیغمبر کہدو کہ اے کافر! جسکی تم پوجا کرتے ہو۔  
اسکی میں عبادت نہیں کرتا۔ اور جسکی میں عبادت کرتا ہوں

مَا عَبَدُ وَلَا أَعْبُدُ مَا عَبَدْتُ  
وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا عَبَدُ  
لَكُمْ دِينِكُمْ وَدِينِ  
(سورہ کافرون)

اسکی تم عبادت کرنے والے نہیں۔ اور نہ آئندہ میں تمہارے  
معبودوں کی اور تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے  
ہو۔ تمہارا دین تمہارے لئے۔ اور میرا دین مجھے  
لئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین سے بیزار ہے۔ نہ کہ  
راضی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا:-

فَإِنْ كَذَّبْتُمْ فَلِي عَمَلِي  
وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُوا  
أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ - (پ ۱۷)

اگر وہ تمہیں جھٹلاؤں تو تمہارے کام میرے لئے میرا عمل۔  
اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم میرے کاموں سے بیزار  
ہو اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

جس بے دین کا یہ خیال ہو کہ اس سے مذہب کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی  
رضا مندی ظاہر ہوتی ہے وہ کافر ترین اور کاذب ترین لوگوں میں سے ہے۔ جیسا کہ وہ  
شخص جو کہتا ہے کہ دَقَضِي رَابِعٌ مِيْن قَضِيٍّ قَدْ دَعَا - اور اللہ تعالیٰ جس  
چیز کے متعلق قضا فرمائے۔ وہ ضرور واقع ہوتی ہے۔ اور جو شخص بت پرستوں کے  
متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ خدا پرست ہیں۔ وہ اللہ کی کتابوں کے سب سے بڑے  
کافروں میں سے ہے۔

لفظ بَعَثَ کے بھی اسی طریق پر دو استعمال ہیں۔ بَعَثَ كَوْنِي كَمَا مَتَلَقَ اللّٰهُ  
ننہ نے فرماتا ہے:-

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ  
عِيَادًا لِّتَأْتُوا بَأْسَ شَدِيدٍ مِّنْ جَانِبِنَا  
خِلَالِ اللَّيْلِ يَارِوْكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا  
(پ ۱۷)

تو جب ان نساہوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا  
تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے وہ بندے اٹھا کر  
کئے۔ جو بڑے سخت گیر تھے۔ اور وہ شہروں کے اندر  
پھیل گئے۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔

بَعَثَ دِينِي كَمَا مَتَلَقَ اللّٰهُ

وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی  
هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا

میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔ جو ان کو ان کی اُنٹیں پڑھ پڑھ کر سناتا۔ ان کو کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک مٹا (۵۹) کرتا۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ  
يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ  
الْحِكْمَةَ - (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اور ہم ہر ایک امت میں کوئی کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں۔ کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور شیطان کے اغوا سے بچتے رہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا  
لِيَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ  
(پ ۱۷ ع)

اسی طرح لفظ ارسال کی دو صورتیں ہیں۔ ارسال کوئی کے متعلق فرمایا:-

کیسا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو اکساتے رہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى  
الْكَافِرِينَ تَؤْتُهُمْ آيَاتِنَا - (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

وہ اُمتوں کے ہیں جو اپنی رحمت کے آگے آکھے ہواؤں کو بطور بشارت بھیجتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا  
بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِهِ - (سورہ فرقان)

ارسال دینی کے متعلق فرمایا:-

ہم نے تجھے شہادت دینے والا۔ بشارت دینے والا اور عذاب دینے والا کرنے والا کر کے بھیجا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا  
وَمُنذِرًا - (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ -  
(پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

ہم نے تمہاری طرف رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا  
عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ  
رَسُولًا - (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا  
وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷ع)

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغمبر منتخب کرتا ہے۔  
لفظ جَعَلَ بھی دو طریق پر مستعمل ہے۔ جعل کوئی کی مثال اس آیت کریمہ میں ہے:-  
وَجَعَلْنَا هُمْ آيَةً يَذْعَبُونَ إِلَىٰ  
ااور ہم نے وہ دوزخ کی طرف بلانے والے پیمانے بنائے۔  
الثَّارِ - (تقصص)

جعل دینی کے متعلق فرمایا:-

بِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ  
مَثَلًا جَا - (پک ۱۱ع)

تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور ایک طریقہ۔

اور فرمایا:-

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ  
وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ - (پک ۳۷ع)

نذوہہ بحیرہ ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام ان میں سے کوئی چیز اللہ نے نہیں ٹھہرائی۔

لفظ تحریم کے بھی دو استعمال ہیں۔ تحریم کوئی کی مثال یہ ہے:-

وَحَرَّمَ مَنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ  
(پک ۳۷ع)

ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے انانوں کے دودھ حرام کر دئے تھے۔

اور فرمایا:-

فَاتَّهَمَّا حُرْمَةً عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً  
يَتَذَكَّرُونَ فِي الْأَرْضِ - (پک ۷۸ع)

پس وہ زمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اس عرصے میں بھٹکے بھٹکے پھرا کریں۔

لہ بحیرہ۔ کن پٹی اونٹنی۔ وہ ایک طرح کی سانڈ ہوتی تھی۔ جوتوں کے نام پر کان چھانڑ کر چھوڑ دی جاتی تھی

اور پھرا سکو کوئی ذوہ نہیں سکتا تھا + لہ سائبہ۔ سانڈ جن سے کوئی کار خدمت نہیں لیا جاتا +

لہ وصیلہ۔ وہ اونٹنی جس کے پلہونگی کے اوپر تلے کے دو بچے مادہ ہوں۔ اس کو بزرگ سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے +

لہ حام۔ شتر زبکی نسل سوکھی بچے ہو گئے ہوں۔ ان عمر میں اسکو خدمت سے محروم کر دیا کرتے تھے یہ او اس طرح کی اونچند

دہی میں اہل عرب میں جو انہیں اہل ہند میں بھی بعض میں اس طرح کی موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے ان رسموں کی بدعت فرمائی ہے +

تحریم دینی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَ  
لَحْمُ الْحَيْزِرِ وَمَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ -  
اور فرمایا :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَمْهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ  
وَآخْوَانُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَ  
بَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ (پ ۷۴ع)

کلمات کونبیہ کے متعلق فرمایا :-

وَصَدَقَاتُكُمْ بِلَهْمِ رَبِّهِنَّ وَكُتْبِهِنَّ  
(پ ۲۰ع)

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سزا بت ہو کہ وہ فرمایا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَاتِ كُلِّهَا  
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ غَضَبِهِ وَ  
عِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ  
الشَّيَاطِينِ وَإِنْ يُحْضِرُونَ -  
میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات تاملہ کے ساتھ مخلوقات  
کی شر سے اور اس کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس  
کے بندوں کی شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے  
اور اس سے کہ وہ میسر پاس آئیں، پناہ  
مانگتا ہوں -

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اترے اور یہ پڑھے -

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تاملہ کے  
ساتھ اس کی مخلوق کی شر سے پناہ مانگتا ہوں ۲ توجب تک وہ اس منزل میں بیٹھا  
اُسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائیگی -

نیز آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَاتِ الَّتِي  
لَا يُجَاوِزُ دُهْنُ بَرْزَخٍ وَلَا فَا جِرْهُنَّ

میں اللہ کے ان کلمات تاملہ کے ساتھ جن سے ذبیح  
تجاوز کر سکتا ہے - اور نبرد - زمین میں پیدا ہونے والی



چیزوں کی شکر سے اور زمین سے نکلنے والی چیزوں کی شکر سے رات اور دن کے فتنوں کی شکر سے اور ہر اس چیز کی شکر سے جو رات کو آئے پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کوئی رات کو آنے والا بھلائی کے ساتھ آنے اے رحمن۔

شَكَرًا مَا ذَرَأْتِي الْأَرْضِ وَمِنْ  
شَيْءٍ مَا يُخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَيْءٍ  
فِتْنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنْ شَيْءٍ طَارِقٍ  
إِلَّا طَرَفًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ -

اللہ تعالیٰ کے کلمات نامتہ وہ ہیں جن سے اس نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور اس کی تکوین۔ اس کی مشیت اور اس کی قدرت سے نیک و بد کوئی خارج نہیں۔ کلمات دینیۃ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اوامر و نواہی ہیں۔ جو کہ ان میں درج ہیں۔ نیک لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور بد کردار ان کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیا متقین اس کے کلمات دینیۃ۔ اس کے جعل و دینی۔ اس کے اذن و دینی اور اس کے ارادہ دینیۃ کے مطیع ہیں۔ اور ان کلمات کو نیت میں جن سے نیک و بد کسی کو مجال تجاوز نہیں تمام مخلوقات شامل ہے حتیٰ کہ ابلیس۔ اس کے لشکر۔ تمام کفار اور تمام اہل نار کلمات کو نیت میں شامل ہیں۔ اگرچہ لوگ پیدائش۔ مشیت اور تقدیر میں باہم مجتمع ہیں۔ لیکن امر و نہی۔ محبت و رضا اور غضب میں مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مستحق اولیا وہ ہیں جو حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جس کام میں خدا کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے مقدر پر صبر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اور اس کے دشمن جو کہ شیطان کے دوست ہیں وہ اگرچہ اس کی قدرت سے باہر نہیں لیکن وہ ان سے ناراض ہے۔ ان پر غضب نازل کرتا ہے۔ ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا موقع دوسرا ہے۔ یہاں میں نے بطور آگاہی اولیا و الرحمن اور اولیا الشیطان کے بڑے بڑے مختلف اوصاف یکجا جمع کر دئے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کے اوصاف کا جامع فرق یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کہاں تک رسول اکرم کی

(۶۰)

پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی تو ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے سعید و ستونوں اور اپنے شقی دشمنوں۔ اپنے اہل جنت اولیاء اور اپنے اہل دوزخ اعداء۔ اپنے اہل ہدایت و رشاد اولیاء اور مفسد۔ نابکار اور گمراہ دشمنوں کے مابین فرق کیا ہے اور آپ ہی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے جو کہ شیطان کا جتھا ہیں اپنے ان دوستوں کو ممتاز فرمایا۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح قدس سے مؤید فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اے پیغمبر! جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم مخالفین خدا و رسول کے ساتھ دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (نپ ۲۳ ع)

اور فرمایا:-

اُس وقت کو یاد کرو۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مومنوں کو مضبوط کرو۔ میں عنقریب کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا۔ پس کافروں کی گردنوں پر مارو۔ اور ان کے تمام پوروں پر مارو۔

إِذْ يُوحَىٰ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعَابِ فَاصْبِرُوا فَوْقَ الْأَعْيَانِ وَاصْبِرُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (پ ۱۶ ع)

اپنے دشمنوں کے متعلق فرمایا:-

بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِدُوكُمْ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین جن انس کو دشمن بنایا۔ دھوکا دینے کے لئے ان میں سے ایک دوسرے کو کھینچی چٹری باتیں کہ بھیجتا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَشَيْطَانًا الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُرِجِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (پ ۱۸ ع)

اور فرمایا:-

هَلْ أَنْتُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزَلُ  
الشَّيْطَانُ تَنْزَلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَتَيْتُمْ  
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَالْكَشْرُوهُمْ كَاذِبُونَ  
وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ  
أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ  
يَهِيمُونَ وَآنَهُمْ يَقُولُونَ مَا  
لَا يَفْعَلُونَ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا  
اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ  
بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

(پ ۱۹ ع ۱۰)

اور فرمایا:-

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ  
وَمَا لَا تُبْصَرُونَ إِنَّهُ لَقَوْلُ  
رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ  
شَاعِرٍ، قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ -  
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَدَّكَّرُوكَ  
تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ  
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو۔ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ  
کس پر شیطان اُتر کرتے ہیں۔ ہاں تو وہ اُتر کرتے  
ہیں ہر جھوٹے بدکردار پر کہ شیطان سنی سنائی بات  
اُن پر افکار دیتے ہیں۔ اور ان میں تمہارے توڑے  
جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ  
کرتے ہیں۔ اے مخالف کیا تو نے اس پر نظر نہیں کیا کہ  
شاعر لوگ بیخیالی دادی میں سرگردان پڑے  
پہر کرتے ہیں۔ اور اسی باتیں کہا کرتے ہیں جو خود  
نہیں کرتے۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں  
نے نیک عمل کیے۔ اور کثرت سے خدا کا ذکر کیا۔ اور  
مظلوم ہونے کے بددعا لیا۔ ایسے شاعر مورد الزام  
نہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو جلد ہی معلوم  
ہو جائیگا۔ کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

تو جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیز تم کو نہیں  
دکھائی دیتی۔ ہم ترسب ہی کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ یہ  
قرآن کلام ہے ایک مغز فرشتے کا۔ اور یہ کسی شاعر کی بات  
نہیں ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ  
کسی حاضر آتی عامل کے متکے ہیں۔ تم لوگ بہت ہی کم  
غور کرتے ہو۔ یہ کلام پروردگار عالم کا اتار ہوا ہے  
اور اگر پیغمبر زبردستی کوئی بات ہمارے سر چپکتا تو ہم  
نے خونوں کی طرح اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اُڑا

دی ہوتی۔ اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہیں سکتا۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پر سبیر گاموں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے بھی ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے موجب حسرت ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ یقیناً برحق ہے تو اے پیغمبر تم اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِيزٌ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ  
(پ ۲۹ ب)

اور فرمایا:-

تو نصیحت کئے جاؤ کہ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو تم عامل ہو اور نہ مجنون ہو۔ کیا لوگ تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم اس کے بلے میں زمانے کی گردش کا انتظار کرتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ بہت اچھا تم بھی انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو یہ سکھاتی ہیں۔ یا یہ لوگ شریر ہیں یا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنایا ہے۔ بلکہ یہ بیان ہی نہیں لانا چاہتے۔ سو اگر سچے ہیں تو اس طرح کا کلام یہ بھی بنا کر لائیں۔

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا كَجُنُونٍ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ سَوَّيَبِ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُرَبِّصِينَ - أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَهْلَاءُهُمْ هَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاعُونَ - أَمْ يَقُولُونَ نَقُولُ بَلْ لَأَيُّوبُ مُلُونٌ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ - (پ ۲۹ ب)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے منترہ قرار دیا ہے جن کا تعلق شیاطین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ لوگ عامل۔ شاعر اور مجنون ہوتے ہیں۔ اور بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ اور معزز فرشتہ ان کے پاس قرآن لایا ہے۔ فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے اپنے اچھے منتخب (۶۱)

اللَّهُ يَصْطَلِفُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا

کرتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷)

اور فرمایا:-

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
نَزَلَ بِرُوحِ الْمَلَكِ عَلَى قَلْبِكَ  
لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ  
عَرَبِيٍّ مُبِينٍ - (پک ۷۸)

اور فرمایا:-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ  
نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (پک ۷۹)

اور فرمایا:-

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ  
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ  
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ  
إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ  
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ وَإِذَا بَدَلْنَا آيَةً  
مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَنْزِلُ قَالُوا  
إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ  
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُّوسِ مِنْ رَبِّكَ  
بِإِذْنِ رَبِّكَ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا  
وَلِيُخْرِجَهُمُ الْبَغْضَاءَ مِنَ الْمَسْلَمِينَ

(پک ۷۹)

اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پر دوزخ کا عالم کا اتارا ہوا ہے  
اس کو جبرئیل امین نے سلیس عربی زبان میں تمہارے  
دل پر اتارا کیا ہے۔ تاکہ اور پیغمبروں کی طرح تم بھی لوگوں  
کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

اے پیغمبر کہو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے۔ ہوا کرے اس  
نے تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن تیرے دل پر اتارا کیا ہے

تو اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود  
کے دوسوسوں سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ جو لوگ  
ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں  
ان پر تو اس کا کچھ قابو نہیں چلتا۔ اس کا قابو چلتا ہے تو  
ان لوگوں پر جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور جو خدا کا شریک  
ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم کسی آیت کے بدلے آیت بھیجتے ہیں  
اور اللہ تعالیٰ اپنی نازل کی ہوئی باتوں کی ہمتوں کو خوب  
سمجھتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے دل سے بنا لیتا  
ہے۔ بلکہ بات یوں ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں  
ہے پیغمبر اکہم کہ حق یہ ہے کہ اس قرآن کو تمہارا پروردگار  
کی طرف سے روح القدس یعنی جبرئیل لے کر آئے ہیں۔  
تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مضبوط کرے اور مسلمان کے لئے  
ہدایت اور خوشخبری ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل کا نام روح الامین و روح القدس رکھا ہے۔ اور فرمایا :-

فَلَا أَقِيمُ بِالْحُنَّسِ الْجَوَارِيَا | تو ہم کو ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے اے پیچھے کو  
انکس۔ (پت ۷۴) | ہٹنے لگتے ہیں۔

ان سے وہ ستارے مراد ہیں جو اپنے طلوع سے قبل آسمان میں روپوش ہوتے ہیں۔ اور جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ لوگوں کو چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتے ہیں تو وہ اپنی کناس (قیامگاہ) کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جو ان کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ - (پت ۷۴) | رات کی قسم جب اسکی سیاہی جاگتی چلی جاتی ہے۔

عَسَسَ سے مراد اذکر ہے۔ یعنی جب رات پٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے اور صبح آ جاتی ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (پت ۷۴) | اور صبح کی قسم جسوقت اسکی پو پھوٹی ہے۔

تَنَفَّسَ سے مراد صبح ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ | ایک معزز ایچی کا پہنچایا ہوا پیغام ہے۔

اس ایچی سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ | بڑی قوت والا ہر صاحب عرش کے ہاں بٹے مرتبہ والا۔ وہاں کے

مطاع تمّ امین۔ (پت ۷۴) | فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں۔ اور امانت دار ہے۔

ثُمَّ سَمِعَ مَا نَادَىٰ سَمَانٍ | ثُمَّ سے مراد آسمان ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَحِيثٍ (پت ۷۴) | اور تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے۔

یعنی وہ رفیق جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ اس کو تمہاری ہی جنس سے رسول بنا کر بھیجا۔ وہ اس وقت تمہارا ساتھ دیتا ہے۔ جب تم فرشتوں کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور فرمایا :-

اور کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا۔

اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر تو فیصلہ ہی ہو جاتا۔ پھر

ان کو ہمت تو نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم رسول کا مددگار کوئی

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ

مَلَكٌ وَكُنَّا نَزَّلْنَا مَلَكَ تَقْضِي

الْأَمْرَ شَرًّا لَّا يُنظَرُونَ - وَكُنَّا

جَعَلْنَاكَ مَلَكًا مُّجَلَّدًا رَّجُلًا  
وَلَلْبَشَرُ عَلِيمٌ مَّا يَلْبَسُونَ -  
(پت ۷۷)

فرشتہ بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے۔ اور وہی  
شبہ ان کے دلوں پر طاری کر دیتے جو اب ان کے  
دلوں میں موجود ہیں۔

اور فرمایا:-

وَلَقَدْ نَاكَ بِالْأَفُقِ الْمُبِينِ (پت ۷۸) | اور بے شک اُس نے اسے مطلع صاف میں دیکھا  
یعنی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ (پت ۷۹) | اور وہ غیب پر تہمت کیا ہوا نہیں ہے۔

ظنّین سے مراد متہم ہے اور دوسری قراءت میں ضنّین ہے یعنی بخمیل جو علم کو  
جھپٹائے۔ اور اسے کچھ لئے بغیر ظاہر نہ کرے۔ جیسا وہ شخص جو کسی فن کا عالم ہو اور بغیر  
منا و مضمہ کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ يَقُولُ شَيْطَانٌ رَّجِيمٌ -  
(پت ۷۹)

اور نہ وہ شیطان مردود کی بنا فی ہوئی باتیں ہیں۔

یہاں جبرئیل علیہ السلام کو شیطان ہونے سے منزہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور عامل ہونے سے منزہ قرار دیا گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ  
تعالیٰ کے متقی دوست وہی ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کام  
کا وہ حکم فرمائیں اسے کرتے ہیں۔ اور جس سے منع فرماتے ہیں اس سے رُک جلتے ہیں۔  
اور جس بات میں ان کو پیروی کرنے کا حکم صاف طور پر بیان کر دیں۔ اس میں وہ ان  
کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام  
کے ذریعے سے کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا ہے۔ جن کرامات سے  
اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء متقین کو سرفراز فرماتا ہے۔ وہ انہی لوگوں کا حصہ ہیں۔ اور  
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامات کا ظہور یا دین کی حجت کے لئے ہوتا  
ہے۔ یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے معجزے تھے۔

## معجزات نبی

اولیاء اللہ کی کرامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں داخل ہیں مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح بن کر آنا۔ درختوں کا آپ کی طرف آنا۔ خشک لکڑی کا آپ کے سامنے گریہ و زاری کرنا۔ معراج کی رات آپ کا بیت المقدس کا حلیہ بتانا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا اسکی خبریں دینا۔ کتاب عزیز کا لانا کئی مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا۔ چنانچہ ام سلمہ کی مشہور حدیث کے مطابق غزوہ خندق میں آپ نے کھانے کی ایک دیگ سے سارے لشکر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور (۶۲) دیگ میں کھانا ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ غزوہ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزے سے سارے لشکر کی پیاس بجھ گئی۔ اور مشکیزے کا پانی کم نہ ہوا۔ جنگ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد قریباً تیس ہزار تھی۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ جس میں سے ان سب لشکریوں کے شلینے بھر دئے۔ اور کھانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ کئی مرتبہ آپ کی انگلیوں میں سے اس قدر پانی بہ نکلا کہ جتنے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ سب سیر ہو کر پانی پیا۔ چنانچہ جنگ حدیبیہ میں چودہ یا پندرہ سو آدمیوں نے اس طرح پانی پیا۔ اب وقتا دہ کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہ نکلی تھیں۔ حضور صلی اللہ وسلم نے ان آنکھوں کو لوٹا دیا۔ اور وہ از سر نو بہترین حالت میں ہو گئیں۔ جب محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے بھیجے گئے اور گرگراں کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاؤں پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک بکرہ کی احشا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ستیس آدمیوں کو گوشت کھلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ٹکڑا کاٹا گیا۔ اور اس کے دو دو ٹکڑے کئے گئے۔ الفرض سب آدمیوں نے گوشت کھایا اور پھر گوشت بچ بھی رہا۔ ابو جابر عبد اللہ کے ذمہ ایک یہودی کا قرضہ تھا۔ جسکی مقدار تیس خروا تھی۔ جابر کا قول ہے کہ حضور نے حکم دیا کہ وہ یہودی اپنے قرضے کے عوض وہ تمام کھجوریں جو کہ اسکی ملکیت میں ہیں لے لے۔ یہودی نے منظور نہ کیا۔ اس



کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں چلے۔ اور پھر جا بڑھ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھجوریں کاٹو۔ چنانچہ یہودی کو تیس خردار پونے کر دئے گئے۔ اور سترہ خردار بیچ بھی گئے۔ اس طرح کے اور بہت سے معجزے ہیں۔ میں نے صرف حضور صلعم کے ایک ہزار کے قریب معجزات جمع کئے ہیں۔

### کرامات صحابہ و تابعین

صحابہ اور ان کے بعد تابعین اور دیگر صالحین کی کرامات تو بہت زیادہ ملتی ہیں مثلاً اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ سورہ کہف پڑھا کرتے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی تھی جو بادل کا سیاہ سا بنان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن ہوتے تھے یہ فرشتے ہوتے تھے جو کہ ان کی قرأت سنتے کے لئے آتے تھے یہ عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ سلمان اور ابوالدرداء جس طشتری میں کھانا کھایا کرتے تھے وہ طشتری یا وہ چیزیں جو کہ اس میں ہوتی تھیں۔ تیسریں پڑھا کرتی تھیں۔ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کالی رات میں نکلتے تھے اور کنارہ نازیبانہ کی شکل کا ایک نور ان کے لئے روشنی کرتا تھا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی ایک حصہ ایک کے ساتھ اور ایک حصہ دوسرے کے ساتھ جاتا تھا۔ یہ بخاری وغیرہ کی روایت ہے۔

صحیحین میں صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جب وہ تین ہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر کی طرف گئے۔ جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھا بھی لیا اور کھانا بھی پہلے کی بر نسبت زیادہ ہو گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آئے سب نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ حبیب بن عدی مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قیدی تھے۔ اور ان کے پاس انگوڑا لائے جاتے تھے۔

جنہیں آپ کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید کر دئے گئے۔ لوگوں نے ان کی نعش کو ڈھونڈا لیکن نہ ملی۔ بات یوں ہوئی کہ نعش قتل ہوتے ہی اٹھالی گئی تھی۔ عامر بن طفیل نے نعش کو ہوا میں اٹھتے ہوئے دیکھا۔ عروہ کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ رہے تھے کہ نعش کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ ام ایمن ہجرت کر کے نکلیں تو ان کے پاس نہ راتنے کا خرچ تھا اور نہ پانی۔ قریب تھا کہ پیاس سے ہلاک ہو جائیں۔ روزہ دار بھی تھیں۔ جب افطار کا وقت قریب آیا تو ان کو اپنے سر پر کوئی آہٹ سی سنانی دی۔ سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لوٹا لٹک رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس لوٹے سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور رہتی زندگی میں ان کو کبھی پیاس نہیں لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو شیر ان کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے تو ان کی قسم سچی کر دی جاتی تھی۔ جب جہاد میں جنگ کا زور مسلمانوں پر آ پڑتا تھا تو صحابہ فرمایا کرتے تھے اے براء اپنے پروردگار کی قسم کھاؤ۔ آپ کہا کرتے تھے اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دے۔ اور مجھے پہلا شہید بنا۔ تو پھر دشمن کو شکست ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب یوم قادسیہ میں آپ نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو نے ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دئے ہیں۔ اور تو نے مجھے پہلا شہید بنا دیا ہے۔ تو کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت براء شہید کر دئے گئے۔ خالد بن ولید نے جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو کفار سے کہا کہ اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہیں لائیں گے جب تک تو زہر نہ پی لے۔ حضرت خالد نے زہر پی لیا لیکن انہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔ سعد بن ابی وقاص اس درجہ مستجاب الدعوات تھے کہ جو دعا بھی کرتے تھے منظور ہو جاتی تھی۔ آپ ہی نے کسر۔ فوجوں کو ہزیمت دی اور عراق فتح کیا۔

عمر بن خطابؓ نے جب ایک لشکر بھیجا۔ تو ساریہ نام ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بڑے زور سے چلانے لگے يَا سَادِرِيَّةُ اَجْبَلِيَّ يَا سَادِرِيَّةُ اَجْبَلِيَّ رَلَسَايِرِيَّةُ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس کے بعد لشکر کا فائدہ آیا۔ اس سے حال پوچھا۔ تو اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا۔ تو اس نے ہمیں شکست دے دی۔ اتنے میں ہمیں ایسی آواز آئی گو یا کوئی چلنے والوں چلا رہا ہے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس پر ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی۔ زبیرؓ کو سلام لانے کی وجہ سے غلاب دیا گیا۔ لیکن اس نے اسلام نہ چھوڑا۔ اور اس کی آنکھ نکل گئی۔ مشرکوں نے کہا اس کی آنکھ کو لات و عزے نے تکلیف پہنچائی ہے۔ زبیرؓ نے کہا ”واللہ ہرگز نہیں“ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اچھی کر دی۔ سعید بن زید نے ارومی بنت حکم کے خلاف بدو عاکی اور وہ اندھی ہو گئی۔ یہ وہ واقعہ ہے جبکہ اروے نے سعید پر کوئی جھوٹا الزام لگایا۔ تو سعیدؓ نے کہا اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے آنکھ سے اندھی کرے۔ یا اسے اسی کی زمین میں ہلاک کرے چنانچہ وہ اندھی ہو گئی۔ اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ علا بن حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ اور اپنی دعائیں کہا کرتے تھے۔ یا علیم۔ یا حلیم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ تو ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کے کچھ آدمیوں کو پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہ ملا۔ تو آپ نے دعا کی اور قبول ہو گئی۔ ایک دفعہ سمندر ان کے سامنے آ گیا۔ اور وہ گھوڑوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے۔ آپ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی میں سے گذر گئی۔ اور ان کے گھوڑوں کی زمینیں بھی تر نہ ہوئیں۔ پھر آپ نے دعا کی کہ میں مر جاؤں تو یہ لوگ میری نعش نہ دیکھنے پائیں۔ چنانچہ ان کی نعش لحد میں نہ پائی گئی۔

## ابو مسلم خولانی کی کرامات

ابو مسلم خولانی کے ساتھ بھی جو کہ آگ میں ڈال دئے گئے تھے اسی قسم کا واقعہ ہوا۔ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ دریائے دجلہ پر گزے۔ اور وہ بوجہ طغیانی کے لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے سامان میں سے کوئی چیز کم ہو تو بتاؤ۔ تاکہ میں اللہ عزوجل سے اس کے بائے میں دعا کروں۔ ایک صاحب نے کہا ایک مارگم ہو گیا ہے فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مار کسی چیز کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ پس انہوں نے لے لیا۔ اسود عسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلوا کر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا۔ کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس پر انہیں آگ میں (۶۴) پھینکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ آگ میں پھینکے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور موجب عافیت ہو گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ مدینہ میں آئے۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ الحمد للہ کہ میں نے جیتے جی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا۔ جو کہ ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ کی لونڈی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ لیکن آپ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ ایک عورت نے آپ کی بیوی کو آپ کے خلاف بہکایا۔ آپ نے اس عورت کو بد عادی۔ اور وہ اندھی ہو گئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آئی۔ تائب ہوئی اور آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

## عامر بن عبد قیس کی کرامات

عامر بن عبد قیس دو ہزار درہم بطور مال خیرات اپنی آستین میں لے کر نکلتے تھے اور جو سائل بھی ملتا تھا اسے گنے بغیر خیرات دیتے جاتے تھے۔ پھر وہ گھر واپس آتے تھے۔ تو نہ اس مال کی تعداد کم ہوتی تھی اور نہ وزن۔ آپ ایک ایسے قافلہ کے پاس سے گزے۔ جسے شیر نے

مجبوس کر رکھا تھا۔ آپ آئے اور شیر کو اپنے کپڑوں سے چھوڑا۔ پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ اور فرمایا تو جرن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اور مجھے اس سے جیا آتی ہے کلاس کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں۔ اس آشنا میں قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں ان کے لئے وضو آسان کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے دھواں نکلتا تھا۔ آپ نے اپنے پرورگار سے دعا کی کہ جب میں نماز میں ہوں تو شیطان میرے دل میں داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ شیطان کا ان کے دل پر قابو نہ چلتا تھا۔

حسن بصری حجاج سے روپوش ہوئے اور دعا کی کہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے چنانچہ لوگ کئی مرتبہ ان کے پاس آئے اور انہیں نہ دیکھ سکے۔ ایک خارجی آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا آپ نے اس کے خلاف دعا کی اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

### صلہ ابن اشیم کی کرامات

صلہ ابن اشیم جدا کر رہے تھے کہ ان کا گھوٹا ہلاک ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ مجھے کسی مخلوق کا زیر بار احسان نہ کرے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اللہ عزوجل نے ان کے گھوٹے کو زندہ کر دیا۔ جب وہ گھر پہنچے تو اپنے بیٹے سے کہا۔ گھوٹے کی زین اتار لا۔ کیونکہ میں یہ گھوٹا ننگ کر لایا ہوں۔ چنانچہ زین اتار لی گئی۔ اور گھوٹا مر گیا۔ ابوازیں ایک مرتبہ آپ کو بھوک لگی۔ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی اور کھانا مانگا تو ان کے پیچھے تازہ کھجوروں کی ایک گٹھری ریشمین کپڑے میں لپیٹی ہوئی آگری۔ آپ نے کھجوریں کھالیں اور کپڑا ایک مدت تک آپکی بیوی کو پاس رہا۔ آپ رات کو ایک جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر ان کے پاس آیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اس سے فرمایا "کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو" یہ سنتے ہی شیر چٹھاڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

سبعہ بن المسیب ایام حترہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نماز کے وقتوں میں اذان لگی آواز سن کرتے تھے۔ اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے۔ اور مسجد ان کے سوا باقی تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی۔ قبیلہ نخع کے ایک آدمی کے

پاس ایک گدھا تھا۔ جو کہ راستے میں مر گیا۔ اس کے دوستوں نے اس سے کہا کہ لاؤ ہم نہاے سامان کو تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سی محنت دے پھر وضو کیا اور نہایت اچھی طرح کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا۔ اور اس نے اپنا سامان اس پر لا دیا۔

اویس قرنیؓ؟ جب فوت ہوئے۔ نولوگوں نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں کفن پڑے ہوئے ہیں جو پہلے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور ایک سنگلاخ زمین میں ان کی قبر کھدی ہوئی پائی گئی۔ جس میں لحد تھی۔ چنانچہ انہی کفنوں میں ان کو ملبوس کیا گیا۔ اور اس لحد میں اتار کر دفن کیا گیا۔

عمرو بن عقبہ بن فرقہؓ ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے ان پر سایہ کر دیا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کا یہ عمدہ تھا۔ کہ جہاد کے دن آپ ان کی خدمت کیا کریں گے۔ اس بنا پر آپ اپنے دوستوں کی سواریوں کا پرہ دیتے تھے اور ایک دن وہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔

(۶۵)

مطرف بن عبداللہ بن شخیر جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیحیں کہا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اندھیرے میں چلا کتے تھے۔ تو تازبانے کا کنارہ ان کے لئے روشنی کیا کرتا تھا۔ جب احف بن قیس فوت ہوئے تو ایک شخص کی ٹوپی آپ کی قبر میں گر پڑی۔ جب وہ ٹوپی لینے کے لئے جھکا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر تاحدنگاہ وسیع ہو گئی ہے۔

ابراہیم تیمیہینہ دو مہینہ تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ جب وہ اپنے اہل و عیال کے لئے کھانا لانے کے لئے جاتے تھے تو انہیں اور کچھ ملتا تو سُرُخ ریت کی ایک گھڑی باندھ لاتے تھے۔ اور جب اپنی بیوی کے پاس پہنچا اسے کھولتے تھے۔ تو وہ سُرُخ گیہوں ہوتے تھے۔ جب انہیں کھیت میں بوتے تھے تو ایسے پونے اُگتے تھے جو جرّھ سے شاخ تک گھنے دانوں والے خوشوں سے لدے ہوتے تھے۔

عقبہ نام ایک لڑکے نے اپنے پروردگار سے یہ تین باتیں مانگیں۔ اچھی آواز۔

کھلے آنسو اور بغیر تکلیف کے کھانا۔ چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا تو خود بھی روتا تھا اور لوگوں کو بھی رلانا تھا۔ اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے اور جب وہ اپنے ڈیڑے پر آتا تھا تو اُسے اس میں اپنی خود آک مل جاتی تھی اور اُسے معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

عبدالواحد بن زید کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وضو کے وقت میرے اعضا کھل جائیں۔ چنانچہ وضو کے وقت ان کے اعضا کھل جایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو جایا کرتے تھے۔ یہ بڑا وسیع باب ہے اور کسی دوسرے موقع پر کرامات اولیاء کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ رہیں وہ باتیں جو کہ ہم آج کل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس زمانے میں وقوع میں آ رہی ہیں۔ وہ بہت ہیں۔

### انفرادی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں

جس بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کرامات آدمی کی ضرورت کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ جب ضعیف الایمان اور محتاج آدمی کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہو تو اُس کیلئے انکا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ اُسکا ایمان قوی اور اُسکی حاجت پوری ہو جائے اور جو شخص اُسکی نسبت ولایت میں کامل تر ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے اس لئے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر اور وہ ان سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر کرامات کا ظہور ہو تو اس کی نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی کرامات تابعین میں صحابہ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ البتہ اگر کسی شخص سے خوارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کے لئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں۔

ان کرامتوں کے برخلاف احوال شیطانی ہوتے ہیں۔ جس کی ایک مثال عبداللہ بن متیاد کا حال ہے جس کا خروج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ بعض صحابہؓ کا گمان تھا کہ وہ دجال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معاملے میں پہلے توقف فرمایا۔

ضعیف الایمان کا لفظ ہندوستان کے عرف عام میں نرا شدید معہوم پر بولا جاتا ہے۔ یہاں ضعیف ایمان

بمطابق تفاوت وارج اہل ایمان مراد ہے۔ مندرجہ

اور بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دجال نہیں۔ بلکہ وہ ایک مہمل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کو پوشیدہ رکھ کر اس سے فرمایا کہ بتاؤ میں نے کیا چھپایا ہے۔ تو وہ کہنے لگا الدخ الدخ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل ہو تو اپنے درجہ سے ہرگز آگے نہ بڑھ سکیگا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ تو ایک کاہن و عامل ہی تو ہے۔ اور جس کاہن کا ساتھی شیطان ہوتا ہے اسے وہ بہت سی غیب کی خبریں جو کہ وہ چوری سے سنا کرتا ہے بتا دیتا ہے۔ اور شیاطین کا طریقہ ہے۔ کہ وہ سچ اور جھوٹ کو غلط ملط کر ڈال کر تے ہیں۔ چنانچہ بخاری کی روایت سے صحیح حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے باولوں کے ساتھ ساتھ اترتے ہیں۔ اور آسمان میں جو فیصلہ کیا گیا ہو۔ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (۶۶)

تو شیاطین چوری چھپے اسے سن لیتے ہیں۔ اور اسے کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنے پاس سے ملا دیتے ہیں۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ناگاہ ایک سنارہ ٹوٹا اور چمک پیدا ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اس طرح کا واقعہ دیکھو تو اس کے متعلق زمانہ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مر گیا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی کی زندگی یا کسی کی موت کے لئے نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ جب ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر ساتھ والے آسمان کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے حتیٰ کہ تسبیح کا سلسلہ اس آسمان والوں تک پہنچتا ہے۔ پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے پروردگار نے کیا فرمایا۔ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس ہر آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں۔ حتیٰ کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ شیاطین اس بات کو چوری سے سن لیتے ہیں ان شیاطین کو کھد پڑنے کے لئے جب شہاب ٹوٹتا ہے تو وہ ہھاگ کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس بات کو اگر بے کم و کاست بیان کر دیں تو سچ



ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس میں اضافہ کرتے ہیں۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی سنا کے ٹوٹا کرتے تھے؟ کہا ہاں لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو سنا کے شدت سے ٹوٹے۔ اسود حنسی مدعی نبوت کا بعض شیاطین سے تعلق تھا جو اسے بعض غیب کی باتیں بتا دیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اس سے لڑائی کی تو وہ ڈرتے تھے کہ اس کے متعلق ہم جو بات کریں گے۔ اسے شیاطین اس تک پہنچا دیں گے آخر کار اس کی بیوی کو اس کا کفر معلوم ہوا اور اس نے ان کو اس کے خلاف مدد دی۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ سبب کذاب کے ساتھ بھی شیاطین تھے جو اسے غیب کی خبریں پہنچا دیا کرتے۔ اور بہت سے کاموں میں اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے لوگ بہت ہیں۔ حارث دمشقی کا خروج عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بلاد شام میں ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ شیاطین اس کے پاؤں کو بیڑیوں سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور تبھیاروں کو اس کے جسم میں نفوذ کرنے سے روک لیتے تھے سفید پتھروں پر لٹھ پھیرتا تھا تو وہ کسبب میں کہنہ لگتے تھے۔ وہ لوگوں کو ہوا میں گھوڑوں پر سوار اور زیادہ چلتے دیکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ حالانکہ وہ جن ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسے روک لیا۔ اور اسے قتل کرنے کے ارادے سے ایک شخص نے اُسے نیزہ مارا تو نیزہ نے اس کے جسم میں اثر نہ کیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس پر نیزہ مارنے والے نے اللہ کا نام لے کر اُسے مارا تو اسے ہلاک کر دیا۔

### شیطان کو بھگانے والی آیت

اس طرح کے شیطانی حالات والے لوگوں کے پاس جب آیت الکرسی کی طرح کے کلمات جو شیاطین کو بھگانے میں پڑھے جائیں تو شیاطین ان کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابو ہریرہؓ ثابت ہے۔ کہ جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ تو ہر آٹھ شطابہ، ۳۱، ۳۱ سے کچھ جانتا تھا۔ اہم سے اہم سے بکھلتے تھے۔ کھو نہ نہ آنا تہ محکم دلائل وبراین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے چھوڑ دیتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے کہ تمہارے قیدی نے کل رات کیا کام کیا تھا۔ تو عرض کرتے کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ پھر نہ آئیگا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ وہ آئیگا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا تو چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں نہیں ایک ایسی بات سکھا دوں جو کہ تمہیں فائدہ دیگی۔ جب اپنے (۶۷) بستر پر لیٹ جاؤ تو آیتہ الکرسی اللہ لا الہ الا ہذا الحی القیوم (الحی الایہ) پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرتی رہیگی۔ اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان نہ آسکیگا۔ جب ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس نے بات تو سچی کہی۔ لیکن ہے وہ بڑا جھوٹا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ اس آیت کو جب کوئی شخص شیطانی حالات کے پاس پڑھے۔ اور صدق کے ساتھ پڑھے تو وہ باطل ہو جاتے ہیں۔ شیطانی احوال کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

### شیطانی شعبدات

کوئی شخص مجال شیطانی آگ میں داخل ہو جائے۔ یا بیٹیاں اور تالیاں بجانے کی مغل میں حاضر ہو۔ شیطان اُس پر نازل ہوں اور اس کی زبان سے ایسی باتیں کہیں جن کا اسے علم نہیں بلکہ بعض اوقات انہیں سمجھ بھی نہیں سکتا۔ بعض اوقات کسی حاضر جلس کے دل کی بات و اشگاف بیان کر دیتا ہے۔ کبھی وہ مختلف زبانوں میں باتیں کرتا ہے جس طرح کوئی جن مرگی والے آدمی کی زبان سے باتیں کرتا ہے۔ اور جس انسان کو یہ حال حاصل ہوتا ہے۔ پور وہ اس کو سمجھتا ہی نہیں وہ بمنزلہ اس مرگی والے آدمی کے ہے جسے شیطان نے اپنی چپیٹ سے مخلوط الحواس کر دیا ہو۔ اور اس پر چھا جانے کے بعد اس کی زبان سے باتیں کر رہا ہو۔ اس طرح کا آدمی جب اپنی اصل حالت پر آتا ہے تو اسے اپنے کہے میں سے کسی چیز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ اسی طرح کبھی مرگی والے آدمی کو پٹیا جاتا ہے۔ اور اس مار پیٹ کا اس آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ افاقہ کے بعد بتا دیتا ہے کہ اُسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ چوٹ اُس جن کو لگتی ہے جو اُس پر چھایا ہوتا ہے اس طرح کے لوگوں میں سے بعض کے پاس شیطان ایسے ایسے کھانے میوے اور مٹھائیاں وغیرہ لاتا ہے۔

جو کہ اس مقام میں نہیں ہونیں۔ بعض کو جن مکہ۔ بیت المقدس یا دوسرے مقامات میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔ بعض کو جن عرفہ کی شام کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسی رات واپس لے آتا ہے۔ چنانچہ وہ کوئی شرعی حج ادا نہیں کرنا۔ اپنے معمولی کپڑوں میں جاتا ہے۔ میقات کے محاذ پر احرام نہیں باندھتا۔ لہیک نہیں کہتا اور دفن میں نہیں ٹھہرتا۔ بیت المقدس کا طواف نہیں کرتا۔ صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑتا۔ کنکریاں نہیں پھینکتا۔ بلکہ عرفہ میں اپنے معمولی لباس میں وقوف کرنے کے بعد اسی رات واپس لوٹ آتا ہے۔ یہ وہ مشروع حج نہیں ہے جس کے متعلق تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ وہ جمعہ میں آتا ہے تو وضو کے بغیر نماز ادا کر دیتا ہے۔ یا قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتا ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے حاجیوں کے نام لکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا میرا نام کیوں نہیں لکھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم حاجیوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی تم نے شرعی حج نہیں کیا۔

### کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق

اولیاء کی کرامات اور ان احوال شیطانی میں جو کہ کرامات اولیاء سے مشابہ ہوتے ہیں۔ چند امور کا فرق ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا سبب ایمان و تقویٰ ہوتا ہے۔ اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ اور اسکے رسول نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ  
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَإِذْمُ  
وَالْبَغْيَ بَعْدَ الْحَقِّ وَإِن تَشْرِكُوا  
بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا  
وَإِن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(پہ ۱۱۷)

اسے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے صرف بے حیائی کے کاموں کو منع فرمایا ہے۔ وہ بے حیائی کے کام ظاہریوں تو اور پوشیدہ ہوں تو۔ اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک قرار دو۔ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ بغیر سوچے سمجھے لگو خدا پر مہتان باندھنے۔

سو پھر علم کے اللہ تعالیٰ کی شان میں کچھ کہہ دینا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ظلم کرنا اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے۔ اور اس طرح کے افعال اس کا سبب نہیں بنتے۔ کہ ان کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ کرامتوں سے سرفراز کرے۔ اس لئے جب امور خارقہ نماز۔ ذکر اور قرآن خوانی سے نہیں بلکہ ان چیزوں سے حاصل ہوں جنہیں شیطان پسند کرتا ہے۔ اور ان امور سے حاصل ہوں جن میں شرک ہو۔ مثلاً مخلوق سے فریاد رسی کا طالب ہونا۔ یا وہ ایسے امور ہوں جن کے ذریعہ لوگوں پر ظلم کرنے اور بے حیائی کے کام کرنے کی اعانت ہوتی ہو تو یہ احوال شیطانہ میں سے ہیں۔ نہ کہ کرامات رحمانیہ میں سے۔ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو سیٹیاں اصرتالیاں بجانے کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت ان پر شیطاں اترتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ انہیں ہوا میں اٹھا لیتے اور اُسے اُس گھر سے نکال لے جاتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی آدمی وہاں مل جائے تو وہ اس طرح کے شیطانوں کو بھگا دیتا ہے۔ اور جن شخصوں کو وہ اٹھا کر لے جا رہے ہوتے ہیں وہ گر پڑتے ہیں۔ چنانچہ کئی اشخاص کے ساتھ اس طرح کا ماجرا ہو چکا ہے۔ بعض مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حاجتیں مانگتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی قید نہیں کہ زندہ ہو تو مسلم ہو یا نصرانی یا مشرک تو جس سے (۶۸) حاجت مانگی جاتی ہے۔ شیطان اس کی صورت بنا کر حاجت مانگنے والی کی کوئی حاجت پوری کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس سے حاجت مانگی گئی ہے۔ یا وہ فرشتہ ہے جو کہ اس کی صورت بنا کر سامنے آ گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کہ اس کو اس لئے گمراہ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے جس طرح شیطاں توں میں داخل ہو کر مشرکین کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ بعض کے پاس شیطان خاص صورت میں ظاہر ہو کر کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ بسا اوقات اُسے بعض باتیں بتاتا ہے۔ اور اس کے بعض مطالب میں اسکی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کا ماجرا کئی مسلمانوں یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ ارض مشرق و مغرب کے بہت سے کفار کے ساتھ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی

مر جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد شیطان اس کی صورت بنا کرتا ہے اور وہ یہ عقیدہ کرنے لگتے ہیں کہ وہی میت ہے۔ چنانچہ وہ قرضے ادا کرتے۔ امانتیں واپس کرتے۔ اور وہ تمام کام کرتے ہیں جو کہ اس میت کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کی بیوی کے پاس جاتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات وہ کفار ہند کی طرح میت کو آگ سے جلا چکے ہوتے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔ مصر میں ایک شیخ نے اپنے نوکر کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو اجازت نہ دینا کہ مجھے نہلائے میں خود آؤنگا اور اپنے آپ کو نہلاؤنگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے نوکر کو ایک شخص اس کی صورت کا نظر آیا۔ اسے خیال ہوا کہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آیا۔ اور اپنے آپ کو نہلایا۔ جب یہ اندر آنے والا غسل کر چکا یا میت کو غسل دے چکا تو غائب ہو گیا۔ یہ حقیقت میں شیطان تھا۔ جس نے میت کو گمراہ کیا تھا کہ تم مرنے کے بعد آؤ گے۔ اور اپنے آپ کو غسل دو گے۔ سو جب وہ مر گیا تو اس کی صورت بنا کر آیا۔ تاکہ جس طرح اس نے مرنے والے کو گمراہ کیا تھا۔ اس طرح اب زندوں کو بھی گمراہ کرے۔ کسی آدمی کو ہو ایسے تخت نظر آتا ہے جس پر روشنی ہوتی ہے۔ اور اسے کسی کفنے والے کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اگر کوئی معرفت والا ہو تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے اور وہ اسے ڈانتا اور اس سے وہ حد کے پاس پناہ لیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ کسی آدمی کو بیداری ہی کی حالت میں چند اشخاص نظر آتے ہیں جن میں سے ایک نبی یا صدیق یا شیخ صالح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ واقعہ کسی آدمیوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کسی شخص کو خواب میں دکھائی دیتا ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بڑے آدمی نے اس کے بال کاٹے۔ یا مونڈ ڈالے یا اسے کلاہ یا کپڑا پہنایا ہے۔ صبح ہوتی ہے تو اس کے سر پر کلاہ رکھا ہوتا ہے۔ اور اس کے بال مونڈے ہوئے یا کترے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہوتا ہے کہ جن بالوں کو مونڈ ڈالنا یا کتر دیتا ہے۔ یہ سب احوال شیطانی ہیں۔ اور اسے حاصل ہوتے ہیں جو کتاب و سنت کا باغی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے کئے، درجے، مرتبہ، حجاب، کالان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ بھی انہوں کا نفس سے اور محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہی کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جنہوں میں کافر۔ فاسق اور گناہگار بھی ہوتے ہیں۔ اگر اسان کافر یا فاسق یا جاہل ہو۔ تو اس کے ساتھ کفر۔ فسق اور گمراہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ان کے مغرب خاطر کفریات میں ان کی موافقت کرتا ہے۔ مثلاً جنوں میں سے جن افراد کی وہ تعظیم کرتے ہیں ان کی قسمیں دیتا ہے۔ سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور آیتہ الکرسی وغیرہ کو الٹ پلٹ کرتا اور ان کو نجاست کے ساتھ لکھتا ہے تو وہ اس کے لئے پانی کو گھرائی میں اتار دیتے ہیں اور اسے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اس طرح کی کفریات سے وہ خوش کر دیتا ہے۔ کبھی وہ اس کی خواہش (۶۹) کی چیزوں یعنی عورت یا لڑکے کو ہوا میں اڑا کر یا بطور مدفع و پناہ گزین کے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جنکو بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ اور ان چیزوں پر ایمان لانا ایسا ہی ہے۔ جیسا جنت و طاعت کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جنت سے مراد جادو اور طاعت سے مراد شیطان اور بت ہیں۔ اگر مردانہ اور رسول کا ظاہر و باطن سے فرمانبردار ہو۔ وہ ان کو ایسی باتوں میں اپنے ساتھ مداخلت کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اور نہ ان سے صلح و رواداری کا علاقہ رکھتا ہے۔ چونکہ اہل اسلام کی مشروع عبادت مسجدوں میں ہوتی ہے جو کہ اللہ کے گھر ہیں۔ اس لئے مسجدوں کے آباد کرنے والے احوال شیطانیہ سے بیدتر ہوتے ہیں۔ اہل شرک بدعت قبروں اور مردوں سے مزارات کی تعظیم کرتے ہیں۔ میت سے دعا مانگتے ہیں۔ یا دعا میں اس کو وسیلہ بناتے ہیں۔ یا یہ اعتقاد رکھے ہیں کہ دعا ان کے پاس اگر کی جائے تو مستجاب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احوال شیطانیہ کے قریب تر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اپنے فرمایا :-

لَبَنَ اللّٰهُ اِيَهُودَ وَالتَّصَارِي اِتَّخَذُوا | اللّٰهُ تَمَانِي نِي يَهُود ر نَصَارَانِي پَر لَسْت بِي هِي - كَانُوا  
قُبُورًا نَبِيَا يَمُومَسَا جِدًا | نِي اِنِي نِي يَهُود كِي قُبُور كِي سَجْد كِي جَلِي نِي بَالِيَا -

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ راتیں پہلے فرمایا۔ صحبت اور سخاوت کے لحاظ سے مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر

رضی اللہ عنہم میں۔ اگر میں اہل زمین ہی سے کسی کو خلیل بنانا تو ضرور ابو بکر ہی کو خلیل بنانا لیکن تمہارا صاحب اللہ کا خلیل ہے۔ مسجد میں جو دروازہ بھی ہو بند کر دیا جائے۔ مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہے۔ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو مسجدہ گاہیں نہ بنانا۔ میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور ان کی خدمت میں یہ اطلاع عرض کی گئی کہ ملک حبشہ میں ایک گرجا بلا کا خوبصورت ہے۔ اور اس میں تصویریں ہیں۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے۔ اور اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں برے لوگ ہونگے۔ مسند اور صحیح میں ابو حاتم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ لوگ برے لوگوں میں سے ہونگے۔ جو زندہ ہونگے۔ اور قیامت آجائے گی۔ اور جو قبروں کو مسجدیں بنا لیں گے۔ صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نمازیں پڑھو مؤطا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے دعا کی۔

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي دَسَاتَا  
يُعْبَدُ اِسْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ  
اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا -

سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میری قبر پر میلے نہ رچانا۔ جہاں کہیں تم ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا۔ تمہارا درود مجھے ضرور پہنچے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح کو میری طرف لوٹاتا ہے۔ میں اس شخص کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر دیے ہیں جو کہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچا دیا کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کے

سانے کس طرح پیش ہوگا۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک چور چور ہو جائیگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں مشرکین قوم نوح کے متعلق فرمایا:-

اور کہا کہ اپنے محبوبوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور نہ دو کو  
چھوڑنا۔ اور نہ سواد کو اور نہ یغوث اور یوق  
اور نسر کو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا  
تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَاقُوتَ  
وَلْيُؤَقِّبُوا نِسْرًا - (سجہ ۷۰)

ابن عباس اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ یہ لوگ قوم نوح کے نیک مرد تھے جب وہ مر گئے تو لوگوں نے انکی قبروں پر دھرنے کے بیٹھنا شروع کیا۔ ان کی مورتیاں (۷۰) بنا کر پوجنے لگے۔ اور یہ تھا آغاز بتوں کی پرستش کا۔ سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا دروازہ بند کرنے ہی کے لئے تو قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اسی طرح سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کو پوجا کرتے تھے۔ طلوع وغروب کے وقت شیطان سورج کا ساتھی ہوتا ہے۔ از بسکہ ایسے وقت میں نماز پڑھنے سے مشرکین کی پوجا سے مشابہت لازم آتی تھی۔ اس لئے اس کا سدباب فرما دیا۔ شیطان سے تو جہاں تک بن پڑتا ہے بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے۔ سو جو شخص سورج۔ چاند ستاروں کی پوجا کرتا۔ اور ان سے دعائیں مانگتا ہے۔ جیسا کہ کواکب پرستوں کا شیوہ ہے۔ تو اس پر شیطان نازل ہو کر اس سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور بعض امور کے متعلق اسے اطلاعیں دیتا ہے۔ اس کا نام رکھتے ہیں ”روحانیت کواکب“ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ شیطان اگرچہ انسان کے بعض مقاصد میں اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اس نفع سے کئی گنا زیادہ اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ خدا کسی کی تو بہ قبول فرمالمے تو اور بات ہے۔ ورنہ جس نے شیطان کی بات مان لی۔ اس کا انجام بُرا ہے۔ اسی طرح بت پرستوں کے ساتھ بھی شیاطین گاہے گاہے باتیں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی باتیں کرتے ہیں جو میت یا غائب سے حاجتیں مانگے۔ یہی حالت اس شخص کی ہے جو میت سے دعا مانگے یا اس کے وسیلے سے دعا مانگے۔ یا یہ خیال کرے کہ اسکی قبر کے



پاس دعا کرنا گھروں اور مسجدوں میں دعا کرنے کی بنسبت افضل ہے۔ اس قسم کے لوگ ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں جس کے جھوٹ ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے وہ حدیث یہ ہے :-

مَاذَا آعَيْتَكُمْ الْأُمُودَ فَعَدَيْتُمْ  
بِأَصْحَابِ الْقُبُورِ -  
جب مشکلات تمہیں عاجز کر دیں۔ تو قبروں والوں کے پاس جاؤ۔

یقیناً یہ حدیث شرک کا دروازہ کھولنے کے لئے وضع کی گئی ہے۔ ان کی طرح کے اہل بدعت و شرک یعنی بت پرستوں۔ نصرانیوں اور گمراہ مسلمانوں پر مزارات کے پاس حالات طاری ہوتے ہیں جنہیں وہ کرامات خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی کرتوت ہوتے ہیں۔ مثلاً پاجامہ قبر کے پاس رکھیں تو اس میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ مرگی والے آدمی کو اس کے پاس رکھا جائے۔ تو ان کو دکھائی دیتا ہے کہ اس کا شیطان اس سے جدا ہو گیا ہے۔ یہ کام شیطان ان کو گمراہ کرنے کے لئے کرتا ہے۔ جب وہاں آئمۃ الکرسی صدق دل کے ساتھ پڑھی جائے تو یہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ توحید شیطان کو بھگا دیتی ہے۔ اسی لئے ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ہو میں اٹھایا گیا اور اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا تو وہ نیچے گر پڑا۔ بعض آدمی دیکھتے ہیں کہ قبر پھٹ گئی۔ اور اس سے انسان نکلا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ نکلا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ یہ ایک وسیع بحث ہے اس مقام پر اسکی گنجائش نہیں۔ چونکہ غاروں اور جنگلوں میں قطع تعلقات کر کے رہنا ان بدعات میں سے ہے جنہیں خدا و رسول نے جائز قرار نہیں دیا۔ تو بہت سو شیاطین نے غاروں اور پہاڑوں میں اڑے جمادئے مثلاً منارہ دم جو کہ کوہ تاسیبون میں ہے۔ کوہ لبنان جو کہ ساحل شام کے پاس ہے۔ کوہ فتح باسورن جو کہ مصر میں ہے۔ روم و خراسان کے پہاڑ۔ جزیرہ کے پہاڑ۔ کوہ لکام۔ کوہ افیش۔ کوہ سولان جو کہ اردیبل کے پاس ہے۔ کوہ شہنک جو کہ تیریز کے پاس ہے۔ کوہ ناشکو جو کہ اقصوان کے پاس ہے۔ کوہ نہاوند اور دیگر پہاڑوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں صالح آدمی رہتے ہیں۔ ان آدمیوں کو وہ رجال غیبیہ کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں جن

مرد ہوتے ہیں۔ اور جس طرح انسانوں میں مرد ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنوں میں بھی مرد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض (۷۱) لوگوں کی پناہ پکڑ کر تھے۔ تو ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ منرد کر دیا۔

وَأَنذَرْنَاكَ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ  
يَعُوذُونَ بِرِجَالِ مَنِ الْهِنِّ فَرَادَؤُهُمْ  
هَاهُنَا (جنّ)

ان میں سے بعض آدمی بالوں والے آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکی جلد بکری کی جلد سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان کو نہیں پہچانتا وہ سمجھتا ہے کہ وہ آدمی ہیں حالانکہ وہ جن ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متذکرہ بالا پہاڑوں میں سے ہر ایک پہاڑ میں چالیس ابدال ہیں۔ اور جن لوگوں کو وہ ابدال سمجھتے ہیں ان پہاڑوں میں رہنے والے جن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کئی طریقوں سے معلوم ہے۔ اس باب پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور جو کچھ ہمیں معلوم ہے اسے کہہ سنانے کی گنجائش اس مقام میں نہیں ہے۔ ہم نے اس کے متعلق جو دیکھا اور سنا ہے۔ اسکا اس مختصر رسالے میں بیان کرنا۔ باعث طوالت ہے۔ یہ رسالہ صرف ان آدمیوں کے لئے لکھا گیا جنہوں نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اولیاء اللہ کا تذکرہ کریں۔ اور وہ سب کچھ اُس کے ضمن میں معلوم نہیں ہو سکتا۔ خوارق عادات کے متعلق تین طرح کے عقائد رائج ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو انبیاء کے بغیر کسی میں خوارق عادات کا وجود مانتے ہی نہیں۔ بسا اوقات وہ ان امور کی اجمالاً تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے ذکر کیا جائے کہ خوارق عادات بہت سے لوگوں سے صادر ہو کر تے ہیں۔ تو وہ اس امر کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے میں اولیاء سے خوارق کا صدور نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ وہ تمام لوگ جن سے کسی خرق عادت کا ظہور ہو جائے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب کو مسلمان کے خلاف لڑائی کرنے کے وقت غیبی مخلوق کی اعانت حاصل ہو کر تھی ہے۔

اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ معاونین اولیاء اللہ میں سے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کے ساتھ کوئی ایسا گروہ ہو ہی نہیں سکتا جس سے خرق عادت کا ظہور ہو۔ صحیح بات یہ تیسری ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ انہی کی جنس سے معاونین ہوتے ہیں۔ نہ کہ اللہ عزوجل کے اولیاء۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ  
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ  
فَإِنَّهُ مِنْهُمْ - (پ ۶۲)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ایک ان کا دوسرے کا دوست ہے۔ اور جو شخص تم میں سے ان کا دوست بنے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

جو عابد و زاہد اللہ تعالیٰ کے متقی اور کتاب و سنت کی پیروی کرنے والے دوستوں میں سے نہ ہوں۔ ان کے ساتھی شیاطین ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے ان کے مناسب حال خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے خوارق ایک دوسرے کے متعارض ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے کوئی آدمی مل سکے تو وہ ان کے خوارق کو باطل کر سکتا ہے۔ ان لوگوں میں دانستہ یا نادانستہ اس قدر جھوٹ کا موجود ہونا ضروری اور اس درجہ کا گناہ لازمی ہے جو کہ ان کے ساتھی شیاطین کے مناسب حال ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اپنے متقی اولیاء اور ان اولیاء شیطان کے درمیان جو کہ ان سے ظاہر تشابہ رکھتے ہیں۔ فرق ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ  
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ - (پ ۵۸)

کیا میں تم کو خبر دوں کہ کن لوگوں پر شیطان اترتے ہیں وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں۔

أَفَّاكٍ کے معنی کذاب اور اَثِيمٍ کے معنی فاجر کے ہیں۔

قوالی

جن امور سے احوال شیطانیہ کو سب سے بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے ان میں سے

گانا اور لہو و لعب کی باتوں کا سنا ہے۔ اور یہ مشرکین کی رسم سلع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-  
 وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا  
 مُكَاءً وَتَقْدِيمًا - (پٹ ۱۸) | بیت اللہ کے پاس سیٹھیاں بجانے اور تالیاں بجانے  
 کے سوا اور ان کی نماز ہی کیا ہے۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کا قول ہے کہ تصدیہ سے  
 مراد ہاتھ سے تالیاں بجانا۔ اور مکہ، صغیر (ایک قسم کی آواز) کی مانند ہے۔ مشرکین اسے  
 عبادت سمجھتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی عبادت وہ ہے جن کا حکم  
 اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ یعنی نماز۔ قراءت۔ ذکر وغیرہ اور شرعی مجالس۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور ان کے صحابہ کرام نے گانے کی مجلس میں کبھی شرکت نہیں کی۔ نہ ہاتھوں سے تالیاں (۷۲)  
 بجا میں۔ نہ دف استعمال کئے۔ نہ ان کو وجد آئے۔ اور نہ حضور کی چادر گری۔ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی حدیث سے اٹکھائی کھنے والوں کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تھے تو ایک کو قرآن پڑھنے پر مامور فرمایا  
 کرتے تھے۔ اور باقی سنا کرتے تھے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری سے  
 فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارا پروردگار یاد دلاؤ۔ اس پر ابو موسیٰ قرآن پڑھنے اور وہ  
 سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری قرآن پڑھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 ان کے پاس سے گزر ہوا۔ فرمایا بل رات میں تمہارے پاس سے گزرا۔ اور تم قرآن پڑھ  
 رہے تھے۔ میں تمہاری قراءت سنتا رہا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ  
 سن رہے ہیں تو میں آپ کو سنانے کے لئے بہت اچھا کر کے پڑھتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ - | اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے مرد کی قراءت کو  
 استقدر خوش ہو کر سنتا ہے کہ صاحب کینزگ اپنی خوش الحان کینزگ کے گانے سے  
 اس درجہ مسرت اندوز نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا کہ  
 مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ حالانکہ آپ

ہی پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نسا پڑھ کر سنائی۔ جب وہ اس آیت تک پہنچے :-

بھلا تو اس دن ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہے۔ جب سب لوگ جمع ہوں۔ اور ہم ہر امت کے گواہ یعنی رسول کو طلب کریں۔ جو انکی نسبت گواہی دے۔ اور لے پیغمبر تم کو بھی طلب کریں کہ اپنی امت کے لوگوں کی نسبت گواہی دو۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ  
بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى  
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا -

(پ ۴)

تو اپنے فرمایا ”بس“۔ اور اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اس طرح کا سماع نبیوں اور ان کے پیروؤں کا سماع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے :-

یہ انبیا لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی نسل میں اور محمد انکے جنکو ہم نے طوفان کے وقت کشتی میں نوح کے ساتھ سوار کر لیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے راہ راست دکھائی اور منتخب فرمایا۔ جب رحمن کی آمتیں پڑھ کر ان کو سنائی جاتی تھیں۔ تو سجدے میں گر پڑتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ  
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ  
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا  
وَأُجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ  
الْكِتَابِ خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا  
مَدِينًا -

(پ ۵)

اہل معرفت کے متعلق فرمایا :-

جب وہ آمتیں جو کہ رسول پر نازل کی گئی ہیں۔ سنتے ہیں۔ تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے تم ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھتے ہو۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ  
تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مَدِينًا  
عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ - (پ ۶)

از بسکہ اس طرح کے سماع والے لوگوں کا ایمان بڑھتا ہے۔ جسم کا نپ اٹھتے ہیں اور آنسو پھوٹ نکلتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔ فرمایا :-

اللَّهُ تَزَلَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ لِكِتَابِهَا

دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور بار بار دہرائی گئی ہیں۔  
 جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اس کے سننے  
 سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے جسم اور  
 دل نرم ہو کر یاد الہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

مُنشَاءً مِمَّا تَنَانِي تَقْشَعِرُ مِنْهُ جُلُودُ  
 الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ  
 جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ  
 اللَّهِ۔ (پ ۲۳ ع ۱)

اور فرمایا:-

سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا  
 ہے۔ تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب آیات الہی  
 ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو وہ ان کے ایمان کو  
 اور بھی زیادہ کر دیتی ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر  
 بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو ان کو  
 روزی دی ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے  
 ہیں۔ یہی ہیں سچے ایماندار۔ ان کے لئے ان کے پروردگار  
 کے ہاں درجے ہیں۔ اور معافی ہے۔ اور عزت کی روزی  
 ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ  
 إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ  
 وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ  
 زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ  
 يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
 وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔  
 أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ  
 دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَ  
 رِزْقٌ كَرِيمٌ۔ (پ ۱۵ ع ۱)

اہل بدعت کا سماع کف اور دہن اور سارنگی کا سماع ہے۔ صحابہ۔ تابعین اور  
 ائمہ کرام میں سے کسی نے اس طرح کے سماع کو اللہ تبارک تعالیٰ تک پہنچنے کا طریق قرار  
 نہیں دیا۔ وہ اسے قرب الی اللہ اور عبادت میں نہیں۔ بلکہ بدعت مذمومہ میں شمار کرتے  
 ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بغداد میں میں زندیقوں کی ایجاد کردہ ایک بدعت  
 چھوڑ آیا ہوں۔ جسے وہ نفیر کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں۔  
 (۷۲) اللہ تعالیٰ کے اولیاء عارفین اسے پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس بدعت میں  
 شیطان کا بڑا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینے والوں میں سے اچھے اچھے لوگ  
 ناثب ہو گئے۔ اور جو لوگ معرفت سے بے بہرہ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت کا ملہ سے محروم  
 تھے۔ ان میں شیطان کو بہت زیادہ دخل تھا۔ یہ بدعت بمنزلہ شراب کے ہے۔ اور

دلوں پر اس کی تاثیر شراب کی بہ نسبت زیادہ گہری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا اثر قوی ہو تو اس بدعت والے بدمست ہو جاتے ہیں۔ ان پر شیاطین اترتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کی زبانوں سے بات چیت کرتے ہیں۔ بعض کو ہوا میں اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی ان میں باہم عداوت ہو جاتی ہے۔ جس طرح شراب پینے والے آپس میں برسرِ کین ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے جس کے شیاطین دوسرے کے شیاطین سے قوی تر ہوتے ہیں۔ وہ اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ جہاں خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے منتقی اولیاء کی کرامات ہیں۔ حالانکہ جس کے یہ کزوت ہوں وہ اللہ سے دور جا پڑتا ہے۔ اور یہ شیطانی احوال ہیں۔ کیونکہ مسلم کا قتل سب سے بڑا گناہ ہے۔ جہاں خدا نے حلال کیا ہو قطعاً حرام ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بے گناہوں کو قتل کر ڈالنا ان کرامات میں شمار ہو جن سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے؟۔ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ دین میں استقامت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وہ سب سے بڑی کرامت جس سے وہ اپنے کسی بندے کو سرفراز فرماتا ہے یہ ہے کہ اسے ان کاموں کے کرنے میں مدد دے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ جو اسکی رضا کا باعث ہوں۔ جن کی وجہ سے بندہ کو اپنے مالک جل شانہ کا قرب زیادہ حاصل ہو۔ اور اس کے درجے بلند ہوں۔

بعض خوارق جنس علم میں سے ہیں۔ مثلاً مکاشفات۔ بعض جنس قدرت اور ملک میں سے ہیں۔ مثلاً وہ تصرفات جو خارق عادت ہوں۔ اور بعض جنس غنی میں سے ہیں۔ جسکی مثال وہ علم وہ اقتدار۔ وہ مال وغنی اور وہ تمام چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کے لئے مدد مانگے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت اس کے قرب اور علوم و مراتب کا باعث ہیں۔ اور جن کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے۔ تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں اسکا قرب اور وقعت زیادہ ہو جاتی اور اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کا طالب ہو۔ جن سے خدا و رسول نے منع کیا ہے۔ مثلاً شرک، ظلم، اور بے جا کاموں کے کام تو وہ ۳۱ سے مذکورہ ۱۰ کام مستند

اور اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے اور گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیوں کے ذریعہ اس کی تلافی نہ فرمائے تو وہ گنہگار و نکی فرست میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل خوارق کو مختلف طریق سے عذاب دیا جاتا ہے۔ کبھی خوارق سلب کر لئے جاتے ہیں۔ جس طرح بادشاہ بادشاہی سے معزول کر دیا جاتا ہے۔ اور عالم سے علم چھین لیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے نوافل سلب کر لئے جاتے ہیں اور وہ ولایت خاصہ سے تنزل کر کے ولایت عامہ کے درجے میں چلا جاتا ہے۔ کبھی وہ فاسقوں کے دسجے تک گر جاتا ہے۔ کبھی اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کے خوارق شیطانی ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اسلام سے مرتد ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جنہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خوارق شیطانی ہیں۔ بلکہ وہ انہیں اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تو یہاں تک بھی خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خرق عادت عطا کرتا ہے تو اس کے متعلق اس سے محاسبہ نہیں فرماتا۔ اسی نوع کا ایک اور عقیدہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بادشاہی مال اور تصرف عطا فرماتا ہے۔ تو اس کے متعلق اس سے حساب نہیں لیتا۔ بعض لوگ خوارق کے ذریعہ مباح امور کے حصول میں مدد مانگتے ہیں۔ جن کا نہ تو حکم ہو اور نہ ممانعت۔ یہ ولایت عامہ کا درجہ ہے۔ اور یہی مذکورہ لوگ ہوتے ہیں۔ رہے سابقین و مقربین سو وہ ان لوگوں سے بلند تر ہوتے ہیں۔ جس طرح بندہ رسول (عبدالرسول) بادشاہ نبی (ملک و نبی) سے بلند تر ہوتا ہے۔ جب خوارق صادر ہوں تو بسا اوقات مرد کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ بہت سے صحابہ (۷۴) خوارق سے توبہ کرتے ہیں۔ اور حسب طرح زنا اور چوری وغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح صدور خوارق پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ بعض کو خوارق حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کے زائل ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ اور ہر صالح آدمی اپنے مرید سالک کو یہی حکم دیتا ہے کہ خوارق ظاہر ہونے لگیں تو وہیں کھڑا نہ ہو جائے۔ اور نہ ان کو اپنا مشغلہ اور نصب العین بنائے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود کہ وہ کرامات ہیں ان پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ جب حقیقی کرامات کے متعلق صحابہ کا یہ رویہ ہے۔ تو جو خوارق شیطانی ہوں اور



جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے ان کا کیا حال ہونا چاہئے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جنہیں نباتات گفتگو کے ذریعہ یہ بتا دیتی ہیں کہ ان میں کیا کیا فائدے مضمحل ہیں۔ اور حقیقت میں گفتگو شیطان کرتا ہے جو نباتات میں داخل ہو جاتا ہے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جن سے پتھر اور درخت باتیں کرتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تمہیں مبارک ہو۔ پھر وہ آنتہ الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ حال دور ہو جاتا ہے۔ میں ایسے آدمی کو بھی پہچانتا ہوں جو پرندے کا شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو چڑیاں اور دیگر پرندے اس سے کہتے ہیں مجھے پکڑ لیجئے۔ تاکہ مجھے فقرا دکھائیں۔ دراصل ان میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ جس طرح کہ وہ انسانوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور ان کے بھیس میں اُن سوا باتیں کرتا ہے۔ بعض آدمی گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں دروازہ بند ہوتا ہے۔ کھل نہیں سکتا اور وہ اپنے آپ کو گھر سے باہر دیکھ لیتے ہیں۔ اور کبھی وہ گھر سے باہر ہوتے ہیں۔ دروازہ کھلا نہیں ہونا اور وہ اپنے آپ کو گھر کے اندر دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کبھی وہ اپنے آپ کو شہر کے دروازے سے باہر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ اندر ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ شہر کے اندر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ ابواب شہر سے باہر ہوتا ہے۔ جن کبھی اس کو اندر اور کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سرعت عمل ہوتی ہے یا نظر بندی۔ وہ جو چیز مانگے اسے حاضر کرتے ہیں۔ یہ سب شیاطین کا کام ہے۔ جو کہ اپنے دوست کی صورت تبدیل کر کے سامنے آتے ہیں۔ جب وہ بار بار آیت کرسی پڑھے تو یہ سب ڈھونگ ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے وہ شخص بھی معلوم ہے جس سے کوئی شخص آکر مخاطب ہوتا ہے کہ میں خدا کا مامور فرشتہ ہوں اور تم وہی ہمدی ہو۔ جسکی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اس کے لئے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ٹڈی یا دیگر ہوائی پرندے دائیں طرف جائیں۔ تو وہ دائیں طرف اڑنے لگتے ہیں۔ اور اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ بائیں طرف جائیں تو وہ بائیں طرف کو جاتے نظر آتے ہیں۔ جب اُس کے دل میں کسی چار پائے کے متعلق یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ یا سو جائے یا پلا جائے۔ تو ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اسے بظاہر کوئی حرکت نہیں کرنی پڑتی۔ جن سے اٹھا کر مکہ

لے جاتے ہیں اور واپس لے آتے ہیں۔ اور اس کے پاس خوبصورت اشخاص لے آتے ہیں۔ اور شیاطین اس سے کہتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ کہ وہی ہیں تمہاری زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے بے ریش لڑکوں کی صورت کیسے اختیار کر لی۔ پھر سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ڈارٹھی والے بزرگ ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ تم ہمدی ہو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں خال اُگیگا۔ سو وہ اگ پڑتا ہے اور وہ لے دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ہیں اور یہ سب شیطان کے لکڑے ہیں۔ یہ بہت وسیع باب ہے۔ اور اس کے متعلق جو جو باتیں مجھے معلوم ہیں۔ اگر انہیں ذکر کرنے لگوں۔ تو ایک بڑی ضخیم کتاب بنانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لیکن انسان کو جب اس کا پروردگار آزمائش کیلئے عزت و نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور جب اسکی آزمائش ہی کے لئے اس کی روزی اس پر تنگ کرتا ہے۔ تو وہ بڑبڑاتا پھرتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَلَسْ مِّنْ وَّاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَهْ اَنِّىْ - (پ ۴۷)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا (ہرگز نہیں) یہ لفظ زجر و تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ زجر اس لئے کی جاتی ہے کہ ایسی باتیں نہیں چاہئیں۔ اور تنبیہ اس امر کی ہوتی ہے جو کہ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے دنیوی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ کرامت والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور نہ اسکی دولت و شمت وہ کرامت ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندے کی عزت افزائی کے لئے ارزانی ہوتی ہے۔ اور نہ ہر وہ شخص جس پر نعم و ارزاق کی تنگی ہو ذلیل لوگوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندے کو راحت اور مصیبت کے

۱۵ غالباً اسی وجہ سے بہت سے جھوٹے نبیوں اور ہمدیوں کو دیکھا کا ہوا ہے + مترجم

ذریعے سے آزماتا ہے۔ کبھی دنیا کی نعمتیں ایسے لوگوں کو دیتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال صاحب عزت ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں نعمتیں عطا کرنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بندے کو گمراہی میں ڈھیل دی جائے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں اور اولیاء کو دنیوی نعمتوں سے دور رکھتا ہے۔ تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے مال ان کا مرتبہ کم نہ ہو جائے۔ یا ان کی وجہ سے وہ ایسی باتوں میں دامن آلودہ نہ ہو جائیں جو کہ اسے ناپسند ہیں۔

نیز کرامات اولیاء کے لئے ایمان و تقویٰ لا بدی ہے۔ اور جو باتیں کفر اور فسوق و عصیان کے سبب ظاہر ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خوارق ہیں نہ کہ اولیاء اللہ کی کرامات۔ جس کے خوارق نماز۔ قرات۔ ذکر۔ شب بیداری اور دعا سے حاصل نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے حاصل ہوں۔ مردہ اور غائب اشخاص سے دعا کرنے۔ فسق و عصیان کے ارتکاب۔ سنا پنوں۔ بھڑوں، گوبر کے کیڑوں اور لہو وغیرہ نجاستوں کے کھانے سے حاصل ہوں جو کہ حرام ہیں۔ اور جو خوارق ناجائز گانے اور خصوصاً غیر محرم عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی رفاقت میں مشغول رقص و سرود ہونے سے حاصل ہوں۔ جو خوارق قرآن سننے سے کم ہو جائیں۔ مزا میر شیطان پر کان دھرنے سے قوت حاصل کریں۔ صاحب خوارق رات بھر ناچتا رہے اور نماز کا وقت آئے تو بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرے۔ یا مرغی کی طرح نماز کو ٹھونگیں مارے۔ قرآن سننے کو برا سمجھے اور اس سے ناک منہ چڑھائے۔ اور اس کا سننا اس کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اور اس سے اس کے دل میں محبت۔ ذوق۔ اور لذت پیدا نہ ہو۔ بیٹیاں اور تالییاں بجانے کو پسند کے۔ اور اس حالت میں اسے وجد آئیں۔ تو یہ سب شیطانی حال ہیں۔ اور انہی احوال پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے :-

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آنکھیں بند کرے۔  
ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ اور وہ  
اس کے ساتھ رہتا ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ  
تَقْبِضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَيُحْوِلُهُ قَرِيْنًا  
(پہا: ۱۷)

اس آیت میں ذکر جن سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اس کی زندگی  
تنگی میں گزریگی۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا  
کر کے اٹھائینگے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار  
تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ اور میں تو دنیا  
میں اچھا خاصہ دیکھتا بھانتا تھا۔ خدا فرمائیگا ایسا  
ہی ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں ہماری آتیں تیرے پاس  
آئیں مگر تو نے ان کی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج  
تیری بھی خبر نہ لی جائیگی۔

وَمَنْ آخَرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ  
لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ أَعْمَى، قَالَ رَبِّ لِمَ  
حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ  
بَصِيرًا، قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ  
آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ  
الْيَوْمَ تُنسى۔

(پط ۷۶)

فَنَسِيْتَهَا کے معنی ہیں کہ تو نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھے۔ اور  
اس پر عمل کرے۔ اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ نہ تو دنیا میں کبھی گمراہ ہوگا۔  
اور نہ آخرت میں رنج اٹھائیگا۔ یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

انس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنوں  
کی طرف مبعوث فرمایا ہے اس لئے ہر انسان اور جن پر واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے۔ جو باتیں وہ بتائیں۔ ان کو سچا سمجھے۔ اور ان  
کے حکم کی تابعداری کرے۔ جس شخص پر آپ کی رسالت کی حجت قائم ہوگئی۔ اور اس نے  
آپ کو نہ مانا تو وہ کافر ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق  
ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ثقلین ہیں۔ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا۔  
اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر اسے ڈرایا۔ یہ واقعہ وہ ہے جب کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے۔ اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادی نخلہ میں  
نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور یہ آیت

نازل فرمائی :-

اور لے پیغمبران لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کرو۔ جب ہم چند جنوں کو گھیر کر تمہاری طرف لے آئے۔ کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایک دم سر سے بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو۔ پھر جب قرآن کا پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے۔ کہ ان کو عذاب خدا سے ڈرائیں۔ لگے کہنے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اگلی کتابیں جو اس کے زمانے میں موجود ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے۔ دین حق بتاتی ہے۔ اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ بھائیو! جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں۔ ان کی بات مانو۔ اور خدا پر ایمان لاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور آخرت کے عذاب دردناک سے تم کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اور لے پیغمبر جو شخص خدا کے ماموروں کی دعوت کو نہ مانے گا وہ زمین میں جہاں کہیں جھاگ نکلیگا۔ خدا اس کو گرفتار کرنے سے عاجز نہیں۔ اور نہ اُس کے خدا کے سوا کوئی حمایتی ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہیں۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

لے پیغمبر سب لوگوں کو بتا دو کہ میرے پاس خدا کی طرف سے اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے مجھے قرآن پڑھتے سنا۔ اور اس کے بعد اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے عجیب طرح کا قرآن سنا۔ جو نیک راہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِبِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصتُوا فَلَمَّا قُضِيَ بِهِمْ (۶۴) وَقَالُوا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنذِرِينَ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طِبَاطِينٍ مُّسْتَفْتِينَ بِقَوْلِهِمْ إِنَّا جِئْنَا بِدَاعِيَ اللَّهِ وَآيَاتِهِمْ يَغْفِر لَكُمْ مِن ذُنُوبِكُمْ وَيُخَيِّرُكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَوْمِ وَمَنْ لَا يَجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُجْتَمِعٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا لِيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(پت ۵۷)

مَثَلُ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ أَنَا سَمِعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِبِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الشَّرِّ فَا مَتَابِهِمْ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَإِنَّهُ

اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرائینگے نہیں۔ اور جسے پروردگار کی بڑی ادھی شان ہے۔ اس نے نہ تو کسی کو اپنی جوڑ بنایا۔ اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی۔ اور ہم میں کچھ احمق ایسے بھی ہو گئے ہیں۔ جو خدا کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور ہم تو ایسا سمجھتے تھے کہ کیا آدمی اور کیا جن کوئی بھی خدا پر بھوت نہیں بول سکتا۔ اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً  
وَلَا وَلَدًا وَآتَتْهُ كَانَ  
يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا  
وَإِنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَمُوتَ  
إِلَّا نَسْ وَالْحَيُّ عَلَى  
اللَّهِ كَذِبًا، وَأَنْتَ كَانَ يَرَجَالُ  
مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ  
الْحَيِّتِ فَرَادَوْهُمْ رَهَقًا۔

(پ ۲۹ ع ۱۰)

علماء کے ظاہر ترین قول کے مطابق سَفِيهُنَا سے مراد السَّفِيهِنَا مِنَّا (ہم میں سے جو سفید ہے) ہے۔ متعدد سلف کا قول ہے کہ انسان جب وادی میں اترتے تھے تو کہا کرتے تھے ”میں اس وادی کے سردار کے پاس اس کی قوم کے سفیدوں کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں“ جب انسانوں نے جنوں سے حاجتیں مانگنی شروع کر دیں تو جنوں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔ اور جس طرح تم کو خیال تھا۔ بنی آدم کو بھی خیال ہوگا کہ خدا کسی کو ہرگز مبعوث نہیں فرمائے گا۔ اور ہم نے آسمان کو بھی ٹھولا۔ تو پایا کہ بڑی مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھرا ہوا

وَأَنْتَ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ  
يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْحَيِّتِ فَرَادَوْهُمْ  
رَهَقًا، وَإِنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا  
ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا  
وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاَهَا  
مُؤَيَّتَةً حَرَ سَائِدًا يَدَاؤُهَا

ہے۔

(پ ۲۹ ع ۱۰)

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شہاب پھینکے جاتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی کوئی شیطان شہاب کے پہنچنے سے پہلے چوری سے کچھ سن لیتا تھا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تو آسمان مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھر گیا۔ اب ان کے سنسنے سے پہلے ہی شہاب ناک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدًا  
لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ  
شَهَابًا بَارِئًا صَدًّا - (پ ۱۷ ع)

اور پہلے آسمان میں بہت سے ٹھکانے تھے۔ جہاں ہم  
سنسنے کے لیے بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب کوئی سنسنے کا قصد  
کرسے تو ایک شہاب اپنے لئے تاک لگائے تیار پائے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا تَزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ  
وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَلْبِئُوهَا  
إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمْعَرٌ وَّوَلُونَ  
اور جنوں نے کہا:-

اسے شیاطین نے نہیں آمارا۔ نہ یہ ان کے لائق ہے۔  
اور نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سنسنے سے  
بٹا دئے گئے ہیں۔

وَأَنَّا لَآئِسِدْرِي أَشْرَارٌ رِيدُ  
يَمْنٍ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ  
رَبُّهُمْ سَرًّا وَأَنَّا مِنَ الضَّالِّينَ  
وَمِمَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ  
قِدْدًا - (پ ۱۷ ع)

اور ہم نہیں جانتے کہ اس اعظام سے زمین کے رہنے  
والوں کو کچھ نقصان پہنچانا منظور ہے یا انکے پروردگار  
کا ارادہ ان کے حق میں بہتری کرنے کا ہے۔ اور ہم میں  
سے کچھ تو نیک ہیں۔ اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ غرض ہمارے  
بھی مختلف فرتے ہوتے آئے ہیں۔

طَرَائِقَ قِدْدًا سے مراد مختلف مذاہب ہیں۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ ان میں مسلم۔  
مشرک۔ یہودی۔ نصرانی۔ سنی اور بدعی سب پائے جاتے ہیں۔  
اور جنوں کے اس گروہ نے جو قرآن سن چکا تھا۔ یہ بھی کہا:-

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نَجْزِيَ اللَّهَ فِي  
الْأَرْضِ وَلَنْ نَجْزِيَ هَرَبًا - (پ ۱۷ ع)

اور اب ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نہ تو زمین میں رہ کر خدا کو  
ہراسکتے ہیں اور نہ کسی طرف بھاگ کر اس کو ہراسکتے ہیں۔

انہوں نے اپنے بھائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کو ہراس نہیں سکتے۔ زمین میں رہیں تو اور  
بھاگ جائیں تو۔ پھر کہا:-

وَأَنَّا لَمَسْنَا مِنْهَا مِثْقَالَ عَرْبِ  
وَأَنَّا لَمَسْنَا مِنْهَا مِثْقَالَ عَرْبِ

اور ہم نے جب راہ کی بات سنی تو ہم اس کو مان گئے۔

پس جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا۔ اس کو نہ کسی نقصان کا ڈر ہوگا۔ اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض تو فرما نبرداریں اور بعض حکم سے سرتابی کہتے ہیں۔ تو جنہوں نے فرما نبرداری اختیار کی۔ انہوں نے سیدھا رستہ ڈھونڈ نکالا۔ اور جنہوں نے سرتابی کی وہ آخر کار دوزخ کے کندھے بن گئے۔ اور یہ کہ اگر وہ سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی دیل میں سے سیراب کرتے۔ تاکہ سسکی نعمت میں ان کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو عذاب سخت میں لے جا داخل کریگا۔ اور مسجدیں تو خدا ہی کے ہیں۔ تو خدا کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب بندہ (۷۷) خدا۔ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو لوگ اس کے گرد گھیرے آتے ہیں! اور قریب کہ اس کو چٹ جائیں۔ لے پیغمبران سے کہو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانتا لے پیغمبر کہو کہ تمہارا نقصان یا فائدہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ پیغمبر۔ ان سے کہو کہ خدا کے غضب کوئی بھی مجھ کو پسند نہیں لے سکتا۔ اور نہ اس کے سزا میں مجھے ٹھکانا مل سکتا ہے۔ میرا بچاؤ تو اسی میں ہے کہ خدا کی طرف سے جو حکم آیا ہے۔ لوگوں کو پہنچا دوں۔ اور اس کے پیغام سب کو سنا دوں اور جو شخص اٹھا و اس کے رسول کی نافرمانی کریگا۔ تو کچھ شک نہیں کہ آخر کار اس کے لئے دوزخ کا آگ جس میں وہ لوگ سدا کو اور ہمیشہ جہنم ہیگی۔ مگر کا فر تو اس وقت تک

فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَحَافُ  
بِخَسًا وَلَا زَهَقًا وَأَنَا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ  
أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّتْ عَنْهُمْ  
أَنَا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا بِالْحَمْدِ  
حَكِيمًا وَإِنْ لَوِ اسْتَقَامُوا عَلَى  
الْبَطْرِ هَتَفْتُمْ لَأَسْقَيْنَهُمْ  
مَاءً غَدًا قَالِ لِنَفْسِهِمْ  
فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ  
رَبِّهِ يَسْأَلْهُ عَذَابًا صَعَدًا  
وَأَنْ السَّاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا  
مَعَ اللَّهِ أَحَدًا وَأَنْتَ لَنَا  
مَتَا مَعْبُدُ اللَّهَ يَدْعُوهُ كَادُوا  
يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ  
إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ  
بِهِ أَحَدًا قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ  
لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا قُلْ  
إِنِّي لَنْ يُخَيِّرَنِي مِنَ اللَّهِ  
أَحَدٌ وَلَنْ أَحْبَدَ مِنْ دُونِهِ  
مُلْتَحِدًا إِلَّا بِلَاغَاتِنَ  
اللَّهُ وَمَا سَلِّتَنِي وَمَنْ يُعْرِضْ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّ لَهُ نَارًا  
جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا  
حَتَّى إِذَا رَأَوْ مَا يُوعَدُونَ



ان باتوں کو ماننے والے نہیں۔ جب تک اس عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس کے مددگار ہونے میں اور کس کا جتھا شمار میں کم ہے۔

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا  
وَأَقْلَبُ عَدَدًا -

(۲۹ ع)

فَاسِطُونَ سے مراد ظالم لوگ ہیں۔ جب کوئی عدل کرے تو عرب والے کہتے ہیں۔ اَقْسَطَ (انصاف کیا) اور جب ظلم و جور کا ارتکاب کرے تو کہتے ہیں۔ قَسَطَ (ظلم کیا)۔ مُلْتَحِدًا سے مراد تلجھا و معاذ (جائے پناہ) ہے +

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شرف نصیبین کے حق تھے۔ جیسا کہ صحیح میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ ان کو سورہ رحمن پڑھ کر سنائی گئی۔ اور جب سنانے والے نے پڑھا:۔

تو اسے جنو اور آدمیو! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت سے محروم گئے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ  
(۲۶ ع)

تو جن کہنے لگے:۔

اے ہمارے پروردگار تیری کسی نعمت سے ہم نہیں محروم اور تیرے لئے سب تعریف ہے۔

وَلَا يَشْعُرُونَ إِلَّا إِلَٰهَكَ رَبَّنَا  
نُكِّدُكَ بِ وَ لَكَ الْحَمْدُ -

جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکٹھے ہوئے اور پوچھا کہ ہم اور ہمارے موسیٰ کیا کھائیں۔ تو فرمایا کہ جس جانور کے ذبح ہوتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ اس کی مڈی جہاں کہیں تمہیں ملے تمہاری خوراک ہے۔ اور لید تمہارے گدھوں کی خوراک ہے۔ اور ہر قسم کی مبینگنیاں تمہارے موسیٰ کا چارہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان دو چیزوں کے ساتھ (یعنی ہڈی اور گور کے ساتھ) استنجا نہ کرو دیکھو نہ کہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

فَلَا تَسْتَجْنِبُوا إِلَٰهًا فَمَا تَأْمُرُوا  
بِإِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ -

یہ مانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے۔ اور اس چیز سے استنجا کرنے

کی عافیت کی دلیل علماء نے اسی سے لی ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ جب جنوں اور ان کے مویشی کی خوراک کے ساتھ استنجا کرنا منع ہے تو انسانوں اور ان کے مویشی کی خوراک اور چالے کا احترام بدرجہ اولے ضروری ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنوں کی تسخیر بلحاظ درجہ۔ ان کے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے کے افضل ہے، سلیمان علیہ السلام کا جنوں پر تصرف بحیثیت بادشاہ کے تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف خدا کے احکام سنانے کے لئے اور بحیثیت رسول کے مبعوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بندہ رسول درجے میں بادشاہ نبی سے بلند تر ہوتا ہے۔ جنوں میں سے جو کفار ہیں۔ ان کے متعلق نص اور اجماع کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو مؤمن ہیں ان کے متعلق جمہور کی رائے ہے کہ جنت میں داخل ہونگے جمہور علماء کا قول ہے کہ پیغمبر جنوں میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ پیغمبر صرف انسانوں میں ہوئے ہیں۔ البتہ جنوں میں نذیر (ڈرانے والے) پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کی تفصیل کا مقام دوسرا ہے۔ یہاں صرف یہ کہنا مقصود ہے۔ کہ جن انسانوں کے ساتھ کئی حال میں ہوتے ہیں۔ سو جب کوئی انسان جنوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حکم دے۔ ایک خدا کی عبادت اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کی تلقین کرے۔ اور انسانوں کو بھی ایسا ہی حکم دے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے افضل اولیاء میں سے ہے۔ اس حیثیت سے وہ رسول کے خلیفوں اور اس کے نائبوں میں سے ہے۔ اور جو شخص جنوں سے مباح امور میں کام لے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص انسانوں سے مباح امور میں کام لیتا ہے۔ وہ جب ان کو واجبات (۷۸) کا حکم دے اور حرام کاموں سے منع کرے اور ان امور میں ان سے کام لے جو کہ اس کیلئے مباح ہیں۔ تو بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کیا کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو زیادہ سے زیادہ وہ ولایت عامہ کے درجے میں ہو سکتا ہے۔ اور اس کی خواص اولیاء کے ساتھ بلحاظ مرتبہ وہی نسبت ہوتی ہے جیسی بادشاہ نبی کو بندہ رسول کے ساتھ۔ اور جیسی سلیمان دیوسف علیہما السلام کو امرا، ہم

موتے۔ جیسے اور محمد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص جنوں سے ان امور میں کام لے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع کر دئے ہیں مثلاً شرک قتل بے گناہ۔ یا قتل نہ ہو تعدی ہو یعنی بے گناہ آدمی کو بیمار کر ڈالنا۔ یا اس کے علم پر نسیان غالب کر دینا۔ یا اس کے سوا کوئی اور ظلم کرنا۔ یا جو شخص جنوں سے بے حیائی کے کام میں مدد لے۔ مثلاً جس سے بے حیائی کا ارادہ ہو اس کو کھینچ لانا۔ تو اس شخص نے اثم و عدوان پر مدد لی ہے، پھر اگر وہ کفر پر ان سے استعانت کرے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ ان سے معاصی میں استعانت کرے تو وہ عاصی ہے۔ خواہ فاسق ہو یا فاسق نہ ہو صرف مذنب ہو۔ اگر وہ شریعت سے کامل طور پر واقف نہ ہو۔ اور ان سے ان چیزوں میں مدد مانگے جنہیں وہ کرامات خیال کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ حج کے لئے مدد مانگے۔ یا یہ کہ سلع بدعی کے وقت وہ اسے اڑالے جائیں۔ یا یہ کہ اسے اٹھا کر عرفات پر لے جائیں۔ اور وہ شرعی حج نہ کرے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک اٹھا کر لے جائیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس تو یہ شخص دھوکے میں ہے۔ اور جن و شیاطین اس کے ساتھ مکر کرتے ہیں ان لوگوں میں بہتیرے ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ یہ جنوں کے کام ہیں۔ بلکہ یہ سن کر کہ اولیاء اللہ کو وہ کرامات حاصل ہوتی ہیں جو خوارق عادت ہوں۔ لیکن وہ علم قرآن و حقائق ایمان سے اس قدر بہرہ ور نہیں ہوتے کہ کرامات رحمانی اور تلمیسیات شیطانی کے درمیان فرق کر سکیں۔ تو اس طرح کے فریب خوردہ آدمی کے ساتھ اس کے اعتقاد کے مطابق مکر کرتے ہیں۔ اگر ستاروں اور بتوں کا پوجنے والا مشرک ہو تو اسے یہ وہم دلاتے ہیں کہ اسے اس پوجا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کی نیت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ جس فرشتے یا نبی یا شیخ صالح کی صورت پر اس بت کی صورت بنائی گئی ہے۔ وہ اس کی سفارش کرے یا اس کا وسیلہ بنے۔ اور اپنے خیال میں پوجا بھی اس نبی یا نیک آدمی کی کرتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ شیطان کا پجاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَوْمَ يَخْسِرُهُمُ بَعْثُهُمْ أَسْدًا | اور لوگو اس دن کو پیش نظر رکھو۔ جب کہ خدا سب

يَقُولُ لَنْ يَكْفُرَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ أَهْلُهَا وَإِنَّمَا كُنْتُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا اصْنَعْ لَكَ آنتَ وَ لَيْتُنَا مِن دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِبَّ أَكْثَرَهُمْ بِهِمْ مَوْمِنُونَ -

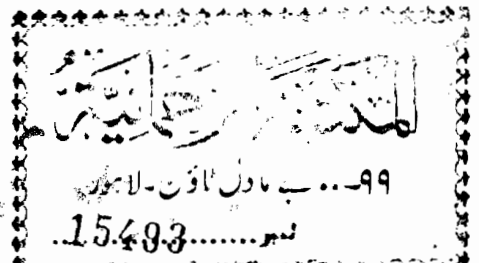
لوگوں کو جین کرے گا۔ او۔ جن کے پیچھے فرشتوں کی پوجھیگا  
 کہ کیا یہ آدم لادو تم ساری ہی پرستش کیا کرتے تھے؟ وہ  
 عرض کیئے کہ خدا تو پاک ہے۔ ہم کو تجھ سے سروکار ہے  
 نہ ان سے۔ ہماری نہیں بلکہ یہ لوگ حقیقت میں شیاطین  
 کا پرستش کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی کے متقد  
 تھے۔ (پ ۲۱ ع)

اس لئے جو لوگ سورج۔ چاند اور ستاروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اور نیت ان کی انہیں کے آگے سجدہ کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن سجدے کے وقت شیطان ان کا تارن ہو جاتا ہے۔ تاکہ ان کا سجدہ اس کے آگے ہو۔ اسی لئے شیطان اس شخص کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے مشرک حاجتیں مانگتے ہیں۔ اگر بھاری نہرانی ہو اور جب جس یا کسی اور سے حاجت مانگے۔ تو شیطان جبر جس یا کسی اور کی صورت میں جس سے مدد مانگی گئی ہو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر بھاری نسبت کا مسلمان ہو۔ اور وہ مسلمان شیوخ میں سے کسی شیخ سے جس کے متعلق اسے حسن ظن ہو حاجت مانگے (۷۹) تو شیطان اس شیخ کی صورت میں آتا ہے۔ اور اگر بھاری ہند کے مشرکین میں سے ہو۔ تو شیطان اس شخص کی صورت بنا کر آتا ہے۔ جسکی وہ مشرک تنظیم کرتا ہو۔ پھر اگر وہ شیخ جس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ شریعت کا واقف ہو تو شیطان اسے یہ خبر نہیں دیتا کہ وہ مدد مانگنے والوں کے پاس اسکی صورت اختیار کر کے گیا ہے۔ اور اگر وہ شیخ شریعت سے بے خبر ہو تو شیطان ان کے اقوال کو اس کے پاس لاتا ہے۔ اور اس کا جواب ان کے پاس لاتا ہے تو رک نیاں کرتے ہیں کہ شیخ نے ان کا آواز در سے سون کر ان کا جواب دیا ہے مالا کہ وہ شیطان کی وساطت سے ہوتا ہے ایک شیخ نے بتایا جس کو اس قسم کے کشف اور جنوں سے مخاطبت کا سلبہ پڑنا تھا کہ بعض وقت جن مجھے پانی اور شیشہ جیسی شغاف اور چمکا راہی چیز بنا کر دکھاتا ہے کہ جو دروں کرتا لی جا سکے چنانچہ میں نے اس بنا پر ایسی

خبریں لے دیتا ہوں۔ وہ میرے پاس میرے ان دوستوں کی باتیں لاتے ہیں۔ جو مجھے بے  
مدد مانگتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ تو میرا جواب ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ بسا  
اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ناواقف آدمی شیوخ اہل خوارق کو جھٹلا کر یہ کہتے ہیں کہ تم طبع  
سب کچھ بطریق جیدہ کہتے ہو۔ جس طرح ابرق سفید نارنگی کے پھلکوں اور مینڈکوں  
کے تیل وغیرہ جیل طبیسی سے بعض لوگ آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ ان کو نہیں  
جلاتی۔ اس پر شیوخ مذکورہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ واقف ہمیں ان جیلوں کی کوئی خبر ہی  
نہیں۔ اور جب کوئی باخبر آدمی ان سے کہتا ہے کہ آپ لوگ اس معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔  
لیکن یہ احوال شیطانی ہیں۔ اس پر ان شیوخ میں سے بعض اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔  
اور جب ان پر حق واضح ہو جاتا ہے اور کئی وجوہ سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حالات  
شیطانی ہیں۔ اور وہ دیکھ بھی لیتے ہیں کہ ان کا تار و پود ہی شیطانی ہے۔ اور جب  
ان پر یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ ان خوارق کے اسباب حصول وہ بدعات ہیں جو  
شرعاً مذموم اور ان کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں گناہوں کا بازار گرم ہو۔ نہ کہ ان  
شرعی عبادتوں کا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ تو اس وقت انہیں یقین ہو  
جاتا ہے کہ یہ وہ مخارق ہیں جو شیطان اپنے اولیاء کے لئے تیار کرتا ہے۔ نہ کہ وہ کرامات  
جن سے خدائے رحمان اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے۔ اور جنہیں اللہ نے توفیق دی ہوئی  
ہے وہ تاثر بھی ہو جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَ اَلَيْسَ  
السَّجِّحُ وَالْمَايِبُ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ رُسُلِهِ وَاَنْبِيَآئِهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ  
وَاَنْصَارِهِمْ وَاَشْيَاعِهِمْ وَخُلَفَائِهِمْ صَلَوةً وَسَلَامًا تَسْتَوْجِبُ لَهُمَّا شَفَاعَتَهُ

برائٹ پریس لاہور

امین



# مطبوعات لکھنؤ سلفیہ

**سنن نسائے شریف مع شرح** اس شرح میں سنن کی اہم تعلقات سلفیہ زہر الزہنی اور

علاحدی کے حاشی نام و کمال و مورد بین علاوہ ازہر حضرت شاہ ولی دہلوی کے فتویٰ افادہ حضرت شیخ حسین بن علی شافعی یمنی کی حدیث تیسرا ترجمہ ابواب کل معین ابوابے احادیث کی تطبیق مختلف مسائل کے متن کی تصحیح و ترجمہ فقہی مسائل میں غرض تحقیقات اس شرح کی خصوصیات ہیں ان کا نام اور صفات

**مہینہ شہریہ** شہریہ سنی نزاعی مسائل کے علاوہ تیسرا ترجمہ فقہی مسائل فی لغت کلام الشریعہ العرفیہ

سے سیکڑوں حاشیہ کا لینیہ فقیر مگر مطبوعہ حضرت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں پہلی مرتبہ لکھنؤ سلفیہ ترقیہ تاملے شائع ہوئی کی سعادت حاصل کرنا ہے شروع میں اختیار افروز فقہ کے علاوہ زبان الکریمی چھاپری گئی ہے جس کے جوڑا میں بیانیہ لکھی گئی

**فتاویٰ اصغر اہل حدیث** شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھنؤ میں شائع اور اشاعت آئینہ کو لکھنؤ میں تمام زبانی مکانی پر دعا اور فقہ دستا پر لکھنؤ میں ان حدیث کے محققین کو بقیت میر تقی میر کی جو تیسرا ترجمہ اور فقہ کے بہت سے معتقد تیسرا مشتمل علی تحقیقات اس پر مشتمل تراویح اہل حدیث شریف

**افغان اوپالہ** اراؤ ابا سلیطان مؤرخ نے تامل اور عقائد کتاب جس کے اصل عربی نسخے کو مصلوہ سیر کے اعلیٰ معیار کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔

**حجۃ اللہ البالغہ** تالیف: محدث شاد ولی اللہ دہلوی۔ یہ مشہور کتاب ہے

جو حدیث، فقہ، تصوف، حکمت، تشریح، اسرار و صانع اور اخلاق و عین کے مضامین میں پُر شرح ہے۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ اعلیٰ معیار پر شائع کی گئی ہے۔ آئینہ شریف، دین و دنیا کا مذہب و عقیدہ

**معالعین تفضل الشیخین** تالیف: محدث شاد ولی اللہ محدث شاد ولی اللہ

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

**حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ** تالیف: پروفیسر محمد رفیع، رئیس احمد جعفری، تصحیح و تحقیق اور اضافہ، لانا محمد عطا اللہ عنایت جبریلانی، ملاحظہ: سائیکس کی جبری کے محدود کی تفصیلی سوانح حیات جو آپ کی ہر عمر کی کتاب ہے نیاز کر دی گئی محترم امام اور ان کی تصانیف ایسا مولانا ڈوٹو گما

دنیا کی کسی کتاب میں بھی یکساں نہیں ملے گا سید دم۔

**کمال العباد فی تالیف ترقیہ اللامیان** تالیف: محدث شاد ولی اللہ محدث شاد ولی اللہ

مؤرخ ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے مفرد موضوع ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

مؤرخ ہنود و صحاح اور حقیقی دلائل سے جو تیسرا ترجمہ دراز سے ماہر تھی تو سال بھر ترقیہ تاملے میں جاری نسخہ کو لکھنؤ سلفیہ لاہور نے پوری ان کی کتاب تیسرا شائع کیا ہے

پتہ: لمکھنؤ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور فون نمبر ۳۱۱۹۷۸